القرآن الحکیم

مع دو ترجمے نہایت مستند

از مترجمین

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی و حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی

معہ

تفسیر سراج البیان

از

علامہ محمد حنیف صاحب ندوی

ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور (۸)

۸۶ - وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

۸۶ - اور جب وہ وہ کلام سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا ہے، تو تُو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے حق پہچان لیا ہے کہتے ہیں کہ اے رب ہم ایمان لائے سو ہمیں گواہوں میں لکھ لے فلے

۸۷ - وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

۸۷ - اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور جو حق بات ہمیں پہنچی ہے اس پر ایمان نہ لائیں اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں داخل کرے گا ○ فلے

۸۸ - فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ○

۸۸ - پس خدا نے بھی ان کے اس قول کے سبب انہیں بدلہ دیا۔ باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ نیکوں کا بدلہ ہے ○

جادو اثر قرآن

فلے اہل کتاب میں حق و صداقت کے شیدائی جب قرآن حکیم کی تلاوت کو سنتے تو سینوں میں عرفان و حقیقت کا دریا موجزن ہو جاتا۔ اور آنکھیں محبت سے چھلکنے لگیں۔ گویا قرآن کی جاذبیت اس درجہ مسلّم ہے کہ کوئی ذی ہوش اور خرد مند انسان اسے سن کر غیر متاثر نہیں رہ سکتا۔ شاہ حبشہ نے جب پہلے پہل حضرت جعفرؓ کی زبان فیض ترجمان سے کلام اللہ کی چند آیتیں سنیں تو بے قرار ہو گیا۔ اور دیر تک رقت و انفعال کے جذبات میں مستغرق رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ حقائق ایسی حقیقت کو اور جمال کا مرقع ہوتی ہیں۔ ناممکن ہے کہ ان کے حلقہ دائرے عرفان کو دیکھا جائے۔ اور حزن و شوقِ حقیقی کا منظر نہ کھنچ جائے۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سے معلوم ہے کہ ہمیں اپنی امت سے جو محمد ﷺ کے ساتھ ہیں مستحق شہادت کے معنی حق ہیں حق کی گواہی اور تبلیغ کرتے ہیں۔ اسی مناسبت سے مسلمانوں کو شُهَدَآءَ لِلّٰهِ فِي الْاَرْضِ کہا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہیں لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ کے دلنواز لقب سے نوازا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب جو تجسس و استطلاع کی زندگی بسر کرتے ہیں جب قرآن کی دعوت کو سنتے ہیں، تو طبیعتوں میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے مشرف بہ زندگی تبلیغ بنا دے، اور وہ قرآن جیسے چشمہ فیض کو ہر تشنہ کام حقیقت تک پہنچا دیں۔ اس دعوت کو عام کریں یعنی کوشش یہ ہو کہ قصر امراء تک یہ روشنی پھیل جائے۔ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۔

فلے اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ قرآن ایمان باللہ اور حق کی دعوت ہے۔ اس لئے اس کا اقرار و اعتراف نہ کرنا، شقاوت و بدبختی کے مترادف ہے۔

حل لغات :- تَفِيْضُ ۔ اِفَاضَۃ ۔ پانی کا فراوانی کی وجہ سے چھلک جانا۔ فَاَثَابَهُمْ ۔ مصدر ثواب ۔ یعنی اجر و

۸۹ - وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○

۸۹ - اور جو کافر ہوئے، اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ وہی دوزخی ہیں ○ ف۱

۹۰ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا
طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا
تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِيْنَ ○

۹۰ - مومنو! ستھری چیزیں جو خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہیں حرام نہ ٹھہراؤ۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ○ ف۲

۹۱ - وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا
طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ
بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

۹۱ - اور اللہ کے دیئے ہوئے میں سے ستھری حلال چیزیں کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو ○

۹۲ - لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ
وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ
فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ
اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ

۹۲ - خدا تم کو تمہاری بے فائدہ قسموں پر نہ پکڑے گا لیکن تم کو تمہاری ان قسموں پر پکڑے گا جن کو تم نے مضبوط باندھ لیا ف۳ پس ایسی قسموں کا کفارہ دس محتاجوں کو کھلانا ہے اوسط درجہ کا کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو

ف

مقصد یہ ہے کہ نیکی اور برائی کچھ یونہی بے اصل نہیں۔ ایک قسم کا آگاہ کیا ہے۔ حق کی طرف فورا لپک جایئے۔ فرمایا جن جنت کی نعمتیں ہیں۔ اور تم ہو۔ ورنہ تکذیب و کفر کی وجہ سے ہولناک جہنم ۔

ف۲ بہشتی کی آیات میں ترغیب اور رہبانیت کی تعریف مذکور ہے۔ صحابہ کے دل میں بھی طبعا دنیا سے علیحدگی کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے ترک لذات کا عہد کر لیا۔ گرچہ مروت تک جب یہ معاملہ پہنچا۔ تو زبان وحی نے اس آیت میں روک دیا۔ اور کہا تحریم لذات جائز نہیں۔ دین ترک لذائذ اور تہذیب نفس کا نام نہیں۔ بلکہ جذبات میں اعتدال پیدا کرنے کا، اس لئے خدا کی سب نعمتیں تمہارے لئے حلال و طیب ہیں ان کو بھی چیزیں کھاؤ۔ مگر ایمان و تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے

ف۳ مقصد یہ ہے کہ اسلام کا تعلق قلب و ارادہ سے ہے وہ حرکات جو اضطراری ہیں ان کا مواخذہ نہیں۔ خطا ایمان

کے لئے کفارہ مقرر فرمایا ہے۔ تاکہ مسلمان اپنی عہد کی اہمیت کو محسوس کرے ۔

امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں یہ اختلاف ہے۔ کہ اطعام و کسوت سے مراد تملیک ہے۔ یا محض تسدید و اعطاء۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھلا دینا کافی سمجھتے ہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تملیک ضروری خیال فرماتے ہیں ۔

حَلِّ لُغَات

وَلَا تَعْتَدُوْا ۔ مصدر اعتداء۔ زیادتی۔ حد اعتدال سے تجاوز ۔

عَقَّدْتُّمْ ۔ عَقْدٌ ۔ گرہ دینا ۔

الْاَيْمَانَ ۔ جمع يَمِيْن ۔ بمعنی قسم ۔

كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ
يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ
كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا
اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
۹۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○
۹۴- اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ
بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي
الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ
ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ

کھلاتے ہو یا اس کا کفارہ اُن کو کپڑا دینا یا غلام آزاد کرنا
پھر جو کوئی نہ پائے، وہ تین دن روزہ رکھے، یہ
تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا بیٹھو اور
اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اللہ یوں تمہیں اپنی
آیتیں بتاتا ہے، شاید کہ تم شکر کرو○
۹۳ - مومنو! سوائے اس کے نہیں کہ شراب
اور جُوا، اور بُت، اور فال کے تیر، سب
شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو تم
اُن سے بچو، شاید تمہارا بھلا ہو ف○
۹۴ - شیطان تو یہی چاہتا ہے، کہ شراب
اور جوئے سے تمہارے درمیان
عداوت اور بیر ڈالے، اور تمہیں خدا کے
ذکر اور نماز سے روکے۔

شراب اور جُوا

ف قرآن حکیم نے اخلاق انسانی کی پوری طرح حفاظت کی ہے اور ان تمام چیزوں کو ناجائز ٹھہرایا ہے جو اخلاقی طور پر مذموم ہیں اور جن کا استعمال نسل انسانی کے لئے تباہ کن ہے ٭

شراب اور جُوا دو بہت پرانی بیماریاں ہیں۔ عرب کے جاہل سے لے کر یورپ کے مہذب تک اس میں مبتلا ہیں۔ آج باوجود تعلیم و تربیت کے ارتقاء کے یہ دونوں چیزیں سوسائٹی کا جزو قرار پاتی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ان کی برائیاں تفصیل کے ساتھ بیان کی جائیں ٭

قرآن حکیم نے جو برائیاں گنائی ہیں وہ اس درجہ اہم اور درست ہیں، کہ ان میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ یعنی بغض و عداوت کی تخلیق، اور نماز سے تغافل، شراب پینے اور جُوا کھیلنے سے یہ برائیاں ہوتی ہیں۔ اور نفسانی رقابتیں بروئے کار آتی ہیں۔ جس کی وجہ سے امن و سلامت کو ہمیشہ خطرہ ہے نیز نیک جذبات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ہر وقت دل و دماغ پر بیہودہ خیالات چھائے رہتے ہیں۔ اور انسان کوشاں رہتا ہے، کہ کسی نہ کسی طرح آتش ہوس کو ٹھنڈا کیا جائے۔ دماغی اور اخلاقی نشوونما رک جاتا ہے۔ فضائے ذہن میں شہوانی خیالات کے طوفان اٹھتے ہیں۔ اور آندھیاں چلتی ہیں۔ کاوش حق کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ دل مردہ اور تاریک ہو جاتا ہے اللہ کی یاد اور محبت کا کوئی جذبہ موجود نہیں رہتا یعنی مجبوراً ایک انسان محض حرص و شہوت ہو کر رہ جاتا ہے ٭

حلِّ لُغات

تَحْرِيْر ۔ آزاد کرنا غلام اور کنیزک کا ٭
اَلْاَنْصَاب ۔ تھان، بُت پرستی کے مقامات ٭
اَلْاَزْلَام ۔ قرعہ کے پانسے ٭

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝
۹۵ - وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا
اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝
۹۶ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا
وَّاَحْسَنُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ع
۹۷- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ
اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ
اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ
مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ
اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

پس کیا تم باز آنا چاہتے ہو؟ ف۱
۹۵- اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، اور
بچتے رہو، پھر اگر تم اطاعت سے پھر گئے، تو جان لو
کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۝
۹۶- جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اُن پر
اس کا کچھ گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے ہیں جب
آگے کو ڈرے، اور ایمان لائے، اور عمل نیک
کئے پھر ڈرے، اور ایمان لائے، پھر ڈرے اور نیک
عمل کرنے لگے، اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۝ ف۲
۹۷- مومنو! خدا تمہیں کچھ شکار میں کہ تمہارے ہاتھ
اور نیزے اُسے پہنچیں گے آزمائے گا۔ تاکہ اللہ
ظاہر کرے کہ کون اُس سے بن دیکھے ڈرتا ہے پھر
جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اُسے دکھ دینے والا

ف۱

صحابہؓ کی اطاعت دیکھئے۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کی آواز کو سنتے ہیں اور تسلیم و رضا کا پیکر بن جاتے ہیں، برملا کہہ دیا ایک دم شراب چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ساغر و مینا توڑ دیتے ہیں۔ وہ مجلسیں جن میں شراب و صہبا کے دور چلتے تھے۔ اب ذکر و شغل کے حلقوں میں تقسیم ہو گئی ہیں۔ صحابہؓ مسجدوں میں بیٹھ کر کوثر و تسنیم کے جام لنڈھاتے ہیں اور بادۂ کیف آور سے مخمور ہو جاتے ہیں۔ یہ ساقی مدینہ کا فیض ہے یثرب کی بستی سے وہ خانہ ساز اور تیز و تند شراب پلائی کہ مست اَحْسَنْتَ (آفرین) پکار اُٹھے ہیں۔

بے علم معذور ہیں

ف۲ تکالیف شرعیہ کا اطلاق علم کے بعد ہوتا ہے ایک شخص جو یہ نہیں جانتا، کہ اسلامی تعلیمات کیا ہیں۔ وہ مکلف بھی نہیں کہ اسلامی احکام کو بجا لائے۔

جب حرمت شراب کی آیات نازل ہوئیں۔ تو صحابہؓ کو بالطبع اُن لوگوں کا خیال آیا۔ جو شراب کی حرمت سے آگاہ نہیں یا جو ان آیات کے نزول سے پہلے فوت ہو چکے ہیں اور شراب کے عادی تھے۔ اس لئے پوچھا، کہ حضورؐ ان کا کیا حشر ہوگا۔ کیا وہ بھی ماخوذ ہوں گے؟ جواباً یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اگر مے نوشی نے اُن کے اخلاق پر بُرا اثر نہیں ڈالا، اور وہ پاکباز رہے ہیں، تو عند اللہ معذور ہیں۔ بعض لوگوں نے آیت کا مفہوم یہ سمجھا ہے، کہ اس میں خواص اور اتقیاء کو مے نوشی کی اجازت دی ہے یعنی اگر کوئی شخص شراب پی کر محتاط رہے۔ اور صلاح و تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دے تو اس کے لئے اجازت ہے۔

مگر یہ بوجوہ غلط ہے۔

(۱) اسلام جس نظام تقویٰ کو پیش کرتا ہے، شراب بجائے خود اس میں منافی ہے۔ اس غرض کے جو حظوظ و تسکین ہے

(باقی بر صفحہ نمبر ۲۹۳)

اَلِيْمٌ ۝
98 - يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا
الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ
قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ
مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ
بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا
بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ
مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا
لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ
عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ
اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝
99 - اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ
طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ

عذاب ہوگا ۝
98 - مومنو! جب تم احرام میں ہو تو
شکار نہ مارو۔ اور جو کوئی تم میں سے عمداً
شکار مارے، تو اُس کا بدلہ اُس کی برابر کا
مویشی دینا ہوگا۔ جو تم میں دو معتبر شخص
ٹھہراویں گے، کہ کعبہ میں قربانی پہنچا
دے، یا اُس کا کفارہ محتاجوں کو کھانا دینا
یا اُس کے برابر روزے رکھنا۔ تاکہ وہ
اپنے کام کا وبال چکھے۔ پہلے جو ہو گیا،
خدا نے معاف کردیا۔ اور جو کوئی پھر کرے گا اللہ
اُس سے انتقام لے گا۔ اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے ۝
99 - تمہارے لئے دریائی شکار اور اُس کا کھانا
تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کیلئے حلال کیا گیا ہے

(۲) اسلام میں خواص و عوام کی قطعاً تقسیم موجود نہیں
تمام مسلمان تکالیف شرعیہ کے مکلف ہیں ۔

(۳) احادیث میں بصراحت تمام شراب کا استعمال ہر
طور ناجائز قرار دیا گیا ہے حتیٰ کہ دوا کے لئے بھی آپ نے
فرمایا کہ حرام میں شفا نہیں ۔

حاصل شبہ آیت کے طرز بیان سے پیدا ہوتا ہے
لیس کا استعمال مَا کے موقع پر اور پھر اِذَا حرف شرط
جو استقبال کے لئے مختص ہے۔ اس کا ذکر، یہ قرائن ہیں جن سے
اہل ذوق کو الحاد کے لئے راہ نظر آتی ہے ۔

اس کا جواب تو وہ ہے جو علامہ رازیؒ نے دیا ہے
کہ آیت مستقبل کے معنی کو بھی شامل ہے یعنی وہ لوگ جو حرمت
شراب کے حکم سے آگاہ نہیں۔ وہ اس وقت تک معذور
ہیں جب تک کہ انہیں اس کا علم نہیں ہو جاتا ۔

صحیح جواب یہ ہے کہ سرے سے اس آیت میں شراب
کا ذکر ہی موجود نہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ نیک اور صالح لوگ
جو کچھ بھی کھائیں پئیں۔ صلاح و تقوےٰ کو ملحوظ رکھیں جس کا
ادنےٰ درجہ یہ ہے۔ کہ حلال و حرام کی تفریق کو سمجھیں، تو ان کے
لئے ہر تکلف اور ہر قسم مطعومات جائز اور درست ہیں یعنی
شراب کی حرمت جذبہ رہبانیت کے ماتحت نہیں، بلکہ
اس لئے کہ یہ تقویٰ و احسان کے خلاف ہے ۔

حلِّ لغات

الصَّیْد۔ شکار ۔

النَّعَم۔ چارپایہ مثل گائے بکری اونٹ کے۔ یعنی
وہ جانور جو عربوں کے لئے آسائش کا سبب تھے ۔

السَّیَّارۃ۔ مسافر، چلنے پھرنے والے لوگ،
مادہ سیر ۔

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ
حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ
تُحْشَرُوْنَ ۝
۱۰۰۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ
الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ
الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ
ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ
اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝
۱۰۱۔ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝
۱۰۲۔ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ

اور تم پر جنگل کا شکار حرام ہے، جب تک تم
احرام میں ہو۔ اور خدا سے ڈرو جس کے پاس
جاؤ گے ۝ ف۱
۱۰۰۔ اللہ نے کعبہ کو جو بزرگی کا گھر ہے لوگوں
کے لئے سبب انتظام ٹھہرایا ہے اور
بزرگی والے مہینوں کو اور قربانی اور گلے میں
پٹے والی قربانیاں۔ یہ اس لئے کہ تم جانو کہ
جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ کو معلوم ہے اور
اللہ ہر شے کو جانتا ہے ۝ ف۲
۱۰۱۔ جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے،
اور اللہ بخشنے والا مہربان
ہے ۝ ف۳
۱۰۲۔ رسول کا اور کچھ ذمہ نہیں صرف پیغام پہنچا دینا ہے

ف۱

ان آیات میں اور اس قبیل کی آیات میں آداب حرم کا ذکر
ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کے لئے تعرض ناجائز ہے۔
البتہ دریا کا شکار یعنی مچھلی پکڑنا اور کھانا درست ہے۔
اس میں اختلاف ہے کہ اگر غیر محرم شکار کرے، تو احرام
والے کے لئے کھانا جائز ہے یا نہیں۔
حضرت علیؓ ابن عباسؓ، ابن عمرؓ سعد بن جبیرؒ اور طاؤس
قطعی حرمت کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ کا مسلک ہے کہ محرم
اس وقت کھا سکتا ہے۔ جبکہ وہ خود شکار نہ کرے، اور اس کے
ایماء پر شکار کیا جائے۔
امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ محرم بالواسطہ اعانت نہ کرے
تو جائز ہے۔ بصورت اعانت ناجائز۔

کعبہ ضروریات عامہ کا کفیل ہے

ف۲ اس آیت میں بَیْتَ الْحَرَامَ کو قِیٰمًا لِّلنَّاسِ قرار دیا گیا ہے

یعنی اس کے ساتھ لوگوں کی ضروریات دینی اور دنیوی وابستہ ہیں۔
یہ روحانیت اور حفاظت اللہ کا منبع اور مرکز ہے۔ یہ بین الملّی اور
بین الدینی مصالح کا کفیل ہے۔ دنیا کے طول و عرض سے لوگ
آتے ہیں جو مختلف بولیاں بولتے ہیں۔ رنگ و بو کے لحاظ
سے ان میں کوئی رشتہ موجود نہیں ہوتا۔ مگر باوجود اس کے سب
لوگ ایک میدان میں، ایک لباس میں، ایک مقصد لئے ہوئے
مصروف عبادت نظر آتے ہیں۔
کون جانتا تھا کہ ایسی غیر آباد بستی کو یہ فروغ حاصل ہوگا
اور ساری کائنات کا محور قرار پائے گی۔
یہ محبوبیت، یہ ہمہ گیر قبولیت گواہ ہے کہ خدا سب کچھ
جانتا ہے۔ اور اس کا علم نہایت وسیع ہے۔
ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ مجرموں اور گنہگاروں کے لئے جہاں سخت
گیر ہے۔ وہاں اپنے بندوں کے لئے غفور اور رحیم بھی بدرجۂ اتم ہے

حل لغات

الحرام = عزت، بیت الحرام یعنی عزت کا گھر۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ○

اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، یا چھپاتے ہو اللہ جانتا ہے ○

۱۰۳- قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ع

۱۰۳- تو کہہ، پاک اور ناپاک برابر نہیں اگرچہ ناپاک کی کثرت تجھے پسند آئے، سو اے عقلمندو۔ خدا سے ڈرو۔ شاید تمہارا بھلا ہو ○

ع ۱۳

۱۰۴- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○

۱۰۴- مومنو! ایسی باتیں جن کی حقیقت اگر تم پر کھول دی جائے تو تمہیں بُری معلوم ہوں، رسول سے نہ پوچھا کرو۔ اور جب تم اُن کی حقیقت ایسے وقت میں پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو اُن کا بھید تمہارے لئے کھول دیا جائے گا۔ خدا نے اُن کو درگزر کی، اور خدا بخشنے والا بُردبار ہے ○

۱۰۵- قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ

۱۰۵- ویسی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں

غیر ضروری موشگافیاں ممنوع ہیں!

ف ۱

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اسے نہایت سہل اور جامع قرار دیا گیا ہے۔ اس میں اصول و مسائل کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے زندگی کے ان ابواب سے بحث کی ہے جو ضروری اور واقعی ہیں۔ اور غیر ضروری تفصیلات کو ترک کر دیا گیا ہے۔ تاکہ قوائے عمل بیکار نہ ہو جائیں •

اس آیت میں اسی تفصیل طلبی کے جذبہ سے روکا ہے۔ بات یہ تھی کہ بعض لوگوں نے ایسے سوالات پوچھے۔ جن کا جواب ان کے لئے تکلیف دہ تھا۔ مثلاً عبداللہ بن حذافہ نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ یہ مشکوک النسب تھے۔ آپ نے فرمایا۔ حذافہ بن قیس۔ ایک صاحب بول اُٹھے۔ میرے ابا کہاں ہیں۔ حضورؐ نے جواب دیا۔ جہنم میں۔ سراقہ بن مالک نے پوچھا۔ کیا حج ہر سال ہم پر فرض ہے؟

آپ نے فرمایا۔ انما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سوالھم۔ یعنی پہلی قومیں محض ان موشگافیوں کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ پس جو کچھ تم سے کہوں۔ بلا کم و کاست مان لو۔ اور جن منکرات سے روکوں۔ رُک جاؤ •

اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ○
۱۰۶ - مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ
وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○
۱۰۷ - وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا
حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ
اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا
وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○
۱۰۸ - يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ
لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

اُن کے مُنکر ہو گئے تھے ○
۱۰۶ - خدا نے حرام مقرر نہیں کی کان پھٹی اور نہ سانڈ
اور نہ مسلسل مادہ بچے جننے والی اونٹنی اور نہ دس بچے جنانے والا
اونٹ۔ لیکن کافر خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں،
اور ان میں بہتوں کو سمجھ نہیں ○ ف۱
۱۰۷ - اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ نے
نازل کیا ہے اُس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ
تو کہتے ہیں کہ جس بات پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے
وہی ہمیں کافی ہے۔ بھلا اگر اُن کے باپ دادا کچھ
علم نہ رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں تب بھی ○ ف۲
۱۰۸ - مومنو! تم اپنی جانوں کا فکر کرو۔ جب تم
نے ہدایت پائی تو گمراہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ
سکتا۔ تم سب کو خدا ہی کی طرف جانا ہے سو وہ تمہیں

ف۱

یہ مشرکانہ رسوم ہیں۔ عرب ان مواشی کو مقدس سمجھتے۔ اور بربنائے عظمت نہ ان کو ذبح کرتے اور نہ اپنے استعمال میں لاتے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اس عقیدہ کی تردید کی ہے۔ اور فرمایا ہے، کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب جانور یکساں ہیں۔ اور ان میں نفس تقدیس موجود نہیں۔ ہر جانور بہرحال جانور ہے۔ اور کوئی خوبی ان میں ایسی نہیں۔ جس کی وجہ سے ان میں سے کسی کو قابل تعظیم سمجھا جائے۔

ف۲

مصیبت یہ تھی، کہ وہ محض آباؤ اجداد کی پیروی کرتے تھے۔ جب انہیں غور و فکر کی دعوت دی گئی۔ انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا۔ ہم تو قدیم روایات کو نہیں چھوڑیں گے۔

حلِ لُغَت

بَحِیْرَۃ۔ جب اونٹنی پانچ بچے جنے۔ اور آخری بچہ نر ہو۔ تو اُس کا کان پھاڑ دیتے تھے۔ یہ تقدیس کی علامت ہے۔ اس کے بعد حُرمت لازم ہو جاتی۔ بحیرہ کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔

السَّآئِبَۃ۔ بیماری، تکلیف یا خوشی اور سفر میں جب کسی اونٹ کو آزاد کر دیتے تو سائبہ کہلاتا۔ یعنی آزادی سے پھرنے چلنے والا۔

وَصِیْلَۃ۔ بھیڑ بکری کے بطن سے اگر نر اور مادہ دونوں اکٹھے پیدا ہوتے۔ تو اسے وصیلہ کہتے یعنی نر اور مادہ کو باہم ملا دینے والی۔

حَامٍ۔ یعنی حمایت کرنے والا اور بچانے والا وہ اونٹ جو دس بچے جنے، وہ حام کہلاتا اور مقدس سمجھا جاتا۔

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

١٠٩- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ
اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ
الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ
اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ
ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ
الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ
الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ
لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا
قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ
اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ○

١١٠- فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا
فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ

جتائے گا، جو تم کرتے تھے ○ ف۱

١٠٩- مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت
حاضر ہو، تو وصیت کے وقت تم میں سے
دو معتبر شخص جائیں ف۲ - یا تمہارے سوا غیر مذہب کے
دو شخص ہوں۔ اگر تم سفر میں ہو اور موت
کی مصیبت آ جائے۔ اگر تمہیں اُن گواہوں
کی نسبت شک ہو تو بعد نماز اُن دو گواہوں
کو کھڑا کرو۔ کہ وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں اور
کہیں کہ ہم مال پر قسم فروخت نہیں کرتے اگرچہ
کوئی ہمارا قرابتی کیوں نہ ہو، اور ہم اللہ کی
گواہی نہیں چھپاتے، ورنہ ہم گنہگاروں میں ہو جائیں گے ○

١١٠- پھر اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ دونوں گناہ سے حق کے
گئے تو ان کی جگہ اور دو شخص اُن لوگوں میں سے

عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ

ف۱ اس آیت میں بتایا ہے کہ اصلاح سے قبل صلاح و
تقوے کی ضرورت ہے۔ اگر ہر شخص بجائے خود نیک اور متقی
ہو جائے تو تبلیغ و اشاعت کی قطعاً ضرورت نہیں۔
سب سے پہلے خود پرہیزگار اور صالح بننے کی حاجت
ہے۔ دنیا کی اصلاح اور قیادت کے میدان میں آ جائے اور
ذاتی طور پر تقوے اور اصلاح نفس کے اسرار سے ناواقف ہو
وہ شخص جو عامل نہیں ہے۔ کتاب و سنت کی پرواہ نہیں کرتا
ذاتی طور پر سست و کاہل ہے۔ معاملات میں اچھا نہیں سمجھا جاتا
کر جہاں احتیاط نہیں دیتا۔ اس سے کیا توقعات وابستہ
کی جا سکتی ہیں۔ وہ جو کچھ کہے گا، اور جو کچھ کرے گا۔ ریاکاری اور
دکھلاوے کے لئے۔ جس کا اصلی اثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا قرآن کی
تعلیم یہ ہے کہ پہلے خود نفس کی اصلاح کرو۔ عادات و اخلاق
کو سنوارو۔ اچھے اور نیک بنو۔ شریعت پر عمل کرو۔ غلو میں اپنا

کا شیوہ اختیار کرو۔ پھر دیکھو۔ گمراہ معصیت سے تمہیں قطعاً
نقصان نہیں پہنچے گا۔ تم کامیاب رہو گے۔ اور تمہاری ہدایت
گمراہی اور ضلالت پر غالب آ جائے گی۔

ف۲ اس سے پیشتر کی آیت میں حفظ نفس کا ذکر ہے۔ اور
اس میں حفظ مال کا۔

واقعہ یہ ہے کہ تمیم انصاری اور اس کا بھائی تجارت کی غرض سے
ملک شام کی جانب نکلے۔ اس کے ساتھ بدیل عمرو بن عاص کا
غلام بھی تھا۔ جو مسلمان تھا۔ رستے میں بدیل کا یک بیمار
ہو گیا۔ اس لئے احتیاطاً اُس نے اپنے سامان کی ایک فہرست
مرتب کر لی۔ اور وصیت کی کہ اگر میں مر جاؤں۔ تو میری چیزیں
میرے گھر پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ مر گیا۔ ان کی نیت میں فرق
آ گیا۔ کچھ چیزیں اُنہوں نے دیں۔ اور کچھ رکھ لیں۔ اتفاقاً
چیزوں کی فہرست جو اُنہوں نے دیکھی۔ تو خیانت ظاہر ہو گئی۔ مقدمہ
حضور کے دربار میں پیش ہوا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

حل لغات: شَهَادَةُ۔ گواہی۔ عُثِرَ۔ معلوم ہو جائے

الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيٰنِ
فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ
مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا ۚ
إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ ۝
۱۱۱- ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يَّأْتُوا بِالشَّهَادَةِ
عَلٰى وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ
أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۚ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَاسْمَعُوا ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ۝
۱۱۲- يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ
مَاذَا أُجِبْتُمْ ۚ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۚ
إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝
۱۱۳- إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

کھڑے ہوں جن کا حق دبا ہے اُن میں کو جو
قریب کے ہوں پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری
گواہی اُن دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے زیادتی
نہیں کی۔ ورنہ ہم ظالموں میں ہوں گے ○
۱۱۱- یہ طریق اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ سچ سچ طور
پر گواہی دیں۔ یا اس بات سے ڈریں گے کہ پہلوں
کی قسم کے بعد ان کی قسم اُلٹی دی جائے گی اور اللہ سے
ڈرو اور سنو۔ اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت
نہیں کرتا ○
۱۱۲- جس دن خدا سب رسولوں کو جمع کرے گا پھر
پوچھے گا کہ تم کو اُمتوں نے کیا جواب دیا تھا وہ
کہیں گے ہم نہیں جانتے تو ہی پوشیدہ باتیں جاننے والا ہے ○ ف۱
۱۱۳- جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ بن مریم

ف۱

مقصد یہ ہے کہ قیامت کے دن
اللہ تعالٰی انبیاء سے اُن کی اُمتوں کے
سامنے انہیں نادم کرنے کے لئے پوچھیں گے
کہ تمہارے ساتھ ان لوگوں نے کیا سلوک روا
رکھا۔ وہ کہیں گے۔ اللہ تو خوب جانتا ہے
ہمارا علم ناقص ہے۔ ہم صرف ظواہر کو جانتے
ہیں۔ دل کے بھید اور اسرار سے بجز
تیری ذات کے اور کون آگاہ ہے یعنی
اپنے علم کو اللہ تعالٰی کی تفویض میں
دے دیں گے۔ اور منتظر رہیں گے کہ اللہ
اُن کی اُمتوں کے متعلق کیا فیصلہ صادر
فرماتا ہے۔

یہ انبیاء کا کمال ترحم ہے۔ کہ اگر خدا
ان کی گنہگار اُمتوں کو بخشیں دے، تو وہ
خوش ہوں گے۔ اور انہیں کوئی اعتراض
نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ وہ اپنے علم کو
نامستند قرار دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالٰی
کے فیصلے کے متوقع ہیں۔

حل لغات

الغیوب۔ جمع غیب۔ جس سے مقصد
تنوع فی العلوم والاحوال ہے۔ یعنی
تو ہر طرح کے احوال اور علوم سے
آگاہ ہے۔

اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ
إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ ف۱ تُكَلِّمُ
النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَإِذْ
عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ
التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ۖ وَإِذْ تَخْلُقُ
مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي
فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا
بِإِذْنِي ۖ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ
وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ كَفَفْتُ
بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم
بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ
إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝
۱۱۱- وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ

میرا احسان کر جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کیا
تھا۔ جب میں نے روح پاک سے تیری مدد کی۔ تو لوگوں
سے والدہ کی گود میں بھی بولتا تھا ف۱ اور بڑا ہو کر بھی
اور جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور توریت
وانجیل سکھلائی تھی۔ اور جب تو مٹی سے ف۲ پرندہ
کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا۔ پھر تو
اس میں پھونک مارتا تھا۔ تو وہ پرندہ بن جاتا تھا
میرے حکم سے۔ اور تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی
کو میرے حکم سے چنگا کر دیتا تھا۔ اور جب تو میرے
حکم سے (قبروں سے) مُردے نکال کھڑے کرتا تھا اور جب کہ
میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا تھا جب تو انہیں نشانیاں لایا
تھا تو جو ان میں کافر تھے کہنے لگے تھے کہ یہ تو صریح جادو ف۳ ہے۔
۱۱۱- اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی بھیجی تھی

ف۱

مہد و کہل بمنزلہ متقابل ہیں۔ اس لیے اطراف میں انحصار مقصود ہے۔ یعنی عہدِ طفولیت میں اور عمر کے آخری حصے میں مسیح گفتگو فرمائیں گے۔ گفتگو سے مراد تبلیغ و اشاعت ہے۔

ف۲

مسیح کے معجزات میں کوڑھی اور اندھے کو اچھا کرنا مذکور ہے۔ بلکہ ملاحدہ نے اس کے معنی یہ کئے ہیں کہ مسیح کوڑھی اور اندھوں کو آزادی بخشتے تھے۔ یہ عربیت کے منافی ہے نیز قرآن کے الفاظ سے اس مفہوم کی تائید نہیں ہوتی۔ ابراء کے معنے تندرست کرنے کے ہوتے ہیں نہ آزاد کرنے کے۔

نعمتِ حیات

ف۳ آیت کا مقصد یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو جب یہودیوں نے مار ڈالنا چاہا! تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نعمتِ حیات سے بہرہ ور کیا۔ اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

حلِّ لغات

الْاَکْمَهَ۔ مادرزاد اندھا۔
الْاَبْرَصَ۔ کوڑھی، ابرص۔

أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ۚ قَالُوا آ
مَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ○
١١٥- إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى
ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ
أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ
السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ
كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○
١١٦- قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَ
تَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ
قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا
مِنَ الشَّاهِدِينَ ○
١١٧- قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ
رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ

کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ تو انہوں
نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں ○
١١٥- جب حواریوں نے کہا تھا، کہ اے عیسیٰ
مریم کے بیٹے۔ کیا تیرے رب میں ایسی قدرت
ہے، کہ آسمان سے ہم پر ایک خوان نازل
کرے؟ عیسیٰ نے کہا اللہ سے ڈرو۔ اگر
تم مومن ہو ○ ف۲
١١٦- وہ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے
کھائیں۔ اور ہمارے دلوں کو اطمینان ہو اور ہم
جانیں کہ تو نے ہم سے (نبوت میں) سچ کہا ہے
اور ہم اس پر گواہ رہیں ○
١١٧- عیسیٰ بن مریم نے کہا۔ اے اللہ ہمارے
رب۔ آسمان سے ہم پر ایک خوان نازل کر

مسیح کے حواری

ف۱ موجودہ انجیل میں مسیح کے حواریوں کا جو تذکرہ ہے وہ نہایت قابل اعتراض ہے۔

انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کے تمام حواری غیر مخلص تھے اب مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لیے جستجو ہوئی تو ایک حواری نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور کہا جس شخص سے میں زیادہ عقیدت کا اظہار کروں۔ وہی مسیح ہے اس کو پکڑ لینا تصریحات انجیل روایات کے ماتحت مسیح انہیں حواریوں کی وجہ سے گرفتار ہوئے اور صلیب پر لٹکائے گئے۔

قرآن حکیم کہتا ہے۔ مسیح کے حواری پاکباز اور مخلص تھے جب حضرت مسیح نے ایمان و تائید کے لیے انہیں مخاطب کیا۔ فوراً آمادہ ہو گئے۔

جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم موجودہ انجیل کی نسبت مسیح کا زیادہ اخلاص و عظمت سے تذکرہ کرتا ہے۔

عیسائیوں کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کے ممنون ہوں۔

مائدہ

ف۲

معجزہ طلبی کی عادت قدیم سے بنی اسرائیل میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے اکثر انبیاء سے خوارق و معجزات طلب کیے۔

اللہ تعالےٰ کے لیے کوئی معجزہ مشکل نہیں وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ مگر یہ ذہنیت اسے پسند نہیں کہ بات بات پر معجزہ طلب کیا جائے۔ اسی لئے جب ان لوگوں نے مائدہ کے نزول کی خواہش کی۔ تو اتقوا اللہ کی تلقین کی گئی یعنی راسخ العقیدہ انسانوں کے لیے زیبا نہیں کہ عجائب پسندی اور شعبدہ آرائی کو مذہب کا اصل

(باقی بر صفحہ ۳۰۱)

السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا
وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا
وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○
۱۱۸- قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ
فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ
عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○
۱۱۹- وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ
وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ
قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ
اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ
كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ
مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا

کہ ہمارے لئے عید ہو۔ ہمارے پہلے اور
پچھلوں کے لئے۔ اور تیری طرف سے ایک نشان ہو
اور ہمیں رزق دے اور تُو بہتر رزق دینے والا ہے ○
۱۱۸ - خدا نے کہا وہ خوان میں تم پر نازل کروں گا،
پھر جو کوئی اسکے بعد تم میں سے کافر ہو جائے گا اُسے ایسا
دُکھ دوں گا۔ کہ ویسا دُکھ جہان میں کسی کو نہ دوں گا ○
۱۱۹ - اور جب خدا کہے گا کہ اے عیسٰی مریم کے بیٹے
کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری
ماں کو اللہ سے الگ دو خدا مانو؟ وہ
کہیں گے کہ تُو پاک ہے مجھ سے کیونکر ہو کہ وہ بات
کہوں جو سزاوار نہیں۔ اگر میں نے کہا
ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا۔ تُو میرے دل کی
بات جانتا ہے۔ اور میں تیرے دل کی

م
وقف النبی
صلی اللہ
علیہ وسلم

بقیہ حاشیہ

قرار دے لیں ؞

نزول مائدہ کے لئے مسیح علیہ
السلام نے دعا کی۔ اور کہا اس کے
بعد تمہیں مزید موقع نہیں دیا جائے گا
کیونکہ حجت تمام ہو چکے گی اللہ
تعالٰے فرماتے ہیں المھ لذیذ
کے خوان بھیج رہا ہوں۔ اس کے
بعد بھی انکار و کفر کا اظہار کیا تو
عذاب شدید کی وعید سن رکھو ؞
معلوم ہوتا ہے۔ اس کوئی
شرط کو سن کر حواری راہ راست
پر آ گئے۔ اور نزول مائدہ کی پھر
خواہش نہیں کی ؞

حلِّ لُغات

صفحہ گذشتہ و ھٰذا

مَآئِدَۃ۔ خوان۔ مید سے مشتق
ہے۔ یعنی حرکت میں رہنے والی
چیز۔ خوان کو چونکہ مختلف مہمانوں
کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے
مائدہ کہا جاتا ہے ؞
عِیْدٌ۔ جشن۔ یوم مسرت ؞

فِیْ نَفْسِکَ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○
۱۲۰- مَا قُلْتُ لَہُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِہٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمْ ۚ وَکُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ○
۱۲۱- اِنْ تُعَذِّبْہُمْ فَاِنَّہُمْ عِبَادُکَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَہُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○
۱۲۲- قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ

نہیں جانتا۔ چھپی باتوں کا جاننے والا تو ہی ہے ○
۱۲۰- میں نے اُن سے صرف وہی بات کہی جس کا تُو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ اور جب تک میں اُن میں رہا۔ اُن سے خبردار رہا۔ پھر جب تُو نے مجھے قبض کر لیا۔ تو تُو ہی اُن کا نگہبان تھا۔ اور تُو ہر شے پر گواہ ہے ○ ف
۱۲۱- اگر تُو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تُو انہیں بخش دے تو تُو ہی زبردست حکمت والا ہے ○
۱۲۲- خدا نے کہا یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو

مسیح کی تعلیم

ف ان آیات میں قیامت کا ذکر ہے۔ مسیح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا۔ کیا تم نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا مانو۔ آپ فرمائیں گے۔ اللہ مجھے کیونکر اختیار ہے کہ باطل کی تلقین کروں۔ میں نے تو ان کو ہمیشہ توحید ہی کی طرف بلایا ہے۔ اور میں جب تک ان میں رہا۔ یہی دعوت دی جب تُو نے مجھے اٹھا لیا۔ اس وقت تو تُو نگہبان تھا۔ اور تُو سب کچھ جانتا ہے ۔

یہاں تک معذرت ہے اس کے بعد سفارش ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام خوب جانتے ہیں۔ کہ میرے آسمان پر جانے کے بعد لوگوں میں غلط فہم کے عقائد رائج ہو گئے تھے۔ فرماتے ہیں، اللہ اگر تو انہیں سزا دے تو تیرے بندے ہی تو ہیں۔ اور بخش دے تو کیا مضائقہ ہے۔ تو عزیز و حکیم ہے۔ یعنی اگر بخش دے تو تجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ انسان غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے ۔

یہ الفاظ ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے لئے مغفرت کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہاں چند باتیں ملحوظ رہیں:۔

(۱) عیسائی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایک گروہ ایسا تھا۔ جو مریم کی الوہیت کا قائل تھا۔ اب غالباً ایسا کوئی فرقہ موجود نہیں ۔

(۲) اس مقام پر ایک فریق دھوکا دیتا ہے اور کہتا ہے دیکھئے مسیح نے انکار کیا ہے۔ اور کہا ہے میرے سامنے کسی شخص نے مجھے خدا نہیں کہا۔ حالانکہ اگر اس کی دوبارہ آمد کا مسئلہ صحیح ہے تو اسے یقیناً معلوم ہونا چاہئے۔ کہ عیسائی اُسے خدا سمجھتے ہیں۔ اور یہ الزام آتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ مسیح جھوٹ بول رہے ہیں۔ جواب یہ ہے۔ مسیح سے سوال صرف یہ کیا گیا ہے کہ کیا تم نے اس طرح کے عقیدے کی تلقین کی۔ وہ فرماتے ہیں۔ نہیں، یہ پوچھا ہی نہیں گیا۔ کہ کیا تم اس واقعہ کے متعلق کچھ جانتے بھی ہو۔ یا نہیں ۔

(باقی بر صفحہ ۳۰۳)

الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
١٢٣- لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

آياتها ١٦٥ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ٢٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
١- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ
النُّوْرَ ۭ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اُن کا سچ نفع دے گا۔ اُن کے لئے باغ ہیں
جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُن میں وہ
ہمیشہ رہیں گے۔ خدا اُن سے راضی
ہوگا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔ یہی
بڑی کامیابی ہے ۝
١٢٣- آسمان اور زمین اور جو اُس کے درمیان
ہے سب اللہ کی سلطنت ہے، اور وہ ہر شے
پر قادر ہے ۝ ع ١٦

(٦) سُورۂ اَنعام

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)
١- سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے
آسمانوں اور زمین اور تاریکی اور روشنی کو پیدا
کیا۔ پھر یہ کافر اپنے رب کا شریک

اور اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح اپنے علم کا انکار نہیں کرتے بلکہ ان الفاظ میں اقرار کرتے ہیں، کہ مجھے علم ہے۔

(٣) نیز مَا دُمْتُ فِيْهِمْ سے معلوم ہوتا ہے۔ مسیح کی زندگی کے دو حصے ہیں:۔

ایک وہ جو اُنھوں نے بنی اسرائیل میں رہ کر گزارا۔ اور ایک وہ جبکہ وہ ان میں موجود نہیں تھے۔

بہرحال مقصد یہ ہے کہ عیسائیوں کو ڈانٹ دیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ مسیح علیہ السلام کی تعلیم توحید ہے، نہ کہ تثلیث۔

ظلمت و نور

ف مجوسی ثنویت کے قائل تھے۔ اور نور و ظلمت کو الگ الگ خدا قرار دیتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس عقیدہ کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ اندھیرے اور اجالے کو پیدا کرنے والا میں ہوں۔ ظلمت و نور سے مراد کفر اور اسلام بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی خدا نے دونوں راہیں پیدا کی ہیں۔ خدا کے نیک بندے ہدایت و صداقت کی راہ کو پسند کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے دل سیاہ ہیں۔ جن سے ہدایت کی توفیق چھن گئی ہے ظلمت کی پگڈنڈی پر ہو لیتے ہیں۔ اور خدا کے ساتھ دوسروں کو ساجھی ٹھہراتے ہیں۔

حلِ لُغات

(صفحہ ٣٠٢)

شَهِيْدًا۔ گواہ، نگہبان، مطلع۔
تَوَفَّيْتَنِيْ۔ مادہ توفّی۔ بمعنی وفات، یا اُٹھا لینا، لے لینا۔

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝
۲ - هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ
ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى
عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝
۳ - وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي
الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ
جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝
۴ - وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ
اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا
مُعْرِضِيْنَ ۝
۵ - فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ
فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا مَا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

ٹھہراتے ہیں ۝
۲ - وُہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا،
پھر ایک وقت (موت) ٹھہرایا۔ اور ایک وقت
اُسکے پاس مقرر ہے (یعنی قیامت) پھر بھی ف۱ تم شک میں ہو
۳ - اور آسمانوں اور زمین میں وہی اللہ ہے،
تمہارا مخفی و آشکارا حال اور جو تم کماتے ہو،
وہ جانتا ہے ۝
۴ - اور جو کوئی آیت بھی اہل مکہ کے پاس اُنکے
رب کی آیتوں میں سے آتی ہے اسی سے وہ منہ
پھیر لیتے ہیں ۝
۵ - سو وہ حق کو جب اُن کے پاس آیا جھٹلا چکے
اب آگے اس کا انجام جس پر وہ ہنستے تھے،
اُن پر آئے گا ۝

ف۱

مقصد یہ ہے، کہ سب مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ تم میں کوئی بڑا، اور چھوٹا نہیں۔ سب خدا کے حضور میں عاجز اور محتاج ہیں ۔

اس لئے باہمی تنافس و کبر کو چھوڑ دو۔ کسی انسان کے سامنے سر نہ جھکاؤ۔ اور سب کو برابر سمجھو۔ مٹی سے پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں، کہ تمہاری زندگی یکسر ارضیت پر موقوف ہے، نباتات سے لے کر حیوانات تک سب چیزیں مٹی کی محتاج ہیں اس لئے تمہاری تکوین میں مٹی کو بہت زیادہ دخل حاصل ہے۔ لہٰذا بیشگاہ خداوندی میں ہمیشہ خشوع وخضوع کا اظہار کرو۔ اور اپنی فطری بے کسی اور بے مائیگی کو بھول نہ جاؤ ۔

حلِ لغات

تَمْتَرُوْنَ ۔ مادہ امتراء ۔ بمعنی شک کرنا ۔

اَنْۢبٰۗؤُا ۔ جمع نَبَاٗ ۔ بمعنی خبر و اطلاع ۔

٦- اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ
مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا
لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ
عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا
الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا
مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ○
٧- وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ
قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا
سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○
٨- وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ
وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ

٦ - کیا نہیں دیکھتے کہ اُن سے پہلے ہم نے کتنی
قدر اُمتوں کو ہلاک کیا ہے؟ انہیں ہم نے زمین
میں اس قدر جمایا کہ اس قدر تمہیں نہیں جمایا۔ اور ہم نے اُن پر
پے در پے مینہ برسایا۔ اور اُن کے نیچے نہریں
جاری کیں۔ پھر ہم نے اُن کے گناہوں کے
سبب اُنہیں ہلاک کردیا۔ اور اُن کے بعد اور
اُمت ہم نے کھڑی کی ○ ف۱
٧ - اور اگر ہم تجھ پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب بھی
نازل کریں۔ پھر وہ اپنے ہاتھوں سے اُسے ٹٹول لیں
تو بھی کافر ضرور یہی کہیں گے۔ کہ یہ تو صریح
جادو ہے ○ ف۲
٨ - اور کہتے ہیں کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اُترا
اور اگر ہم فرشتہ اُتاریں، تو بات ہی فیصل ہو جائے

تباہی گُناہوں سے ہی!

ف۱

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ وہ ہر قوم کو سرسبز وشاداب کرتا ہے۔ اور ہر ملت کو نشوو ارتقاء کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ اگر قوم میں صلاحیت ہے اور خدا کی اطاعت شعار ہے۔ تو پھر زمین ان پر فیوض و انعام کے دریا بہا رہی ہے۔ اور آسمان کی برکتیں بارشوں کی طرح نازل ہوتی ہیں۔ اور جب گناہ اور معصیت کے جھکڑ چلنے لگیں، اُس وقت اللہ تعالیٰ کا قانونِ غضب حرکت میں آجاتا ہے اور بڑی بڑی باعظمت اور قومیں آنِ واحد میں صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹادی جاتی ہیں۔

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ میں اسی اہم نکتہ کی طرف اشارہ ہے۔

ف۲

مقصد یہ ہے کہ کہنے والوں کا جمود و کفر ناقابل اصلاح ہے۔ وہ درحقیقت جان بوجھ کر مخالفت کرتے ہیں۔ وہ شخص جو سو رہا ہو۔ اُسے بیدار کیا جاسکتا ہے۔ مگر جو بیدار ہو اُسے کون اپنی طرف متوجہ کرسکتا ہے۔

ان کی کیفیت یہ ہے۔ کہ قرآن حکیم کو اپنی آنکھوں سے نازل ہوتا دیکھیں، جب بھی نہ مانیں۔ اور صاف کہ دیں اس میں بھی کچھ بھید ہے۔

بات یہ ہے کہ جب دلوں میں تاریکی ہو اور بصیرت کی آنکھیں بند کرلی جائیں، تو اُس وقت صداقت کی روشنی دلوں تک نہیں پہنچتی۔

حلِ لغت

مِدْرَارًا۔ خوب برسنے والا۔ مادہ دَرٌّ۔
اَنْشَاْنَا۔ مادہ انشاء۔ پیدا کرنا۔

ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝
۹ - وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا
وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝
۱۰ - وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع ۱
۱۱ - قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ
انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِيْنَ ۝
۱۲ - قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى
نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ

پھر اُن کو مُہلت بھی نہ ملے ۝
۹ - اور اگر ہم کسی فرشتہ کو رسُول بناتے تو اُسے آدمی
بنا کر بھیجتے، اور اُنپر وہی شبہ ڈالتے جو اب شبہ کرتے ہیں ۝ ف۱
۱۰ - اور تجھ سے پہلے رسُولوں سے ٹھٹھا کیا گیا ہے،
تو جن لوگوں نے اُن سے ٹھٹھا کیا تھا اُن کو اُسی نے
آگھیرا جس کا وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے ۝
۱۱ - تو کہہ۔ زمین میں پھرو، پھر
دیکھو کہ مکذبوں کا کیا انجام
ہُوا ۝
۱۲ - اُن سے پوچھ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے
کس کا ہے۔ تو کہہ اللہ کا ہے۔ اس نے اپنی ذات
پر رحمت لکھ لی ہے ف۲۔ قیامت کے دن جس میں
کچھ شبہ نہیں، وہ تم سب کو جمع کرے گا۔ جنہوں نے

ف۱

ان دو آیتوں میں کہنے والوں کے ایک مخصوص شبہ کا جواب ہے۔ کہنے والے یہ کہتے تھے، کہ ایک انسان ہمارے لئے کیسے راہنما ہو سکتا ہے۔ گو یا ان کی نخوت انہیں ایک انسان کو نبی ماننے سے اباء کرتی تھی، ان کا خیال یہ تھا کہ منصب نبوت کسی فرشتہ کو ملنا چاہئے تھا۔

قرآن حکیم نے اس اعتراض کے دو جواب دیئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر فرشتہ پیغمبر قرار پاتا، تو حجت تمام ہو چکتی، اور تمہارے لئے انکار و تاویل کی قطعی گنجائش نہ رہتی۔ اس صورت میں تمہاری ہلاکت یقینی تھی۔

پھر اگر فرشتہ ہوتا، جب بھی انسانی قالب میں ظاہر ہوتا۔ اور تمہارا اعتراض بدستور قائم رہتا۔

ف۲

اللہ تعالیٰ انتہا درجے کے رحیم ہیں جب تک کوئی شخص خود جہنم کا ایندھن بننے کی کوشش نہ کرے۔ وہ بخشتے اور معاف کرتے رہیں گے۔

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ کے معنی یہ ہیں، کہ اللہ کی فطرت بخشش پسند ہے۔

خسارہ اور گھاٹا ان لوگوں کے لئے ہے جو دولت ایمان سے محروم ہیں۔

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ○
۱۳- وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
۱۴- قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ
يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ
اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○
۱۵- قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○
۱۶- مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ
رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○

جانوں کا نقصان کرتے ہیں، وہی ایمان
نہیں لاتے ○
۱۳ - اور رات اور دن میں جو کچھ بستا ہے اُسی کا ہے
اور وہ سنتا جانتا ہے ○ ف
۱۴ - تو کہہ کیا میں اللہ زمین و آسمان کے خالق کے
سوا کسی اور کو دوست بناؤں؟ وہ سب کو
کھلاتا ہے اور اُسے کوئی نہیں کھلاتا۔ تو کہہ مجھے
حکم ملا ہے کہ میں پہلا مسلمان بنوں، اور یہ
کہ مشرکوں میں سے نہ ہو ○
۱۵ - تو کہہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو
میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○
۱۶ - اُس دن جس کسی سے عذاب ہٹایا گیا اُسی پر
رحم ہوا۔ اور یہ صریح کامیابی ہے ○

ف
دن کی روشنی اور رات
کی تاریکی میں جو کچھ ہے وہ
سب اللہ کی بادشاہت
میں داخل ہے۔ وہی سنتا
ہے۔ اور وہی دلوں کی گزر رہا
سے آگاہ ہے۔ آسمانوں
کو اور زمین کو اسی نے پیدا
کیا ہے۔ تمام مخلوق کو
کھانا دیتا ہے۔ اپنی ذات
کے لئے اُسے ایک حبہ
کی ضرورت نہیں۔ اس لئے
عبادت اور ستائش کے
لئے بھی وہی زیبا ہے ●
اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ

سے مراد پہلا نہیں بلکہ
وہ جو اسلام کا مطیع
نابت دہ ہو ●
یعنی من یوزن الیہ
الاسلام ●

حلِ لغت

فَاطِر۔ پیدا کرنے والا،
مادہ فطرت یعنی پیدائش
تخلیق، بعض علماء
لغت کے نزدیک فطرت
کے معنی بلا واسطہ طبعی کے
کسی چیز کو پیدا کرنے
کے ہیں۔ مقصد یہ ہے
کہ اللہ تعالےٰ نے

[illegible]

۱۷- وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا
كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ ۭ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ
بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
۱۸- وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ
الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝
۱۹- قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ
قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَ
بَيْنَكُمْ ۣ وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا
الْقُرْاٰنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ
أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ
اٰلِهَةً أُخْرٰى ۭ قُلْ لَّآ أَشْهَدُ ۚ
قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّإِنَّنِيْ
بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ م

۱۷- اور اگر اللہ تجھے کوئی ضرر پہنچائے تو اُس (تجھے) کا دُور کرنے والا اُس کے سوا کوئی نہیں اور جو وہ کوئی بھلائی پہنچائے، تو وہ ہر شے پر قادر ہے ۝ ف۱
۱۸- اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے ۝
۱۹- تُو کہہ گواہی کس چیز کی بڑی ہے؟ تُو کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف اُترا ہے ف۲ تاکہ میں اس سے تم کو ڈراؤں اور جس کو یہ پہنچے اُس کو ڈراؤں کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں؟ تُو کہہ میں گواہی نہ دوں گا۔ تُو کہہ وہی ایک معبود ہے۔ اور جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں ۝

کاشفِ ضُر صرف اللہ ہے

ف۱

تمام بندوں پر اللہ کی حکومت ہے، سب کے مصالح سے وہ آگاہ ہے۔ اس کی طرف سے جب کوئی تکلیف آئے، تو پھر کسی شخص کی مجال نہیں، کہ اُسے دُور کر سکے، اور جب وہ کسی کو آزمائش و ابتلاء میں ڈال دے۔ تو پھر کون ہے جو اُسے ابتلاء و آزمائش سے نکال باہر کر سکے۔

اس لئے مسلمانوں کو اوہام سے بچنا چاہئے۔ اور یہ مضبوط عقیدہ رکھنا چاہئے کہ ہر خیر اور ہر شر اللہ کی جانب سے ہے

ف۲

تصریح ہے۔ کہ قرآن حکیم کا نزول اس لئے ہوا ہے۔ تاکہ اس کی ہدایات کو عالمگیر کیا جائے۔ اور ہر شخص تک اس کے پیغام کو پہنچایا جائے۔

هٰذَا الْقُرْاٰن سے مراد جلبِ التفات ہے۔ نزولِ وحی کا حصر نہیں۔

یعنی مقصود یہ نہیں، کہ قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز وحی و الہام نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ یہ قرآن وحی کی صورت میں نازل اس لئے ہوا ہے۔ تاکہ سب تک پہنچے۔

حلِّ لُغَت

تَشْهَدُوْنَ ۔ مادہ شہادت۔ گواہی دینا، اعتراف کرنا، ماننا، یہاں مقصود اقرار کرنا ہے۔ اس لئے جواب فرمایا۔
قُلْ لَّآ أَشْهَدُ۔ یعنی کہہ دو، میں نہیں مانتا۔

٢٠ - اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝
٢١ - وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ
لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
٢٢ - وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ
لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ
الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝
٢٣ - ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ
قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝
٢٤ - اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

٢٠ - جن کو ہم نے کتاب دی ہے ، وہ اس کو ایسا پہچانتے
ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ف۱ جنہوں نے
اپنی جانیں خسارہ میں ڈالیں وہی ایمان نہیں لاتے ۝
٢١ - اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے کہ خدا
پر جھوٹ باندھے ، یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے ، بیشک
ظالم لوگ چھٹکارا نہ پائیں گے ۝
٢٢ - اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے ، پھر
مشرکوں سے پوچھیں گے کہ تمہارے وہ شریک
جن کا دعویٰ کرتے تھے کہاں ہیں ۝
٢٣ - پھر ان کا بہانا سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ
کہیں گے کہ ہمیں اللہ اپنے رب کی قسم ہم مشرک نہ تھے ۝
٢٤ - دیکھو اپنی جانوں پر کیسا جھوٹ بولے اور کھوئی
گئیں ان سے وہ باتیں جو بنایا کرتے تھے ۝

آفتاب نبوت کی درخشانی

ف۱

اہل کتاب کا جذبہ کتمان حق مشہور ہے اس
یت میں اسی چیز کی طرف اشارہ ہے ۔
یعنی ان کو سابقہ پیشگوئیوں کی وجہ سے یقین ہے
حضور کے سچے اور برحق نبی ہیں ۔ اور یہ علم اسی طرح
لی اور غیر مشکوک ہے جس طرح ایک باپ کو اپنے
بیٹے کے متعلق ، مگر محض عناد اور خبث نفس کی وجہ
ے نہیں مانتے ۔
کما یعرفون ابناءھم سے غرض یہ بھی ہے کہ
وجدانی طور پر حضور کے متعلق قطعی علم رکھتے ہیں
س طرح ایک باپ کو اپنے بیٹے کے لئے یقین
تا ہے ۔ اور وہ اسے بیٹا کہنے کے لئے خارجی
ل کا محتاج نہیں ہوتا ۔ بلکہ دل کے اندر ایک
پدرانہ محبت اور کشش پاتا ہے ۔ جس کی وجہ سے
وہ اسے اپنا بیٹا سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے اسی طرح
یہ لوگ دل میں وجدانی طور پر محسوس کرتے ہیں ، کہ آفتاب
نبوت کی شعاعیں ہیں ۔ جو قلب کے تاریک گوشوں کو
روشن کر رہی ہیں ۔ مگر بربنائے تعصب نہیں مانتے ۔
دل گواہ ہے ۔ واقعات شہادت دیتے ہیں ۔ پہلی
کتابوں کا حرف حرف اور شوشہ شوشہ اعلان کر رہا ہے
مگر یہ نہیں کھلتے ۔ اس لئے ظالم ہیں ۔ اور جان لیں
کہ انہیں کامیابی نہیں ہوگی ۔ دل کی یہ آواز لبوں
تک آئے گی ۔ اور پھر کائنات کے تمام گوشوں میں
پہنچے گی ۔ اس لئے کہ صداقت بجائے خود شاہد
ہے ۔ اور دلیل سچائی میں پھیل جانے اور مقبول
ہو جانے کی قدرتی استعداد ہے ۔ ع
آفتاب آمد دلیل آفتاب

۲۵- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَ
جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ
يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ
يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى
اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ○

۲۶- وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ
عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ
اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○

۲۷- وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ
فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ
بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

۲۵- اور اُن میں بعض ہیں کہ تیری طرف (قرآن سننے کو) کان لگاتے ہیں اور ہم نے اُن کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں کہ نہ سمجھیں۔ اور اُن کے کانوں میں بوجھ کر دیئے ہیں اور اگر وہ سب معجزے بھی دیکھیں تو بھی اُن کو نہ مانیں یہاں تک کہ جب تیرے پاس جھگڑنے آتے ہیں تو کافر کہتے ہیں، کہ یہ تو صرف اگلوں کی کہانیاں ہیں ○ ف۱

۲۶- اور اُس کے ماننے سے منع کرتے اور اُس سے بھاگتے ہیں، اور اپنی جانوں ہی کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے ○

۲۷- اور کاش تو اُن کو اُس وقت دیکھے جب کہ آگ پر کھڑے کئے جائیں گے سو کہیں گے کاش کہ ہم پھر (دنیا میں) بھیجے جائیں تو اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں ہوں ○

بہرحال منکر رہیں گے

ف۱ مقصد یہ ہے کہ یہ ناقابل اصلاح گروہ ہے۔ ان کے دل بے حس ہو چکے ہیں، فطرتیں بگڑ چکی ہیں، اب بالکل صلاحیت موجود نہیں، کہ قرآن کے اثر کو قبول کریں ۔

مقصد یہ ہے کہ اساطیر اور قصص ہیں جن میں کوئی جدت وصداقت موجود نہیں۔ مگر دلوں میں یہ احساس قید ہے، کہ قرآن کے نزدیک نہیں پھٹکتے خود رکتے ہیں، مجالس وعظ میں نہیں آتے۔ قرآن سننے کی کوشش نہیں کرتے۔ دوسروں کو روکتے ہیں، کہ مبادا اس کا جادو نہ چل جائے اور یہ متاثر ہو جائیں۔ جب حالت یہ ہو تو اصلاح کی کیا توقع کی جاسکتی ہے ۔

حلِ لغات

اَسَاطِیْر۔ جمع اسطورۃ۔ فسانہ کہانی، داستانِ بے حقیقت ۔

یَنْئَوْنَ۔ مادہ نائی۔ معنی وہ منع بھی کرتے ہیں ۔

لَیْتَ۔ کاش، افسوس ۔

٢٨ - بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوا يُخْفُونَ
مِن قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا
نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝
٢٩ - وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا
الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝
٣٠ - وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ
رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ
قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝
٣١ - قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ
اللَّهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ
بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا
فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ

٢٨ - نہیں بلکہ جو کچھ وہ پہلے چھپاتے تھے اس کا بھلا اب
اُن پر کھلا ہے اور اگر وہ پھر دنیا میں بھیجے جائیں تو وہی
کریں جو اُن کو منع ہوا تھا اور وہ جھوٹ بولتے ہیں ۝
٢٩ - اور کہتے ہیں کہ ہماری یہی دنیوی زندگی ہے
اور ہم پھر جی اُٹھنے والے نہیں ۝ ف
٣٠ - اور کاش تو اُن کی اُس وقت کی حالت دیکھے جب
اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے اللہ کہے گا کیا یہ
(عذاب) سچ نہ تھا کہیں گے ہمیں اپنے رب کی قسم ضرور
سچ تھا کہے گا تم اب اپنے کفر کے بدلے میں عذاب چکھو ۝
٣١ - خسارہ میں پڑ گئے وہ جنہوں نے اللہ کی ملاقات
کو جھوٹ جانا۔ یہاں تک کہ جب اچانک وہ گھڑی ان پر
آ ئے گی کہیں گے افسوس ہم نے دنیا میں قصور کیا
اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوئے
کے سامنے یہ جواب دہ ہوں گے ۔

ف

یہ قول ان میں سے اُن لوگوں کا ہے
جن پر یاس و مادیت کا غلبہ ہے یعنی وہ
صرف اس زندگی پر قانع ہیں۔ آخرت پر
ایمان ہے۔ اور نہ بھروسہ ۔

یہ حکایت حال مقصود ہے۔ غرض یہ ہے
کہ ان کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت
پر بالکل ایمان نہیں رکھتے۔ یعنی ہر قسم کی
نافرمانی اور معصیت کو جائز قرار دیتے ہیں
ہنگ معاصی میں بے باق ہیں۔ مظالم
ڈھانے میں پیش پیش ہیں۔ خیانت،
غدر، اور دھوکا ان کے نزدیک بلا تامل
درست ہے ۔

ان لوگوں کو اس وقت معلوم ہوگا جب
دنیا ان کو چھوڑ دے گی۔ اور ساعت قریب

حلِ لُغَات

يُخْفُونَ - مادہ اخفا۔ چھپانا، پوشیدہ
رکھنا ۔

رُدَّ - پھیرنا، واپس کرنا ۔
وُقِفُوا - ٹھیل دینا، کھڑا کرنا،
مطلع ہونا ۔
بَغْتَةً - اچانک، ناگہاں، غیر متوقع
انداز میں ۔
فَرَّطْنَا - تقصیر اور کوتاہی کرنا ۔

منزل ۲

عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا
يَزِرُوْنَ ۝
۳۲ - وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ
لَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ
لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
۳۳ - قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ
يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ
وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
يَجْحَدُوْنَ ۝
۳۴ - وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ
فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا
حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ

ہوں گے۔ سُنتا ہے وہ بوجھ بُرا ہے جو
اُٹھاتے ہیں ۝ ف
۳۲- اور دُنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے
اور ڈرنے والوں کے لئے آخرت کا گھر بہتر
ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟ ۝ ف۲
۳۳- ہم جانتے ہیں (اے محمدؐ) تجھے اُن کی باتوں
سے غم ہوتا ہے، سو وہ تجھے نہیں جھٹلاتے
بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے
ہیں ۝
۳۴- اور تجھ سے پہلے بہت رسُول جھٹلائے گئے
وہ اس جھٹلانے اور ایذا پر صابر رہے،
یہاں تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد آگئی، اور خدا کی باتوں کو
کوئی بدلنے والا نہیں، اور بیشک تجھے رسُولوں

ف

قیامت کے کئی نام ہیں، ان میں ایک
السَّاعَة بھی ہے۔ یعنی وقت مقررہ اور
متعین پر آنے والی ۔
بَغْتَةً سے مُراد یہ ہے۔ کہ گو وہ مقدر
ہے۔ مگر دُنیا والوں کو اس کا صحیح صحیح علم نہیں
وہ اچانک غیر متوقع طور پر آجائے گی ۔
آیت کا مقصد یہ ہے کہ یہ کہنے والے
جو خدا سے نہیں ڈرتے، جنہیں یوم حساب کا
کوئی خوف نہیں۔ بے دھڑک اور بلا تامل
نافرمانیوں میں مبتلا اور مصروف ہیں،
یہ اُس وقت کیا جواب دیں گے۔ جب
قیامت اچانک آکر ان کی مسرتوں کا خاتمہ
کر دے گی۔ اور یہ دیکھتے کے دیکھتے رہ
جائیں گے۔ گناہوں کا بوجھ لادنے

کے معنی یہ ہیں، کہ گناہ کا بوجھ اور بوجھ
نتائج کی شکل میں، یہ بھگت رہے ہوں گے
یا محسوس کر رہے ہوں گے ۔
یہ بھی ہو سکتا ہے، اُس وقت اعمال
کوئی جسمانی قالب اختیار کر لیں ۔

آخرت کا گھر اچھا ہے!

ف۲

دُنیا کی حیثیت اسلام میں صرف یہ ہے
کہ یہ عارضی اور فانی مقام ہے۔ اصل جگہ
اور مقام آخرت ہے۔ یعنی وہ زندگی جو
موت کے بعد شروع ہوتی ہے ۔

نَبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ۝

۳۵ - وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ
فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا
فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ
فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ
لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

۳۶ - اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ
وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ
يُرْجَعُوْنَ ۝

۳۷ - وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ
رَّبِّهٖ ، قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ
يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

کی کچھ خبریں مل چکی ہیں ۝ ف۱

۳۵ - اور اگر اہلِ مکہ کی روگردانی تجھ پر گراں گزرتی ہے
تو تُو اگر کر سکتا ہے تو زمین میں کوئی سُرنگ لگا کر
یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کر کے انہیں کوئی
معجزہ لا دے (تو کر دیکھ) اور اگر اللہ چاہتا تو
انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا۔ تو تُو نادانوں میں
نہ ہو ۝ ف۲

۳۶ - مانتے وہ ہیں، جو سُنتے ہیں، اور مُردوں
کو خدا ہی اُٹھائے گا۔ پھر اُس کی طرف
جائیں گے ۝

۳۷ - اور کہتے ہیں کہ محمدؐ پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی
نشان نازل کیوں نہ ہوا، تو کہہ اللہ میں قدرت ہے کہ نشان
نازل کرے۔ لیکن اُن میں بہتوں کو سمجھ

ف۱

غرض یہ ہے کہ اللہ کے سچے بندوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ انبیاء بالخصوص ستائے جاتے ہیں، سب پیغمبروں کو جھٹلایا گیا، سب کو ایذائیں دی گئیں۔ اس لئے آپ صبر و استقامت سے کام لیں۔ اور گھبرا نہ جائیں۔ آخر میں نصرت و اعانت یقینی و حتمی ہے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا کے وعدوں میں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔

ف۲

ان آیات کا مقصد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفقت نبوی سے مجبور ہو کر چاہتے ہیں کہ مکے والوں کو اتمام حجت کے لئے وہ سب کچھ دکھایا جائے جس کا وہ مطالبہ کرتے ہیں۔ یعنی خوارق و معجزات۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ نہایت غلط ذہنیت ہے۔ ہم مجبور نہیں ہیں کہ اس لعنت کو پسند نہیں کرتے۔ ہمارے لئے سب کچھ ممکن ہے اور کوئی معجزہ یا نشانی ہمارے احاطۂ قدرت سے باہر نہیں۔ مگر یہ کیا ضرور ہے کہ ان کی ہر خواہش پر قدرت کے قوانین بدل جائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ روحانی طور پر مُردہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے قطعاً سزاوار التفات نہیں۔

اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ سے غرض یہ ہے کہ آپ اپنی سی کر دیکھیں۔ ان کی ہر خواہش اور ہر مطالبہ کا احترام کریں۔ یہ جب بھی نہیں مانیں گے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى سے مقصود مشیت کے اس ہمہ گیر قانون کی جانب توجہ دلانا ہے کہ اختلاف ناگزیر ہے۔ اس لئے آپ اس بات سے کہ ان کی مخالفت میں تکلیف نہ پہنچائیں۔

حل لغات

نفق ۔ سوراخ، راہ ۔

یستجیب ۔ مادہ استجابت یعنی قبول کرنا ۔

لَا یَعْلَمُوْنَ ○
۳۸- وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا
طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ اِلَّآ اُمَمٌ
اَمْثَالُکُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ
مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّہِمْ
یُحْشَرُوْنَ ○
۳۹- وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّ
بُکْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ یَّشَاِ
اللّٰہُ یُضْلِلْہُ ؕ وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْہُ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○
۴۰- قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ
اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ
اللّٰہِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

نہیں ○
۳۸- اور کوئی چلنے والا جانور، یا دو بازو سے اڑنے
والا پرندہ زمین میں نہیں ہے مگر تم آدمیوں کی
مانند وہ بھی امتیں ہیں۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز
لکھنے میں نہیں چھوڑی۔ پھر وہ اپنے رب کی
طرف جائیں گے ○ ف۱
۳۹- اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ
تاریکیوں میں بہرے اور گونگے ہیں، جسے چاہے
اللہ گمراہ کرے، اور جسے چاہے راہِ راست
پر لائے ○
۴۰- تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر اللہ کا عذاب تم پر آجائے
یا تم پر قیامت آجائے تو کیا تم اللہ کے سوا
کسی اور کو پکارو گے، اگر تم سچے ہو ○

قانونِ ہدایت کی ہمہ گیری

ف۱

آیت کا مقصد یہ ہے کہ قانونِ ہدایت نہایت ہمہ گیر ہے۔ کائنات میں کوئی جاندار چیز اس سے مستثنیٰ نہیں سب پرندے اور سب حیوان اللہ کی جانب سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی فطری ہدایت کی وجہ سے زندہ ہیں۔ چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک کے لئے بندھے ہوئے اور مقرر قانون ہیں۔ جن سے سرتابی کرنا ان کے لئے ناممکن ہے۔ اسی طرح حضرتِ انسان یعنی اجتماعی زندگی کے لئے اللہ کی ہدایت کا محتاج ہے۔

یعنی کرو الا کر، بجائے حیرت کے ان حقائق پر غور کرنا چاہئے۔

بعض لوگوں نے اس آیت سے تناسخ پر استدلال کیا ہے، مگر یہ بوجوہ غلط ہے۔

(۱) کیونکہ قرآن میں صاف صاف یوم آخرت کو بطور عقیدہ کے پیش کیا گیا ہے۔

(۲) تمام سامی مذاہب میں آخرت کا عقیدہ موجود ہے۔

(۳) تناسخ صرف آرین مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ غالباً اُمَمٌ کا لفظ محلِ استدلال ہے۔ مگر ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اُمّت کے معنی عربی میں مطلق گروہ کے ہیں۔ جن میں کوئی وجہ اشتراک پائی جائے اس میں حیوانات خود بخود ہی داخل ہیں۔ بلکہ یہ لفظ اس سے بھی عام ہے۔ ہر مشترک الاطراف چیز اس میں داخل ہے۔

حلِّ لغات

دَآبَّۃٍ - جانور۔ ما یدب علی الارض۔

اُمَمٌ - جمع اُمّت۔ علامہ راغب فرماتے ہیں، ہر وہ گروہ جس میں کوئی بات مشترک ہو۔

۴۱ - بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا
تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ
تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝
۴۲ - وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ
قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ
الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝
۴۳ - فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا
وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
۴۴ - فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا
عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط
حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا
اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝

۴۱ - بلکہ اُسی کو پکارو گے۔ سو وہ اس کام کو
جس کے لئے اُسے پکارا ہے اگر چاہے دفع کرے
اور جن کو تم شریک ٹھہراتے تھے انہیں بھول جاؤ گے ۝
۴۲ - اور تجھ سے پہلے بہت اُمتوں کی طرف ہم نے
رسول بھیجے تھے پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف
میں ڈالا تھا۔ کہ شاید وہ عاجزی کریں ۝
۴۳ - سو جب ہمارا عذاب اُن پر آیا۔ وہ عاجز کیوں نہ ہوئے
لیکن اُن کے دل سخت ہو گئے تھے اور شیطان
نے اُن کے کام اُن کی نظروں میں اچھے دکھلائے تھے ۝ ف۱
۴۴ - پھر جب وہ اُس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھول
گئے تو ہر شے کے دروازے ہم نے اُن پر کھول دیئے
یہاں تک کہ جب اُن چیزوں پر جو اُن کو دی گئی تھیں خوش
ہوئے تو ہم نے اُنہیں اچانک پکڑ لیا اور تب وہ نا امید ہو گئے ۝ ف۲

ف۱

کبھی کبھی اللہ تعالے انسانوں کو تکلیف میں
مبتلا کر دیتا ہے۔ تاکہ دلوں میں رقت و انفعال کے
کیفیات پیدا ہوں۔ اور وہ خدا سے ڈریں۔ مگر
مشرکین کا یہ حال ہے کہ ہر چند انہیں عذاب
میں مبتلا کیا گیا۔ مصائب آئے، تکلیفیں پہنچیں
وہ بدستور انکار کر رہے ہیں ۔
جس کی وجہ یہ ہے کہ دلوں میں قساوت پیدا
ہو گئی ہے۔ روشنی گناہوں کی ظلمت میں دب
گئی ہے۔ حق نفسانیت کے سامنے کمزور
ہو گیا ہے ۔

ف۲

خدا کا قانون یہ ہے کہ کوئی قوم اس وقت
تک تباہ نہیں ہوتی۔ جب تک برائیاں کرنے کے
ساتھ ان میں دھنس جائیں۔ اور معصیت میں
وہ ڈوب جائیں۔ جب ہر عیب کو وہ ثواب
سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اللہ کی پکڑ سے
غافل ہو جاتے ہیں۔ تو یکایک اللہ کی غیرت میں
جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور اُن کو ایک دم فنا
کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے ۔

حلِّ لغات

الْبَاْسَآءِ۔ تکلیف۔ اور بؤس ۔
مُبْلِسُوْنَ ۔ نا امید۔ مایوس۔ البس سے
سے مشتق ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت سے
مایوس ۔

---

۴۵ - فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۴۵ - سو ظالم لوگوں کی جڑ کاٹی گئی، اور
تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہان کا رب ہے ○ ف۱

۴۶ - قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ
سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ
عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ
الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ○

۴۶ - تُو کہہ، دیکھو تو اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھیں
چھین لے، اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے،
تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے، جو تمہیں
یہ چیزیں لا دے، دیکھ ہم کیونکر طرح طرح سے نشانیاں
بیان کرتے ہیں، پھر بھی وہ منہ موڑتے ہیں ○

۴۷ - قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ
اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ
اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

۴۷ - تُو کہہ، دیکھو تو اگر اللہ کا عذاب تم پر ناگاہ یا
آشکارا آ جائے، تو کیا ظالموں کے سوا کوئی
اور ہلاک ہوگا؟ ○ ف۲

۴۸ - وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ
اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

۴۸ - اور رسولوں کو ہم فقط اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ خوشی
اور خوف سنائیں، سو جس نے مانا، اور سنور گیا،
اُن پر نہ کچھ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین

ظالموں کا نہ رہنا ہی اچھا ہے

ف ۱

مقصد یہ ہے کہ ظالم اور ناحق شناس لوگوں کا
دُنیا سے مٹ جانا ہی باقی دُنیا کے لئے مفید ہے،
کیونکہ جس طرح بیماریاں تباہ کن ہوتی ہیں، اور
متعدی ہوتی ہیں، اسی طرح روحانی امراض بھی
ہونک صورت اختیار کر لیتے ہیں، اور اگر ان کو
باقی رہنے دیا جائے، تو تمام قوموں کا اخلاق
خطرہ میں پڑ جاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو
دُنیا سے مٹا دیتا ہے، تاکہ ان کے مفاسد اُن ہی
تک محدود رہیں ◆

ف ۲

غرض یہ ہے، کہ تم ہر وقت غیر محفوظ ہو، تم
نہیں جانتے، کب عذاب کا وقت آ جائے، اور کب
تم کو جوارح سے محروم کر دیا جائے ◆
اس لئے ہر آن غور و فکر سے کام لو، اور عقل
و ہوش کو سنبھالو۔ خدا کے دین کو سمجھنے کی
کوشش کرو۔ ورنہ یاد رہے۔ تباہی اور ہلاکت
دُور نہیں ◆

حلِ لغات

دَابِر - اصل، جڑ، پیچھا ◆
يَصْدِفُوْنَ - مادہ صدف - یعنی رُوگردانی
کرنا ◆

يَحْزَنُونَ ○

۴۹- وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ
الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○

۵۰- قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ
اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ
لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۚ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا
مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا
تَتَفَكَّرُونَ ○

۵۱- وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ
أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ
لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○

ہوں گے ○

۴۹- اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں ان کی نافرمانی کے سبب عذاب ہوگا ○

۵۰- تو کہہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہیں کہتا کہ میں غیب دان ہوں اور نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو اسی وحی کے تابع ہوں جو مجھے ہوتی ہے، تو کہہ کیا اندھا اور بینا برابر ہیں؟ کیا تم فکر نہیں کرتے؟ ○ ف

ع

۵۱- قرآن سے اس کو نصیحت کر جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے، اللہ کے سوا اُن کا کوئی حمایتی اور شفیع نہ ہوگا، شاید وہ بچیں ○

وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ

ف حضورؐ کا درجہ تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے۔ کائنات میں کوئی شخص آپ کا ہمسر نہیں، آپ کا سہیم و شریک نہیں، ان کے پاس رشد و ہدایت کے اور معارف و نکات کے بے پناہ خزانے موجود تھے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ دنیا کے لحاظ سے سرمایہ افلاس کا ہی وافر رکھتے تھے۔ ان کی قدر بہت اور پاکیزگی میں کس کو شبہ ہے۔ مگر باایں ہمہ وہ فرشتہ نہیں تھے۔ اسی طرح ان کا علم کائنات میں سب سے زیادہ ہے اور رسولوں سے بڑھ کر اور کون عالم ہو سکتا ہے باوجود اس کے وہ غیب نہیں جانتے تھے۔

کیوں؟ ــ اس لئے کہ یہ صرف اللہ کے ساتھ مختص ہے غیب کی تشریح حسب موقع پر گزر چکی ہے۔ اجمالاً یہ سمجھئے، غیب کا جاننا انسانوں کے لئے نہ وجہ فضیلت ہے اور نہ ممکن۔

اللہ کا یہ بہت بڑا انعام ہے کہ ہم بعض حقائق سے ناواقف ہیں۔ آج تمہیں اپنی موت کا علم ہو جائے۔ تو بیکار و ایک دم مر جاؤ۔ دنیا کے تمام کام رک جائیں۔ حضورؐ بھی اسی مصلحت عامہ کی وجہ سے غیب نہیں جانتے تھے۔ یعنی وہ نہیں جانتے تھے کہ کس طرح ان کا لخت جگر کربلا کے میدان میں ذبح کر دیا جائے گا۔ وہ یقیناً اس حقیقت سے ناآشنا تھے، کہ طائف میں جسد اطہر کو پتھروں اور ڈھیلوں سے مجروح کر دیا جائے گا۔

وہ آگاہ نہیں تھے کہ واقعہ افک میں کیا شرارت کام کر رہی ہے۔ بے چین رہتے ہیں اور جب تک قرآن نازل نہیں ہوا حضرت عائشہؓ کی جانب سے دل صاف نہیں۔ کیا یہ واقعات ثبوت کے لئے کافی نہیں؟

اس میں توہین کا کوئی پہلو نہیں۔ مقصود صرف یہ ہے کہ رسول کا منصب نبوت جن علوم کا محتاج ہے، وہ اسے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے لئے یہ جاننا ضروری نہیں، کہ دنیا میں

۵۲ - وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ
مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝
۵۳ - وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝
۵۴ - وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ
رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ
مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ

۵۲ - اور جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے اور
اُس کا چہرہ تلاش کرتے ہیں، اُنہیں مت نکال
اُن کے حساب میں تیرا کچھ دخل نہیں،
اور نہ تیرے حساب میں کچھ اُن کا دخل ہے
کہ تو اُنہیں اپنے پاس سے نکال دے اور تو ظالموں میں ہو جائے ۝
۵۳ - اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض سے آزمایا ہے
تاکہ وہ یُوں کہیں کہ کیا ہمارے درمیان سے اللہ نے
اُنہیں (غرباء) پر فضل کیا ہے ف۱ کیا اللہ شکر کرنے
والوں کو نہیں جانتا؟ ۝ ف۲
۵۴ - اور جب ہماری آیتوں کو ماننے والے تیرے
پاس آئیں، تو تو اُن سے کہہ سلام علیکم تمہارے
رب نے اپنی ذات پر رحمت لکھ لی ہے کہ
اگر کوئی تم میں سے نادانی سے بُرا کام کرے

اسلام اور معیارِ فضیلت

ف۱

دولتمند اور ذی وجاہت طبقہ ہمیشہ سے امتیازات خصوصی کا طالب رہا ہے ۔

اسلام کو اول اول جب مفلس اور بے نوا لوگوں نے قبول کیا، تو یہ تنگ نظر جل جانے لگے اور محض اس بنا پر اسلام کی برکات سے محروم رہتے کہ اس کے ماننے والے غریب کیوں ہیں۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے حضور ان لوگوں کو جن کے دل دولت ایمان سے مالا مال ہیں، اپنے قریب نہ آنے دیں۔ اور ہماری زیادہ آؤ بھگت کریں ۔

اس آیت میں دراصل انہیں لوگوں کی تردید مقصود ہے فرمایا۔ یہ مخلص لوگ، صبح و مسا اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ان کے قلوب میں ایمان کی روشنی ہے۔ یہ گو دنیوی وجاہت سے محروم ہیں مگر ان کے دل دین کی برکتوں سے معمور ہیں ۔

اسلام کا اصول یہی ہے۔ وہ صرف حسنات کو دیکھتا ہے۔ ظاہری شان و شکوہ اس کے نزدیک کچھ چیز نہیں۔ اس کے دربار صداقت آئین میں گداگر اور شہنشاہ دونوں برابر ہیں ۔

ف۲ مقصد یہ ہے، کہ دولتمند ہونا خوبی نہیں۔ شاکر ہونا فضیلت ہے۔ وہ شخص جو آسودہ حال ہے۔ اور خدا کی نعمتوں سے صحیح معنوں میں استفادہ نہیں کرتا، یعنی منعم حقیقی کو بھول گیا ہے۔ وہ فضل و احسان کے قابل نہیں۔ اور جو گو غریب ہے۔ مگر اللہ کا شکر گزار ہے۔ اس قابل ہے کہ دربار نبوی میں جگہ پائے ۔

حلِ لغت

وَلَا تَطْرُدْ ۔ مادہ طَرْدٌ ۔ بمعنی دور رکھنا، دھکا دینا ۔

مَنَّ ۔ احسان کیا ۔

ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○
۵۵ - وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ
سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ○
۵۶ - قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ
اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ○
۵۷ - قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا
تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا
لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ
الْفٰصِلِيْنَ ○

پھر اُس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے، تو
بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۱
۵۵ - اور ہم آیتوں کی یوں تفصیل بیان کرتے ہیں اور کہ
مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے ○
۵۶ - تُو کہہ اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو مجھے
اُن کا پوجنا منع ہوا ہے، تُو کہہ میں تمہاری
مرضی پر نہیں چلتا۔ اگر چلوں تو میں بہک چکا
اور ہدایت یافتوں میں نہ رہا ○ ف۲
۵۷ - تُو کہہ مجھے میرے رب کی شہادت پہنچی اور تم
نے اُس کو جھٹلایا ہے، میرے پاس وہ چیز نہیں
جس کے مانگنے میں تم جلدی کرتے ہو، اللہ کے سوا
کسی کا حکم نہیں، وہ حق ظاہر کرتا ہے اور وہی
اچھا فیصلہ کرنے والا ہے ○ ف۳

ف۱

یعنی مسلمانوں کے لئے سلامتی کا پیغام ہے۔ اللہ کی رحمتیں ان کا خیر مقدم کرتی ہیں۔ ان کی لغزشیں درخور عفو ہیں بشرطیکہ توبہ و استغفار کو ہاتھ سے نہ دیں۔

ف۲

رسُول اللہ کسی خواہشات نفس کا احترام نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اس لئے مبعوث ہوتا ہے تاکہ قیامت کے صحیح اصولوں کے ماتحت اہواء و خواہش کے خلاف جہاد کرے۔

ف۳

مقصد یہ ہے کہ اگر دلائل طلب کرتے ہو تو جان لو کہ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ۔ مجھے اللہ نے دلائل و براہین سے بہ وافر عطا کر رکھا ہے۔ میں اپنے ہر دعوے کو علی وجہ البصیرت پیش کر سکتا ہوں۔ اور اگر عذاب کا مطالبہ ہے۔ تو یہ اللہ کے علم و اختیار میں ہے۔ خدا جب چاہے گا۔ تم کو حرف غلط کی طرح مٹا دے گا۔ اس وقت تم کچھ نہ کر سکو گے۔

حل لغات

وَلِتَسْتَبِیْنَ - مادہ بیان۔ معنے ظاہر ہونا۔

اَهْوَآءَ - جمع ھوا۔ معنی نفس کی خواہشیں۔

الْفَاصِلِیْنَ - مادہ فصل۔ یعنی فیصلہ کرنا۔ جمع فاصل۔

۵۸ - قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ
بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ
وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝
۵۹ - وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا
یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی
الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ
وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ
ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا
یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝
۶۰ - وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ
یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ
فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ
مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

۵۸ - تو کہہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کے
مانگنے میں تم جلدی کرتے ہو تو میرا تمہارا فیصلہ کبھی کا
ہو جاتا۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے ۝
۵۹ - اور غیب کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں اس کے
سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اور اُسے معلوم ہے
جو جنگل اور دریا میں ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں گرتا
جسے وہ نہ جانتا ہو، اور زمین کی تاریکیوں میں
کوئی دانہ نہیں۔ اور نہ تر و خشک ہے،
جو کھلی کتاب میں نہ ہو ۝ ف۱
۶۰ - اور وہی ہے جو تمہیں رات کو مار ڈالتا ہے اور
جو تم نے دن میں کیا ہے جانتا ہے پھر تمہیں دن
میں زندہ کرتا ہے تاکہ وقت مقررہ پورا ہو جائے پھر
تمہیں اس کی طرف جانا ہے، پھر تمہیں جتلائے گا جو تم

علمِ الٰہی کی ہمہ گیری

ف۱

کتاب مبین ایک اصطلاح ہے جو تعبیر ہے علم الٰہی سے۔ یعنی خدا کے علم میں کائنات کی تمام تفصیلات موجود ہیں۔ وہ بحر و بر کی وسعتوں سے آگاہ ہے۔ پتے پتے اور ڈال ڈال سے واقف ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں جو کچھ بھی ہے۔ اُسے علم ہے۔

بعض کے نزدیک کتاب مبین سے مُراد قرآن ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں، اس لئے کہ سیاق و سباق میں اللہ کے علم و وسیع اختیارات کا ذکر ہے۔

محل اشتباہ لفظ مبین ہے، جو لازم ہے۔ کہ مبین کا لفظ لازم کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی کتاب واضح۔

ان معنوں میں اللہ کا علم مبین بھی ہے۔ کہ قیامت کے دن ہماری تمام لغزشوں کو ظاہر کر دے گا۔

بہرحال مقصود خدا کے معارف کی وسعت بیان کرنا ہے۔

حلِ لُغات

مَفَاتِحُ۔ جمع مِفْتَحٌ۔ بمعنے کنجی، چابی۔ یا مَفْتَحٌ۔ بمعنی خزانہ۔

تَعْمَلُوْنَ ۝

٦١- وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ
عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ
هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝
٦٢- ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ
اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ
الْحٰسِبِيْنَ ۝
٦٣- قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ
خُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝
٦٤- قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ

کرتے تھے ۝ ف۱

ع ۷ / ۱۴

۶۱- اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور
تم پر نگہبان فرشتے بھیجتا ہے، یہاں تک کہ
جب تم میں کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے
ہوئے اُسے قبضہ میں لے لیتے ہیں اور وہ قصور نہیں کرتے ۝
۶۲- پھر وہ سب اللہ کی طرف جو ان کا سچا مالک ہے،
پہنچائے جائیں گے۔ سنتے ہو حکم اُسی کا ہے اور وہ جلد
حساب لینے والا ہے ۝
۶۳- تو کہہ جنگل اور دریا کی تاریکیوں سے تمہیں کون بچاتا
ہے، جسے تم گڑگڑاتے اور چھپکے پکارا کرتے
ہو، کہ اگر وہ ہمیں اس بلا سے بچالے، تو ہم
شکرگزاروں میں ہوں گے ۝ ف۲
۶۴- تو کہہ اللہ ہی تمہیں ان تاریکیوں اور ہر سختی سے

ف۱

یعنی موت اور نیند میں صرف بیداری کا امتیاز ہے۔ خدا چاہے، تو انسان کو بستر ہی پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سُلا دے۔ یہ اُس کا کرم اور نوازش ہے۔ کہ ہمیں زندگی کی دوبارہ مُہلت دیتا ہے، تاکہ دُنیا کی تگ و دو میں حصہ لے سکیں۔

مگر یہ انتباہ ہے۔ کہ انسان کبھی عیش چند روزہ پر مغرور نہ ہو جائے۔

ف۲

انسان میں یہ عجیب نفسی کمزوری ہے، کہ جب مصیبت میں مبتلا ہو۔ جب چاروں طرف سے گھر جائے۔ اور مخلصی کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں جب لق و دق صحراؤں میں گم ہو جائے۔ جب جہاز پہ بیٹھے اور ہر آن غرق ہو جانے کا خطرہ موجود ہو، اُس وقت اللہ کو یاد کرتا ہے۔ خلوص و تضرع سے اُس کا نام لیتا ہے۔ اور اس کی استعانت کے لئے بے قرار ہو جاتا ہے۔

مگر جہاں مصیبت دُور ہوئی۔ خطرہ کا وقت گزر گیا۔ پھر سرکشی اور تمرد عود کر آیا۔ پھر غافل اور شرک نوازی میں مشغول ہو گیا۔ یا تو صرف اللہ کا نام تھا۔ یا اب اپنی قوت اور تدبیر پر اعتماد ہے۔ اپنی عقل کی تعریف ہے۔ دُنیوی اور مادی وسائل پر بھروسہ ہے۔ یہ نیرنگی و دو رُخی لائق عبرت ہے۔ اس آیت میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے، کہ یاد کیا گیا ہے۔ جب مصیبتوں اور مشکلات میں خدا کو یاد کرتے ہو تو پھر آسودگی اور رفاہیت میں اُسے فراموش کر دیتے۔ اور بھول جانے کے کیا معنی! ۝

كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○
٦٥ - قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ
عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ
تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا
وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ
يَفْقَهُوْنَ ○
٦٦ - وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ
قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ○
٦٧ - لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○
٦٨ - وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ
اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا
فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

بچاتا ہے، پھر تم شریک ٹھہراتے ہو ○
۶۵ - تُو کہہ وہی اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے
اُوپر سے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب
بھیجے۔ یا تم میں کئی فریق کر دے۔ اور
بعض کو بعض کی لڑائی (کا مزہ) چکھائے۔ تو دیکھ
ہم کیونکر ہیر پھیر کر نشانیاں بیان کرتے ہیں کہ
شاید وہ سمجھیں ○ ف۱
۶۶ - اور اے محمدؐ تیری قوم نے قرآن کو جھٹلایا اور
وہ تو حق ہے۔ تُو کہہ میں تمہارے اوپر داروغہ نہیں ○
۶۷ - ہر بات کا ایک وقت مقرر ہے، اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا ○
۶۸ - اور جب تُو اے محمدؐ ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری
آیتوں میں بحثتے ہیں تو اُن سے یکسو ہو جایا کر یہاں تک
کہ وہ اس کے سوا کسی اَور بات میں بحثنے لگیں اور اگر شیطان

عذاب تحزب

ف۱

مقصد یہ ہے کہ بُت پرستی پر اصرار، حق و صداقت کے خلاف اعلان جنگ یاد رکھو بہتر نہیں، خدا ہر وقت قادر ہے، کہ تم پر عذاب بھیج دے۔ تم پر آسمان ٹوٹ سکتا ہے۔ زمین تمہارے لئے پھٹ سکتی ہے۔ اور سب سے بڑا عذاب یہ ہے کہ تم میں جمعیت نہ رہے۔ اختلاف و تحزب کی آندھیاں چلیں اور کفر وطغیان کے تناور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیں ۔

حلِ لغات

شِيَعًا - جمع شِيْعَة - گروہ، جماعت ۔

يَخُوْضُوْنَ - مادہ خوض - عام طور پر اسلام کے خلاف غور و فکر کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝
۶۹ - وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ
مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُوْنَ ۝
۷۰ - وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ
لَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ
ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا
شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا
يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا
بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ
وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

تجھے بھلا دے، تو بعد نصیحت کے ظالموں کے
ساتھ نہ بیٹھ ۝ ف۱
۶۹ - اور ذمہ اُن کے حساب کا پرہیزگاروں پر
کچھ نہیں۔ لیکن یاد دلانا ہے، شاید وہ
ڈریں ۝ ف۲
۷۰ - اور جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ
ٹھہرایا، اور حیاتِ دُنیا نے انھیں فریب دیا اُن کو
انھیں چھوڑ دے اور قرآن سے نصیحت دے، کہ کوئی جی
اپنے اعمال میں گرفتار نہ ہو جائے، اس کیلئے اللہ کے سوا کوئی
ولی اور شفیع نہیں ہے۔ اور اگر وہ سارے معاوضے بھی اپنے بدلے
میں دیگا تو بھی اُس سے قبول نہیں کئے جاویں گے۔ یہی لوگ ہیں جو
اپنے اعمال کے سبب گرفتار ہو گئے، ان کیلئے ان کے کفر کے
بدلے میں کھولتا ہوا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے ۝ ف۳

ع ۱۴

ف۱

قرآن حکیم کا انداز بیان عام طور پر اس طرح ہے کہ بظاہر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ مگر مقصود اس سے عام مسلمان ہوتے ہیں۔ یہ آیت اسی قبیل سے ہے۔ مقصد یہ ہے، کہ عام مسلمان کفر و الحاد کی مجلسوں میں شرکت نہ کریں۔ جن میں بجز توہین اسلام اور کوئی شغل نہ ہو۔ کیونکہ اس طرح مذہبی حمیت دور ہو جاتی ہے اور انسان بُری سے بُری باتیں سننے کا عادی ہو جاتا ہے۔

ف۲

مقصد یہ ہے، کہ اگر تم ان کی بُرائیوں میں شریک نہ ہو جاؤ اور الحاد و زندقہ کی باتوں کی تردید کر سکو، تو شرکت میں مضائقہ نہیں۔

اسلام تنگ نظر نہیں اور یہ نہیں چاہتا کہ مسلمان مخالف کی باتیں نہ سنیں۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ حمیت دینی اور عصبیت حق اس قسم کے مشاغل سے زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے محتاط رہو۔

دین کو کھیل نہ سمجھو!

ف۳ غرض یہ ہے کہ دین کا احترام ضروری ہے۔ یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جن کے دلوں میں مذہب ایک غیر ضروری مشغلہ کی حیثیت سے زیادہ نہیں۔

وَّلَا شَفِيْعٌ سے شفاعت مطلقہ کی تردید مقصود ہے یعنی غیر مشروط شفاعت، اہل باطل کا خیال تھا کہ چونکہ ہم نبیوں کی جانب منسوب ہیں۔ اور اس انتساب پر نازاں ہیں اس لئے شفاعت قطعی ہوگی۔ مکہ کے مشرک یہ سمجھتے تھے، کہ ہمارے بت، ہمارے اولیاء، اللہ پر دباؤ ڈال کر ہمیں بخشوائیں گے قرآن حکیم نے اس قسم کی سفارش کو ممنوع اور ناجائز قرار دیا۔ اور ان کی بے بسی کا اظہار کیا ہے۔

حل لغات: الذِّكْرٰى، مصدر ہے، جس معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی یاد آنے کے بعد نہ بیٹھو۔ اَنْ تُبْسَلَ، ابسال یعنی روکنا، محروم رکھنا۔ حَمِيْمٍ، کھولتا ہوا پانی۔

۷۱- قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰۤى
اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ
كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى
الْاَرْضِ حَيْرَانَ ص لَهٗۤ اَصْحٰبٌ
يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ
قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ
وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
۷۲- وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ
وَهُوَ الَّذِىْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝
۷۳- وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ
كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ

۷۱- تُو کہہ کیا ہم اللہ کے سوائے پکاریں، جو
ہمارا بھلا بُرا کچھ نہ کر سکے، اور اللہ سے ہدایت
پا کر کیا ہم اُلٹے پھر جائیں؟ اُس کی مانند
جسے شیطانوں نے جنگل میں بہکا کر حیران
کر دیا ہے، اُس کے دوست راہِ راست
پر بُلاتے ہیں، کہ ہماری طرف آ۔ تُو کہہ جو
خدا کی ہدایت ہے، وُہی ہدایت ہے
اور ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم ربّ العالمین کی مانیں ۝
۷۲- اور یہ کہ نماز پڑھو، اور اُس سے ڈرو،
اور وُہ وہی ہے جس کی طرف تم جمع ہو گے ۝
۷۳- اور وُہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو
ٹھیک طور سے بنایا۔ اور جس دن وہ قیامت کو
کہے گا، کہ ہو جا، وہ ہو جائے گی ؕ

ف

اسلامی تخیل اللہ تعالےٰ کے باب میں یہ ہے
کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اُسے اسباب و ذرائع کی
قطعاً حاجت نہیں۔ وہ جب چاہے، دُنیا کو مجسّمہ
مشیت کے فنا کے گھاٹ اُتار دے۔ اسی طرح
اس میں یہ بھی قدرت ہے۔ کہ کائنات کو ایک
لمحہ کے اندر مہیا کر دے۔ اسے صرف ارادہ
کرنا ہے۔ اس کے بعد شئے مراد کا خلعتِ وجود
اختیار کر لینا ضروری ہے۔ اس آیت میں یہی
بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ ایک وقت لائے گا
جب تمام انسانوں کو پھر سے زندہ ہونے کا
حکم دے گا۔
کُن کہنے سے مقصود یہ ہے کہ اس کے
ارادہ اور فعل میں کوئی تخلف نہیں ہوتا۔ یوں
سمجھئے۔ اس نے کہا۔ اور چیز موجود ہو گئی،
ورنہ وہ لفظ کُنْ کا محتاج نہیں۔ اور لفظ
کُنْ میں پیدا کرنے کی تاثیر ہے۔ غرض اس
کی قوت کا اور سطوت کا اظہار ہے۔

حلِّ لغات

اسْتَهْوَتْهُ۔ استھوا کے معنی سرگشتہ
کرنے کے ہیں۔ یعنی اس کو شیاطین نے
سرگشتہ کر دیا ہو۔
حَيْرَان۔ یعنی سرگشتہ، پریشان، سراسیمہ،
شدہ سر۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ
يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○
۷۴- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ
اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ
اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
۷۵- وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ
الْمُوْقِنِيْنَ ○
۷۶- فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ
لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ○
۷۷- فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا

اُس کی بات سچی ہے اور اُسی کی سلطنت
ہوگی جس دن صور پھونکا جائے گا۔ف۱ اور وہ کھلی اور
چھپی بات جانتا ہے اور وُہ تدبیر والا خبردار ہے ○
۷۴- اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر کو کہا ف۲
تھا، کیا تو بتوں کو معبود ٹھہراتا ہے؟ میں تجھے
اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں ○
۷۵- اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین
کی سلطنت دکھلانے لگے، اور تاکہ وُہ یقین
لانے والوں میں ہو جائے ○
۷۶- سو جب اُس پر رات نے اندھیرا کیا تو اُس نے
ایک تارا دیکھا۔ کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وُہ چھپ گیا
تو کہا کہ چھپ جانے والے مجھے پسند نہیں آتے ○
۷۷- پھر جب چاند چمکتا دیکھا، تو کہا کہ یہ میرا

ف۱

نفخ صور کی تفصیلی بحث گذر چکی ہے۔ اجمالاً بحث یہ ہے، کہ:۔

(۱) قرآن میں مختلف ناموں سے اس نفخ کا وجود پایا جاتا ہے۔ اس لئے لفظ صور کی تاویل درست نہیں ؛

(۲) احادیث میں صراحت سے نرسنگا اور فرشتہ کا ذکر ہے ؛

اور اس میں کوئی مغالطہ اور استحالہ بھی نہیں۔ ممکن ہے یہ محض اطلاع اور انتباہ ہو، یعنی بالاستقلال نقارہ یا نرسنگا کی تاثیر اس میں محدود نہ ہو۔ بلکہ مقصود یہ ہو کہ وقت مقررہ آ پہنچا ہے ؛

اور یہ بھی محال نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس میں خاص تاثیر ودیعت کر رکھی ہو، ہم علم الاصوات کی تمام وسعتوں سے آگاہ نہیں۔ جب بھی یہ جانتے ہیں، کہ آواز میں اس نوع کی قوتیں ہو سکتی ہیں ؛

دائرہ تبلیغ کا نقطۂ آغاز

ف۲ اس آیت میں حضرت ابراہیم کا وعظ ہے جو ان کے والد سے متعلق ہے۔ مقصد یہ ہے، کہ انبیاء تبلیغ کو گھر سے شروع کرتے ہیں۔ اور انہیں حق بات کے کہنے میں کبھی تامل نہیں ہوتا ؛

بعض لوگ یہاں لابیہ کے لفظ سے چچا مراد لیتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک انبیاء کے باپ کافر نہ ہونے چاہئیں۔ مگر یہ محض وہم ہے۔ اگر رات کی تاریکی سے خورشید خاور کا طلوع ہو سکتا ہے، تو پھر شرک کی ظلمتوں سے توحید کے بدر منیر کا نکل آنا کیوں ناجائز ہے ؛

حل لغات

صُوْر۔ نرسنگا ؛

مَلَكُوْت۔ بادشاہت، اقتدار، عالم فرشتگان، عالم ارواح ؛

جَنَّ۔ جنون۔ یعنی چھپانا ؛

رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ○

رب ہے، پھر جب وہ بھی چھپ گیا، تو کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرے گا۔ تو میں بیشک گمراہوں میں رہوں گا ○

۷۸- فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

۷۸- پھر جب سورج چمکتا دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ بھی چھپ گیا، تو کہا کہ اے قوم میں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو، بیزار ہوں ○ ف

۷۹- اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

۷۹- میں نے آسمان وزمین کے خالق کی طرف ایک طرف ہو کے اپنا منہ کیا ہے اور میں مشرکوں میں نہیں ○

۸۰- وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۚ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۚ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

۸۰- اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا، وہ بولا کیا تم خدا کے بارہ میں مجھ سے جھگڑتے ہو، حالانکہ اس نے مجھے ہدایت کی ہے اور میں تمہارے معبودوں سے جن کو تم خدا کا شریک کرتے ہو نہیں ڈرتا

سیرِ ملکوت

ف ان آیات میں حضرت ابراہیم کے انتقالِ ذہنی یا واردات توحید کا بیان کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کیونکر وہ توحید کے راز تک پہنچے۔ جبکہ ان کے گردوپیش شرک و بت پرستی کی آندھیاں چل رہی تھیں۔ یہ واضح رہے کہ حضرت ابراہیم نے ایک لمحہ کے لئے بھی چاند اور تاروں کو معبود نہیں مانا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ابراہیم فطرتاً سلجھے ہوئے دماغ کے آدمی تھے وہ فوراً بھانپ گئے کہ چمکتے تاروں اور درخشاں مہتاب و جہانتاب میں کوئی بھی خدا ہونے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ سب افول وزوال سے دوچار ہوتے ہیں۔ الٰہ صرف ایک ذات ہے جسے اللہ کے پُروقار لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اور وہ وہ ہے۔ جس نے ان سب کو پیدا کیا ۔

ابراہیم کے سلسلۂ فکر کو اس انداز میں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ کواکب پرست حضرات توحید کی طرف رجوع کریں۔ اور وہ ان حقائق پر غور کریں۔ جنہیں حضرت ابراہیم نے پیش کیا ہے ۔

توحید دراصل انسانی غوروفکر کا ماحصل کمال ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اس کاوشِ فکر کو سیر ملکوت سے تعبیر کیا ہے ۔

حلِّ لغات

بَازِغَةً ۔ چمکتا ابھرتا۔ عربی میں شمس مؤنث ہے۔
اَفَلَتْ ۔ غروب ہوگیا، چھپ گیا ۔
بَرِيْٓءٌ ۔ پاک ہونا، آزاد ہونا ۔

يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ
شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○
۸۱ - وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا
تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ
مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ج
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ م
۸۲ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا
اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ
الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○
۸۳ - وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ
عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ
نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○

مگر یہ کہ میرا رب ہی کچھ چاہے، علم کے لحاظ سے
میرا رب ہر شے پر حاوی ہے، کیا تم دھیان نہیں کرتے ○
۸۱ - اور میں کیوں اُن سے ڈروں جن کو تم شریک
کرتے ہو، اور تم اس سے نہیں ڈرتے کہ تم خدا کے ساتھ
ایسوں کو شریک کرتے ہو جن کی اس نے تم پر کوئی سند ف
نہیں اُتاری سو اب دونوں فرقوں میں سے امن کا کون زیادہ
حقدار ہے، اگر تم سمجھ رکھتے ہو ○
۸۲ - جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم (شرک)
نہ ملایا۔ انہیں کے لیے امن ہے۔ اور
وہی راہِ ہدایت پر ہیں ○
۸۳ - اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیمؑ کو
اس کی قوم کے مقابل میں دی تھی۔ ہم جس کے
چاہیں درجے بلند کریں، بیشک تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ف۲

وقف لازم

ع

ف

مقصد یہ ہے کہ ایک صادق الخیال
انسان سے بت پرستی کی کوئی توقع نہیں
کی جاسکتی۔ وہ جانتا ہے کہ یہ بے جان
عقیدہ ہے۔ اور یہ معبودانِ باطل کسی
طرح کا گزند نہیں پہنچا سکتے ۔
مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ
سُلْطٰنًا سے غرض یہ ہے، کہ شرک کی
تائید میں عقل و فکر کے لئے قطعاً
گنجائش نہیں ۔

حُجّتِ حق

ف۲ اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کے
طرزِ استدلال کی تعریف کی ہے اسے
حجتِ حق اور برہان قرار دیا ہے۔ اور پھر
یہ بیان فرمایا ہے کہ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ
مَّنْ نَّشَآءُ ۔ یعنی توحید ہی رفعِ درجات
کا سبب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تفرید
و تجرید بہترین مشغلہ ہے۔ وہ شخص جو
مشرک ہے معرفت کے بام بلند
تک اس کی رسائی ناممکن ہے، کوئی
نیکی اور کوئی عبادت اسے خدا تک نہیں
پہنچا سکتی۔ اور وہ جو توحید کا قائل ہے
توحید پر عامل ہے۔ اس کے لئے درجات
و مراتب ہیں۔ تشریف و تقرب ہے،
وہ اس قابل ہے، کہ اللہ اُسے اپنی
آغوشِ رحمت میں لے لے ۔

حلِ لغات

حُجَّتُنَآ ۔ حجت کے معنی مضبوط اور ناقابل
تردید دلیل کے ہیں ۔

۸۴- وَوَهَبْنَا لَهٗٓ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ
كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ
قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ
وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسٰى وَ
هٰرُونَ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ۙ
۸۵- وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَ
إِلْيَاسَ ۚ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِينَ ۙ
۸۶- وَإِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ
وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى
الْعٰلَمِينَ ۙ
۸۷- وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ ۚ
وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ

۸۴- اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق و یعقوب بخش دیئے
سب کو ہم نے ہدایت کی، اور پہلے نوح کو ہدایت کی
تھی، اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان
اور ایوب اور یوسف اور موسے اور ہارون کو
ہدایت کی تھی- اور ہم یوں نیکوں کو بدلہ دیتے
ہیں ○
۸۵- اور زکریا اور یحیٰے اور عیسےٰ اور الیاس
کو- سب نیک بختوں میں تھے ○
۸۶- اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط
کو- اور سب کو ہم نے سارے جہان پر
فضیلت دی ○
۸۷- اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے
بعض کو- اور ہم نے انہیں برگزیدہ کیا- اور راہ راست کی ف۱

ف۱

ان آیات میں توحید کے علمبرداروں کی ایک مختصر سی فہرست پیش کی ہے- اور بتایا ہے کہ ان کے تمام فضائل ان کی ساری بزرگیاں محض اس وجہ سے تھیں کہ یہ لوگ موحد تھے، خدا کے پرستار تھے، صراط مستقیم پر گامزن تھے- صداقت، اور سچائی کے علمبردار تھے- ورنہ شرک اور بت پرستی اعمال کو ضائع کر دیتی ہے- ●

اللّٰهم اغفر
لكاتبه ولمن
سعى فيه و
لوالديهم
اجمعين- آمين

مُّسْتَقِيْمٍ ○

88 - ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا
لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
89 - اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ
الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ
فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ○
90 - اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ
اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى
لِلْعٰلَمِيْنَ ○
91 - وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ

ہدایت کی ○
88 - یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے
جسے چاہے ایسی ہدایت کرے، اور اگر وہ شرک
کرتے تو اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے ○
89 - یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت[1]
دی، پس اگر یہ لوگ ان باتوں کا انکار کریں تو ہم نے
اُن پر ایک قوم مقرر کی ہے اور ان باتوں کے منکر نہیں ○
90 - یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت کی تھی، تو تو
اُن کی ہدایت پر چل[2]، تو کہہ کہ میں تم سے اس (قرآن)
پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا - یہ تو جہان والوں کے لئے
محض نصیحت ہے ○
91 - اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسے اس کی قدر[3]
جانی چاہئے تھی جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے کبھی بشر پر کچھ نازل

ف ۱
کتاب، حکم اور نبوت ایک ہی چیز کے تین پہلو ہیں
یعنی انہیں کتاب یا پروگرام دیا گیا۔ حکم کے معنی فیصلہ اور
اجتہاد کے ہیں۔ اور نبوت کے معنی اصابت اعمال
کے ہیں ○

ف ۲ مقصد یہ ہے کہ حضور میں اور انبیاء گذشتہ
میں قطعاً امتیاز موجود نہیں۔ سب کی راہ ایک ہے
منزل مقصود ایک ہے۔ طریق تعلیم ایک ہے،
سب ایک خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ سب شرک
کی تردید کرتے ہیں۔ سب توحید کی تلقین کرتے ہیں
اور سب مخلص ہیں۔ سوا اللہ کے اور کسی سے مزدوری
نہیں چاہتے ○

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

ف ۳ سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ سب کو اسی نے
خلعت حیات سے نوازا ہے۔ اسی نے زندہ رکھا اور
زندگی کے لوازمات پورے کئے۔ وہی صفت ہے
کہاں جانتا ہے ○
دکھ، درد اور تکلیف و مصیبت میں اسی کی کارسازی
بڑے کام آتی ہے۔ وہ چاہے تو دنیا میں بہشت
ڈھل سکے۔ یہ سب اس کے احسانات ہیں۔ مگر
انسان ہے کہ اسے نہیں پہچانتا ○

حَقَّ قَدْرِهٖٓ

سے یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ اللہ کی معرفت کی کوئی
حد ہے۔ کس کے بس میں ہے۔ کہ وہ باندازہ نعمت
اس کا شکریہ ادا کرسکے۔ ایک ایک سانس جو ہم
لیتے ہیں۔ ہزار در ہزار نعمتوں کا مظہر ہوتی ہے
پھر انسان کے لئے یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس کی

(باقی بر صفحہ ۳۳۰)

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ
بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ
تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا
وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا
لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ
قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ
یَلْعَبُوْنَ ○
۹۲ - وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ
لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ
وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ
یُحَافِظُوْنَ ○

نہیں کیا۔ تو کہہ جو کتاب موسیٰ لایا تھا وہ کس نے
نازل کی تھی؟ وہ لوگوں کے لئے روشنی اور ہدایت
ہے جس کو تم نے اسے ورق ورق کر رکھا ہے ان کو تم
ظاہر کرتے ہو۔ اور بہت کچھ چھپا رکھتے ہو اور اس قرآن
میں تمہیں وہ باتیں سکھلائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے
باپ دادے۔ تو کہہ اللہ ہی نے اتاری۔ پھر انہیں چھوڑ
دے کہ اپنی بک بک میں کھیلا کریں ○
۹۲ - اور یہ (قرآن) کتاب ہے جو ہم نے نازل کی بڑی برکت
والی ہے۔ پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ہم نے اسے
نازل کی ہے کہ تو اس سے اصل شہر (مکہ) اور جو اس کے گرد ہیں ان کو
ڈرائے۔ اور جو آخرت کو مانتے ہیں، وہ قرآن کو
مانتے ہیں۔ اور وہ اپنی نماز سے خبردار
ہیں ○

(بقیہ حاشیہ)

تعریف و ستائش سے کماحقہ عہدہ
برآ ہو سکے۔ غرض یہ ہے، کہ تم جو کچھ
اور جس حد تک کر سکتے ہو۔ اس سے تو
دریغ نہ کرو۔ یہ تو بالکل سہل اور ممکن ہے
کہ تمہارا سر کسی دوسرے کے آستانے
پر نہ جھکے تم شرک سے باز آجاؤ اور
ایک خدا سے تعلق خاطر رکھو۔

اس کے شکر کی ایک صورت یہ
ہے۔ کہ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے
کی کوشش کرو۔ کیونکہ وہ شخص جو اللہ
کے حکموں کو نہیں مانتا۔ وہ اس کی
ربوبیت کی نعمتوں سے ناآشنا ہے

حلِ لغات

قَرَاطِیْسَ - جمع قرطاس یعنی
کاغذ، ورق۔

اُمَّ الْقُرٰی - مکہ کا نام۔ کیونکہ
اس علاقہ کی تمام آبادیوں میں یہ
پہلی آبادی ہے۔

---

۹۳ - وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ
كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ
اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ
مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓی
اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ ۚ
اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ
عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ
اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝
۹۴ - وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ
اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ
وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰی

۹۳ - اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ اُس پر کچھ بھی وحی نازل نہ ہوئی ہو، اور جو کہے کہ جیسے اللہ نازل کرتا ہے میں بھی ویسا نازل کروں گا۔ اور کاش تو اُس وقت ان کی کیفیت دیکھے جب ظالم موت کی بیہوشی میں ہوں گے۔ اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے کہیں گے اپنی جانیں نکالو۔ آج تمہیں جزا میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم خدا پر جھوٹ بولتے۔ اور اُس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے ۝

۹۴ - اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آگئے جیسے ہم نے پہلی دفعہ تمہیں پیدا کیا تھا، اور جو اسباب ہم نے تمہیں دیا تھا اس کو تم پس پشت چھوڑ آئے ہو، اور ہم تمہارے

تین قسم کے ظالم

وہ شخص جو اللہ کے دین کی طرف غلط باتیں منسوب کرتا ہے۔ بدعات و سیئات کو دین کے نام سے پھیلاتا ہے اور رسوم و عوائد کو دین سمجھتا ہے۔ ظالم ہے۔ مفتری ہے۔

وہ شخص جو جھوٹی نبوت سے ۔ الہام وحی کو اپنی ذات کے منسوب کرتا ہے۔ اپنی رسالت کا اعلان کرتا ہے۔ اور براہ راست اللہ سے استفادہ و مخاطبت کا دعویدار ہے۔ حالانکہ خدا نے اسے منصب نبوت پر فائز نہیں کیا۔ اسے پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا۔ اور الہام و وحی سے قطعاً محروم ہے ظالم ہے۔ اور اللہ کی جانب غلط باتوں کو منسوب کرتا ہے اسی طرح وہ بھی ظالم اور مفتری علی اللہ ہے۔ جو خدا کے کلام کو جھٹلاتا ہے۔ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اور کہتا ہے میں بھی اسی طرح کا قرآن لکھ سکتا ہوں۔

مجرموں کی سزا یہ ہے کہ موت کی سختیاں جھیلیں گے فرشتے ذلت و حقارت سے پیش آئیں گے۔ اور انہیں بدترین رسوائی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ مرنے کے بعد ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے پاس غرور و تکبر کے لئے کیا وجہ جواز ہے۔ یہ وقت نہایت کٹھن اور مشکل ہوگا۔ کوئی جواب نہ سوجھے گا۔ اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جھونک دیئے جائیں گے۔

مقصد واضح ہے۔ کہ افترا علی اللہ سب سے بڑا جرم ہے، جس کی سزا موت سے شروع ہوگی۔

وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جھوٹے نبی کے لئے فوراً مر جانا ضروری ہے ورنہ تیئیس سال تک اگر کوئی مدعی نبوت زندہ رہ جائے تو اس کی صداقت میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ غلط کہتے ہیں۔ اجل کے معنی تو یہ ہیں کہ تیئیس سال تک خدا جھوٹ کو برداشت کر لیتا ہے۔ مگر اس کے بعد نہیں۔ آیت زیر بحث سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ڈھیل دیتے ہیں اور موت کے بعد ان کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اس وقت ان کو معلوم

مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ
بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ
تَزْعُمُوْنَ ○
۹۵- اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ
الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○
۹۶- فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ
سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○
۹۷- وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ
لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ

ساتھ تمہارے اُن سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کی
نسبت تمہارا یہ دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے شریک ہیں۔ تمہارے
درمیان کا پیوند ٹوٹ گیا۔ اور جو دعویٰ تم کرتے تھے
جاتا رہا ف۱
۹۵- بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو پھوڑ کے اُگاتا
اور مُردہ سے زندہ، اور زندہ میں سے مُردہ
نکالتا ہے۔ یہی اللہ ہے۔ پھر کہاں
اُلٹے جاتے ہو ○ ف۲
۹۶- پھوٹ نکالنے والا صبح کی روشنی، اور اُس نے
رات کو آرام اور سورج اور چاند کو حساب کے لئے بنایا۔
یہ اندازہ ہے زبردست خبردار کا ○
۹۷- اور اُسی نے تمہارے لئے تارے بنائے،
تاکہ تم جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں اُن سے راہ

عبرتناک انجام

ف۱ وہ لوگ جو دُنیا میں اللہ کو بھول جاتے ہیں اور دُنیا کی دلفریبیاں انہیں غفلت و انکار پر مجبور کر دیتی ہیں اور وہ جو مقدس ہستیوں کے دل پسند ہیں، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہمارے شرکاء اور معبود ہمیں خدا کے عذاب سے بچائیں گے۔ انہیں اس عبرتناک انجام پر غور کرنا چاہئے۔ کہ وہ تنہا خدا کے حضور میں جائیں گے۔ جاہ و حشم کے تمام سامان یہیں رہ جائیں گے۔ آسائش و تعلقات ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔ وہ معبود اور سفارشی جن پر ان کا اعتماد ہے۔ صاف مُکر جائیں گے کوئی رشتہ داری اور تعلق نیاز مندی باقی نہیں رہے گا۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ کا منظر ہوگا۔ شیوخ و حضرت اور پیران بارگاہ مُریدوں سے بھاگیں گے۔ اور مُرید بھاگیں گے کہ لپک کر آگے بڑھیں گے۔
اس وقت کتنا حسرتناک منظر ہوگا۔

ف۲ اصل معبود وہ ہے، جس کے اختیارات وسیع ہیں، جو گٹھلیوں کو پیدا کرنے والا، جو موت کو زندگی میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اور زندگی کو موت میں، جو رات کی تاریکی سے صبح کو پیدا کرتا ہے۔ اور رات کو آرام وہ بناتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند کے لئے ایک خاص نظام مقرر کر رکھا ہے۔ ایسے عزیز و علیم کو چھوڑ کر تم کہاں بھٹک رہے ہو۔

حلّ لغات

فَالِقٌ۔ مادہ فلق۔ پھاڑنا، چیرنا ہے۔
حُسْبَانًا۔ یعنی باقاعدہ حساب سے۔

الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ○
۹۸ - وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ○
۹۹ - وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ
شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا
نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ
النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ
وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ
اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ

ہاں۔ ہم نے اہل علم کو یہ آیتیں کھول
سُنائیں ○
۹۸ - اور وُہی ہے
سے پیدا کیا۔ پھر کہیں قرار گاہ ہے اور کہیں سپردگی کا مقام ہے
بے شک سمجھ والوں کو ہم نے آیتیں کھول سنائیں ○
۹۹ - اور وہ وُہی ہے جس نے آسمان سے پانی
اُتارا۔ پھر اس سے ہم نے ہر قسم کی روئیدگی
اُگائی۔ پھر اُس میں سے ہم نے سبزہ نکالا،
جس سے ہم دانے نکالتے ہیں ایک پر ایک چڑھا ہوا،
اور کھجور کے گابھے میں گچھے لٹکتے ہیں اور
انگور کے باغ اور زیتون اور انار نکالتے
ہیں، ہم شکل۔ اور جُدے جُدے، اُس کے
پھل کی طرف دیکھو، جب پھل لاتا ہے اور

وا

خدا کی صفات کے
سلسلہ میں یہ بھی بتایا
ہے۔ کہ تم سب کو ایک
ہی نفس سے پیدا کیا
گیا ہے۔ یعنی تم میں
باہمی کوئی امتیاز
نہیں، سب آدم کی
اولاد ہو، اور احترام
کے مستحق ۔
نیز یہ ارشاد فرمایا ہے

کہ ان تمام آیات
پر غور کرنا عقلمندی
اور دانائی ہے ۔

حلِ لغات

مُسْتَقَرٌّ - مقام ِ استقرار
مُسْتَوْدَعٌ - مقامِ وداع
عاقبت اور دُنیا سے
تعبیر ہے ۔

يَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝
۱۰۰ - وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ
خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ
بَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى
عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ ع
۱۰۱ - بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَنّٰى
يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ
صَاحِبَةٌ ؕ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝
۱۰۲ - ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

اُس کا پکنا دیکھو۔ اس میں مومنین کے لئے
نشانیاں ہیں ۝ ف۱
۱۰۰ - اور جنات کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں
حالانکہ اُسی نے انہیں پیدا کیا۔ اور بے سمجھے اُس کے لئے
بیٹے اور بیٹیاں تراشتے ہیں وہ پاک ہے اور اُن
باتوں سے جو وہ بناتے ہیں بہت دور ہے ۝
۱۰۱ - وہ آسمانوں اور زمین کا نئی طرح (بلا مادہ) بنانے والا ہے
اُس کے بیٹا کیونکر ہو گیا۔ حالانکہ اُس کے کوئی
جورو نہیں۔ اور اس نے ہر شے کو پیدا کیا
اور وہ ہر شے سے واقف ہے ۝ ف۲
۱۰۲ - یہ ہے اللہ تمہارا رب اُس کے سوا کوئی معبود نہیں
وُہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے سو تم اسی کی عبادت
کرو۔ اور وُہ ہر شے کا نگہبان ہے ۝

ف۱

مقصد یہ ہے کہ ایماندار لوگ اللہ کی
نعمتوں کو نگاہ میں رکھتے ہیں۔ اور اس کے
احسانات کو بھولتے نہیں۔ وہ گرد و پیش
کے حالات کو جب دیکھتے ہیں تو ہر بات
میں انہیں اللہ کی قدرتیں نظر آتی ہیں لہٰذا
شرک میں مبتلا نہیں ہوتے۔ کائنات کا
ذرہ ذرہ انہیں دعوتِ توحید دیتا ہوا
نظر آتا ہے ۔

ف۲

مکے کے مشرک جنات سے ڈرتے تھے
اور انہیں براہ راست متصرف خیال کرتے
تھے۔ نیز فرشتوں کے متعلق کہتے کہ وہ
اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ عیسائیوں کا عقیدہ
مشہور ہے، وہ مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتے
ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ یہ بے
علمی کی باتیں ہیں۔ خدا ان باتوں سے
بالا و بلند ہے ۔
جب اس کے کوئی بیوی ہی موجود نہیں
تو بیٹا کیا ہوگا ۔

حَلِّ لُغَات

خَرَقُوْا۔ مادہ خرق۔ یعنی چھیلنا یا
تراش لینا۔ مقصد یہ ہے کہ یہ عقیدہ
از خود بنا لیا گیا ہے۔ ثبوت موجود نہیں۔
بَنَات۔ لڑکیاں ۔

۱۰۳- لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

۱۰۳- آنکھیں اُسے نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے۔ اور وہ باریک بین خبردار ہے ○ ف۱

۱۰۴- قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○

۱۰۴- بے شک تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیلیں آچکیں ف۲ پھر جس نے دیکھ لیا سو اپنے واسطے ہے اور جو اندھا رہا سو اپنے بُرے کو۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں ○

۱۰۵- وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

۱۰۵- اور یوں ہم پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں اور تاکہ وہ کہیں کہ تو نے پڑھا ہوا ہے ف۳ اور تاکہ ہم اس کو سمجھ والوں کے لئے بیان کریں ○

۱۰۶- اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○

۱۰۶- تُو اسی وحی پر چل جو تیرے رب سے تجھے آئے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور مشرکوں سے مُنہ پھیر لے ○ ف۴

۱۰۷- وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○

۱۰۷- اور اگر اللہ چاہتا، تو وہ شریک نہ ٹھہراتے اور تجھے ہم نے اُن پر نگہبان نہیں بنایا۔ اور نہ تُو اُن کا داروغہ ہے ○ ف۵

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ

ف اسلام نے جو اللہ تعالے کا تخیل پیش کیا ہے۔ وہ نہایت بلند ہے۔ اس میں تجسیم اور تمثیل کو قطعاً دخل نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ نگاہیں جو کہ تیرے ادراکات میں سب سے زیادہ وسیع ہے اور ہمہ گیر ہے اللہ تعالے کو نہیں دیکھ سکتیں۔ اس میں وہ روشنی اور بینائی ہرگز موجود نہیں ہے۔ جس سے رب السمٰوٰت کا احاطہ کیا جا سکے۔ مگر اس عظمت وعلو کے۔ وہ ہمارے حالات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ وہ باوجود ماورات سے الگ اور منزہ ہونے کے ہماری باریک سے باریک حاجات کو بھی جانتا ہے۔ اس لئے کہ لطیف ہے۔ اس آیت سے قیامت میں عدم رؤیت کا ثبوت نہیں ملتا۔ قرآن حکیم میں اس موجود ہے۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ یعنی کچھ خوش بخت چہرے ایسے ہوں گے جو اس کے دیدار سے محروم نہیں ہیں گے۔ مقصد یہ نہیں کہ اس وقت ہم اللہ تعالے کو اسی طرح دیکھیں گے جیسے دنیا کی تمام چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ بلکہ رؤیت سے مقصود یہ ہے کہ ہم وہاں عجیب لاتخیل بیان مسرت حضوری محسوس کریں گے اور اس کی جلوہ آرائیوں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے۔ یہ قرب حضوری کا انتہائی درجہ اور مقام ہے۔ جو مسلمانوں کو حاصل ہوگا۔

بَصَآئِرُ

ف۲ غرض یہ ہے کہ یہ دلائل واشگاف حقائق ہیں جنہیں اسلام کی صداقت اور سچائی کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اگر ان دلائل کے بعد بھی جو لوگ ہدایت سے محروم ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنی کور باطنی کا ماتم کریں۔

ف۳ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ سے غرض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے لکھے تو تھے نہیں۔ مگر قرآن کو جو پیش کیا ہے تو معارف وحقائق سے معمور۔ اس لئے لامحالہ یہی کہیں گے کہ قرآن کسی دوسرے شخص کی تصنیف ہے۔ یہ واقعہ نہیں سوچتے کہ ان تسلسل اور روانی کے ساتھ اس تفصیل اور استقلال کے ساتھ کہیں کوئی [illegible]

۱۰۸ - وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ
كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ص
ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
۱۰۹ - وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ
لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ
بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ
وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ○
۱۱۰ - وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا
لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ
فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ ع ۱۳ / ۱۹

۱۰۸ - اور تم مسلمان اُن کے معبودوں کو جن کو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں بُرا نہ کہو۔ کہ وہ بے سمجھے سرکشی سے خدا کو بُرا کہیں گے اسی طرح ہم نے ہر اُمت کے لوگوں کے اعمال اُن کو بھلے دکھائے ہیں۔ پھر اُنہیں اپنے رب کی طرف جانا ہے سو وہ انہیں جتا دے گا جو وہ کرتے تھے ○ ف۱

۱۰۹ - اور اہل مکہ بتاکید اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک معجزہ بھی آئے تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔ تو کہہ معجزے تو خدا کے پاس ہیں اور تم (مسلمانوں) کو کون سمجھائے کہ جب ان کے پاس معجزہ آئے گا تو وہ جب بھی نہ مانیں گے ○

۱۱۰ - اور ہم اُن کے دل اور اُن کی آنکھیں اُلٹ دیں گے جیسے کہ وہ پہلی ہی بار اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے ان کی سرکشی میں بہکتے ہوئے ○

(بقیہ حاشیہ) اللہ چاہتا ہے حق و باطل میں امتیاز ہے۔ دن اور رات میں تفاوت رہے۔ مگر مومنین کو مجبور نہ کیا جائے اور وہ جو شرک کی تاریکیوں میں گرفتار ہیں انہیں سمجھانے۔ مقصد یہ نہیں کہ خدا شرک و بت پرستی سے خوش ہے۔ بلکہ اس کی مشیت تکوینی کا اقتضا یہی ہے کہ حق کے ساتھ باطل کو بھی رکھا جائے۔

مشیت تشریعی اور مشیت تکوینی میں یہی مابہ الامتیاز ہے۔

اسلام کی بے مثال رواداری

ف۱ بت پرستی کی اسلام نے سخت مذمت کی ہے اور اس عقیدہ کو بے دلیل اور جاہلانہ عقیدہ قرار دیا ہے۔ مگر باوجود اس کے رواداری کا یہ عالم ہے کہ بتوں کو گالیاں دینے سے روکا ہے یعنی ایک غلط اور بے حقیقت عقیدہ کا احترام بھی اس حد تک ضروری ہے کہ اسے اشتعال انگیز صورت میں پیش نہ کیا جائے۔

تاکہ ایسا نہ ہو کہ جاہل اور ناآشنائے تہذیب مشرک اللہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کے دلوں کو بے حد وسیع بنا دیا ہے۔ مسلمان اور تعصب کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

وہ لوگ جو مخالفین کے مصلحاء اور نیک انسانوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ وہ اسلام کے خلاف ہیں۔ اور تمام اس بدزبانی کے ذمہ دار ہیں جو مخالفین سے وہ سنتے ہیں۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خود خوش گفتار رہو۔ اور دشمنوں سے خوش گفتاری کی توقع رکھو۔

حلِ لغات

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۔ مضبوط قسمیں۔
يَعْمَهُوْنَ ۔ مادہ عَمَهٌ ۔ بے بصیرتی، کور باطنی، اور دل کا نورِ معرفت سے محروم ہو جانا۔

١١١ - وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○

١١١ - اور اگر ہم اُن کی طرف فرشتے نازل کریں اور اُن سے مُردے باتیں کریں اور ہم ہر شے کو اُن کے سامنے جِلا کر کے کھڑا کریں، تو بھی وہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ خدا نہ چاہے لیکن اُن میں اکثر لوگ نادان ہیں ○ ف١

١١٢ - وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○

١١٢ - اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور شیطان جن بنائے کہ فریب دینے کو ملمع کی ہوئی باتیں ایک دوسرے کو بھی میں ڈالتے رہیں۔ اور اگر تیرا رب چاہتا، تو وہ ایسا نہ کرتے تو انہیں چھوڑ دے اور جو کچھ بناتے ہیں ○ ف٢

١١٣ - وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○

١١٣ - اور یہ شیطانی الہام اس لئے ہے تاکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل اُس کی طرف مائل ہوں اور تاکہ وہ اُسے راضی ہوں اور جو برے کام وہ کرتے ہیں وہی کرتے رہیں ○ ف٣

ف١

غرض یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کے تمام مطالبات کو پورا بھی کر دیا جائے جب بھی یہ منکر ہی رہیں گے۔

کیونکہ اسلام کو قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ تمام اوہام و خرافات سے دستبردار ہو جائیں۔ ایثار و تعاون کو شیوہ بنالیں ذاتی وجاہتیں اور اعزاز چھوڑ دیں۔ اللہ کے لئے جئیں اور اللہ کے لئے مریں۔ دنیا کی بجائے دین نصب العین قرار دیں۔ مادیت سے علیحدہ ہو جائیں۔ دن رات روحانیت کے درپے رہیں۔ اور لیلیٰ وسعادت کی دولت کو حاصل کرنے کے لئے آخری لمحہ حیات تک صرف کر ڈالیں۔ اور یہ ان کے لئے از حد مشکل ہے، کیونکہ ان کے دلوں میں کفر سرایت کر چکا ہے اور ایمان کیلئے جگہ باقی نہیں رہی۔

ف٢

شیطان کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ ہے جو نظروں سے اوجھل ہے۔ دل میں وسوسہ انداز ہوتا ہے اور جو احساس باطنی پر چھا جاتا ہے اور ایک وہ ہے جو چلتا پھرتا محسوس ہوتا ہے۔ یہ انسانوں میں سے بدترین نوع کے لوگ ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ بُرائیوں کو سنوار سنوار کر پیش کریں۔ اور گناہ کی باتوں کو ملمع اور فریب کا جامہ پہنائیں تاکہ عوام نہ سمجھ سکیں۔ اور پرہیزگاری کی نعمت سے محروم رہ جائیں۔

ف٣

مقصد یہ ہے کہ اپنی ذمہ داری محسوس کرنے والا شخص شیطان کے پھندے میں نہیں پھنستا۔ ایسی باتوں کی طرف وہ جھکتا ہے جو نادان ہو اور آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو یعنی اعمال کی اہمیت سے بے پروا ہو۔

حلِّ لغات

قُبُلًا۔ قبیل کی جمع ہے، یعنی گروہ ہا یا مصدر ہے۔
زُخْرُفَ الْقَوْلِ۔ ملمع سازی کی یعنی ایسی بات جو بظاہر آراستہ اور بباطن خراب ہو۔

۱۱۴- اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

۱۱۴- سو کیا میں اللہ کے سوا کسی غیر کو منصف مقرر کروں اور اسی نے تمہاری طرف واضح کتاب نازل کی اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ واقعی تیرے رب کی نازل کی ہوئی ہے پس تُو (اے محمدؐ) شک کرنے والوں میں نہ ہو ۝ ف۱

۱۱۵- وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

۱۱۵- اور سچ اور انصاف کے ساتھ تیرے رب کی بات پوری ہوئی اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ سنتا جانتا ہے ۝

۱۱۶- وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

۱۱۶- اور اگر تو ان کی مانے گا جو دنیا میں اکثر ہیں (یعنی کافر) تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکائیں گے وہ سب صرف گمان کے تابع ہیں۔ اور سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ۝ ف۲

۱۱۷- اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ

۱۱۷- تیرا رب اُسے خوب جانتا ہے جو اس کی راہ

حکم صرف خدا ہے

ف۱ دُنیا میں کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کی ہر بات براہ راست حجت و سند ہو۔ انبیاء علیہم السلام کا منصب یہ ہے کہ وہ اللہ کی اجازت سے لوگوں کو رشد و ہدایت کی دعوت دیتے ہیں اور وہ اصل اللہ ہی کی جانب بلاتے ہیں۔ اس لئے بلاواسطہ حکم اور سند صرف اللہ ہی کی ذات ہے ۔

مُفَصَّلًا سے غرض یہ ہے کہ قرآن میں حضورؐ کی نبوت کے دلائل تفصیل سے موجود ہیں چنانچہ اہل کتاب کا حق شناس طبقہ کھلے طور پر حضورؐ کی صداقت کا اعتراف کرتا ہے ۔

تفصیل کا لفظ قرآن حکیم میں جہاں جہاں آیا ہے اس سے غرض دلائل نبوت یا دلائل اسلام کی تفصیل ہے اور اس کا تعلق غیر مسلموں سے ہے۔ یعنی وہ اس نقطۂ نگاہ سے جب قرآن کو دیکھیں گے تو مکمل اور مفصل پائیں گے ۔

اکثریت کی رائے

ف۲ مقصد یہ ہے کہ ساری دنیا بے شک اسلام کی صداقت کو جھوٹ سے نہیں بدل سکتی۔ صداقت کے لئے اکثریت شرط نہیں سچائی سچائی ہے۔ اگرچہ ایک عالم اس کا مخالف ہو۔ کفر والوں کو ذبیحہ کے متعلق کچھ شبہات تھے۔ وہ کہتے تھے اسلام میں ذبیحہ کا اصول عام دنیا سے مختلف ہے۔ اس لئے ناقابل قبول ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے یہی درست ہے۔ اکثریت کی پیروی گمراہی ہے ۔

اِنْ تُطِعْ اور يُضِلُّوْكَ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ حضورؐ کے لئے عوام کی پیروی کا امکان ہے۔ بلکہ قرآن کا یہ عام انداز بیان ہے۔ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتا ہے اور مراد آپ کے ماننے والے ہوتے ہیں۔ ورنہ آپ کے لئے ضلالت کا امکان کہاں ؟ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى کی نص موجود ہے ۔

حل لغات:

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِينَ ○
١١٨- فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ
إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ○
١١٩- وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ
اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم
مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ
إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ
بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ
هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ○
١٢٠- وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ
إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ
سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ○

سے بہکا۔ اور وہی خوب جانتا ہے انہیں۔ جو
ہدایت پر ہیں ○
١١٨ - سو اگر تم اُس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو
وہ چیز کھاؤ۔ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ○
١١٩ - اور کیا سبب ہے ف١ کہ تم اُس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ
کا نام لیا گیا۔ حالانکہ اللہ تمہارے لئے وہ
چیزیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں مفصل کر بیان کر چکا ہے
مگر وہ چیزیں جس کی طرف تم ناچار ہو جاؤ۔ اور بہت
لوگ بے علمی کے سبب اپنی خواہشوں کے موافق لوگوں کو بہکاتے
ہیں۔ تیرا رب ہی اُن کو خوب جانتا ہے جو حد سے بڑھ نکلے ہوئے ہیں ○
١٢٠ - اور ظاہر اور پوشیدہ گناہ چھوڑ دو۔
جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ وہ اپنے
کئے کی جزا پائیں گے ○

ف١

ایک اعتراض ذبیحہ پر یہ تھا۔ کہ مسلمان خود
مار کر کھا لیتے ہیں۔ اور خدا کا مارا ہوا جانور نہیں
کھاتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ذبح کرنے میں یہ
راز مضمر ہے۔ کہ اس سے توحید کا اعلان
ہوتا ہے۔ اللہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے اور
مسلمان گویا اتقیاء ہوتا ہے۔ اگر کسی وقت اللہ
کو فراموش نہ کرے۔

الا ما اضطررتم الیہ سے غرض
یہ ہے۔ کہ اگر کھانے کو کچھ نہ ملے۔ اور زندگی
خطرے میں ہو تو حرام بھی کھا لے۔ زندگی
بہرحال زیادہ عزیز ہے۔ اور اصل میں حلت
و حرمت کی بحث محض بقاء حیات کے لئے
ہے۔ وہ چیزیں جو حیات انسان کے
لئے مفید ہیں۔ شریعت نے ان کے
کھانے میں کوئی پابندی نہیں رکھی۔ اور وہ
جو مضر ہیں۔ انہیں حرام قرار دیا ہے۔

حلِ لُغات

اُضْطُرِرْتُمْ۔ اضطرار کے معنی ہیں بے
اختیاری، اور بیچارہ ہونے اور بیچارہ
کرنے کے۔

۱۲۱ - وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ
الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ
لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ
اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ○ ع ۱۴
۱۲۲ - اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ
جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى
النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ
لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ
زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ○
۱۲۳ - وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِىْ كُلِّ
قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

۱۲۱ - اور جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس میں سے نہ کھاؤ۔ اور وہ گناہ ہے۔ اور شیاطین اپنے رفیقوں کے دل میں ڈالتے ہیں، تاکہ وہ تم سے جھگڑیں۔ اور اگر تم اُن کی اطاعت کرو گے تو تم مشرک ہو جاؤ گے ف۱ ○
۱۲۲ - بھلا ایک شخص کہ مُردہ تھا۔ پھر ہم نے اُسے جِلایا اور اُس کو روشنی دی، کہ وہ اُسے لے کے لوگوں میں پھرتا ہے اُس شخص کی مانند ہو جائے گا جس کی صفت یہ ہے کہ اندھیروں میں ہے نکل نہیں سکتا اسی طرح کافروں کے لئے اُن کے اعمال مزین کئے گئے ہیں ○ ف۲
۱۲۳ - اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کر رکھے ہیں،

ف۱

وہ ذبیحہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جائے حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح سے نظام شرک کی تائید ہوتی ہے۔ اور دُنیا میں شرک پھیلتا ہے۔ ورنہ در اصل گوشت میں کوئی امتیاز نہیں۔

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ قدم قدم پر مسلمان توجہ الی اللہ کا سبق سیکھے۔

اسلام زندگی اور نور ہے!

ف۲

اسلام اپنے طریق عبادت میں، عقائد اور اخلاق و رسوم میں یکسر زندگی اور نور ہے روشنی اور برہان ہے۔ اس کی کوئی بات غلط اور بے دلیل نہیں ہوئی۔ اس آیت میں بتلایا ہے۔ کہ مسلمان کفر کے جمود سے نکلا ہے۔ اور ایمان کی نور افزا زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ اب کفر کو پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔

حلِ لغات

اَلظُّلُمٰت۔ جمع ظلمت بمعنی تاریکی ہے یعنی کفر کی تاریکیاں۔
اَکٰبِرَ۔ بڑے بڑے لوگ، لفظ عام ہے رؤساء، امراء اور رؤساء علم دونوں شامل ہیں۔

لِيَمْكُرُوا فِيهَا ۖ وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا
بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ○
۱۲۴- وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَن
نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ
رُسُلُ اللَّهِ ۘ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ
يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ
الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ
اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا
يَمْكُرُونَ ○
۱۲۵- فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن
يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ
ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ

تاکہ وہاں حیلے کیا کریں۔ اور جو حیلہ کرتے ہیں
اپنی جانوں ہی سے کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے ف۱ ○
۱۲۴- اور جب اُن اہلِ مکہ کے پاس کوئی آیت آتی ہے
تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ ہمیں بھی وہی
چیز نہ ملے جو خدا کے رسولوں کو دی گئی ہے۔ اللہ اپنی رسالت
کے رکھنے کی جگہ خوب جانتا ہے۔ اب
مجرموں کو خدا کے یہاں ذلت نصیب ہوگی
اور ان کے مکروں پر اُن کو سخت عذاب
ہوگا ○
۱۲۵- سو جسے اللہ ہدایت کرنا چاہتا ہے،
اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور
جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے، اُس کا سینہ نہایت
تنگ بھچا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ زور سے

ف۱

اکابر نے ہمیشہ مخالفت کی ہے کیونکہ ان کی کبر پسندی اور غرور کو ایمان کی سادگی اور مسکنت سے کوئی تناسب نہیں، باوجود اس کے کہ اسلام زندگی ہے اور نور ہے پھر بھی قوم کے بڑے بڑے لوگ ابتداءً محروم ہی رہے۔

مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے اسلام کی مخالفت میں کیا کیا نہیں کیا۔ آپ کے کام میں کیا کیا مشکلات پیدا نہیں کیں۔ مگر بالآخر ان کو معلوم ہو گیا، کہ ہماری تمام کوششیں رائگاں گئیں، اس آیت میں اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے۔

معیارِ رسالت

انکار کی ایک بڑی وجہ یہ تھی، کہ وہ ظاہری عظمت اور برتری کو معیار قرار دیتے تھے، بجز فضیلت روحانی کا۔ ان کا خیال یہ تھا، کہ نبوت کا استحقاق ہمیں حاصل ہے، کیونکہ ہمارے پاس سرداری ہے، دولت ہے دنیوی عزت کے سامان ہیں، وجاہت ہے، قوم میں نام ہے۔ اور وہ سب کچھ حاصل ہے۔ جو ایک معزز انسان کے لئے ضروری ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، تم نہیں جانتے نبوت و رسالت کے لوازم کیا کیا ہیں۔

نبوت ایک بخشش ہے، ایک موہبت ہے جس کے لئے استعداد خاص کی ضرورت ہے، جس سے تم سب محروم ہو۔

ہمیں یہی منظور ہے، کہ ایک یتیم بے نوا کو ساری کائنات کا سرپرست بنائیں۔ ایک ایسے شخص کو جو تمہاری نظروں میں بے مایہ اور مفلس ہے عزت اور ملک کا مختار کر دیں۔ ہم یہی چاہتے ہیں، کہ تمہارے غرور کو کچلا جائے اور توحید کے الفاظ کو بلند کیا جائے۔

کہو۔ کیا اعتراض ہے؟

حل لغات: [illegible]

فِي السَّمَآءِ ۚ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ
الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝
۱۲۶- وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۚ
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّذَّكَّرُوْنَ ۝
۱۲۷- لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
۱۲۸- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ
وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ
رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ
لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ

آسمان پر چڑھتا ہے۔ اسی طرح اللہ بے
ایمانوں پر ناپاکی ڈالے گا ○ ف۱
۱۲۶- اور یہ تیرے رب کی سیدھی راہ ہے۔
فکر کرنے والوں کے لئے ہم نے آیات
کھول سنائی ہیں ○
۱۲۷- ان کے لئے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ف۲ ہے
اور وہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کا دوست ہے ○
۱۲۸- اور جس دن اللہ ان سب کو جمع کریگا (کہا جائیگا) اے
جنات کی جماعت (یعنی شیاطین) تم نے بہت سے آدمی
تابع کرلیے اور وہ آدمی جو شیاطین کے دوست ہیں
کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے کے
وسیلے سے کام نکالا تھا۔ اور ہم اپنے مقررہ وقت کو پہنچے جو
تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔ خدا کہیگا آگ تمہارا ٹھکانا ہے جس میں

مومن کا سینہ

ف۱

مقصد یہ ہے۔ کہ مسلمان نہایت فراخدل ہوتا ہے۔ اس کا سینہ معارف وصداقت کا گنجینہ ہے حق بات کے قبول کر لینے میں قطعہ بھر تامل نہیں ہوتا۔ اور وہ جو گمراہ ہے۔ نہایت متعصب اور تنگدل ہوتا ہے۔ سچی بات کو ماننے میں بھی ہزاروں پیش وپیش ہے۔ تامل ہے۔ جھجک ہے۔ رسم و رواج کے پردے حائل ہیں۔ مذہبی تنگ نظری مانع ہے تقلید وجمود سنگ راہ ہے۔ یعنی اسلام تعصب کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے۔ ظلمت و تنگ نظری کے پردے چاک کر دیتا ہے۔ اور انسان کو اس قابل بنا دیتا ہے۔ کہ ہر صداقت کا احترام کرے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان میں ہر عیب موجود ہے،

گروہ اب تک تعصب کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ چیز اس کی فطرت کے خلاف ہے۔

سلامتی کا گھر

ف۲

جنت کا ایک نام دار السلام ہے، یعنی روح وجسم کی سلامتی کا ملجا وماوٰی ہے، جہاں ہر اضطراب اور بے چینی کا علاج ہے جہاں نفس کی بے قراریاں دور ہوتی ہیں، جہاں کامل سکون اور طمانیت میسر ہے۔

فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۚ اِنَّ رَبَّكَ
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○
۱۲۹- وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ
بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○
۱۳۰- يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ
يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ
يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ قَالُوْا شَهِدْنَا
عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○
۱۳۱- ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ
مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

تم ہمیشہ رہو گے۔ مگر جو چاہے اللہ۔ تیرا رب
حکمت والا خبردار ہے ○ ف۱
ع ۱۵ ۱۲۹- اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کا دوست کیے دیتے
ہیں۔ بسبب اس کے کہ تھے وہ کماتے ○
۱۳۰- اے جنات اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہیں تم
سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے کہ تم کو ہماری آیتیں
سناتے اور تمہارے اس دن کے سامنے آنے سے
تمہیں ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں
پر گواہی دی۔ اور انہیں دنیاوی زندگی نے فریب
دیا تھا۔ اور انہوں نے اپنی جانوں پر گواہی دی کہ
وہ کافر تھے ○
۱۳۱- یہ اس لئے ہے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم
کے سبب اس حال میں ہلاک نہیں کرنے والا کہ وہاں

ف۱

دُنیا میں گناہ کے لئے قدم قدم پر آسانیاں ہیں۔ جہاں چاہو، جب چاہو، نافرمانی اور معصیت کا ارتکاب کرو۔ مشکل یہ ہے، کہ نیک بنو۔ بشارت اور گناہ کے بے شمار دواعی، اور اسباب ہیں۔ نیکی اور صداقت کے محرکات کم ہیں! ایک طرف نفس امارہ ہے، اس کی خواہشیں ہیں۔ شیاطین کے وسوسے تزویریں ہیں اور دھوکے ہیں۔ کچھ پنہاں ہیں، کچھ ظاہر ہیں، دوسری جانب تنہا عقل۔ جس کی بیچارگی معلوم۔

ان آیات میں نہایت سادہ الفاظ میں اس حکیمانہ حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ قیامت کے دن اللہ شیطانوں سے کہے گا۔ تم نے بہت گمراہی پھیلائی۔ کہو مکافات کا دن ہے، آؤ۔ تمہیں سزا دیں۔

کمزور ایمان کے لوگ جو شیطان کے بہترے میں جلد آ جاتے ہیں۔ اعتراف کریں گے کہ ہم نے دنیا میں ان سے تعاون کیا۔ اور ہم مطلق مجرم ہیں۔

حلِ لغات

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ تاکید مضمون کے لئے ہے یعنی جہنم سے تمہیں کوئی قوت نہیں نکال سکتی۔

مَعْشَر۔ گروہ، جماعت۔

اَلْقُرٰى۔ جمع قریۃ۔ یعنی بستی۔

غٰفِلُوْنَ ○

١٣٢- وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا
رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○

١٣٣- وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفْ
مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ
اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ
اٰخَرِيْنَ ○

١٣٤- اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

١٣٥- قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ
مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ

کے لوگ بے خبر ہوں ○ ف۱

١٣٢- اور سب کے لئے حسبِ اعمال درجے ہیں اور تیرا
رب اُن کے اعمال سے بے خبر نہیں ○

١٣٣- اور تیرا رب بے پروا صاحبِ رحمت ہے
اگر چاہے تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد
جسے چاہے تمہارا جانشین کر دے جیسے کہ
اوروں کی نسل سے تمہیں پیدا
کر دیا ○ ف۲

١٣٤- جس کا تم سے وعدہ ہے، سو آنے والا ہے
اور تم نہیں تھکا سکو گے ○

١٣٥- تو کہہ اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرتے رہو
میں اپنی حالت میں کام کرتا رہوں گا۔ سو تم آئندہ جان
لو گے، کہ عاقبت کا گھر کس کو ملے گا،

اِتمامِ حُجّت

ف۱ اللہ تعالےٰ نے کائنات میں ہر چیز کے لئے
کچھ قواعد تجویز کر رکھے ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ان کی
زندگی اور بقا کے لئے بیحد ضروری ہے ۔
انسانوں اور جنوں کے لئے بھی خدائے ذوالجلال
نے وقتاً فوقتاً ہدایات نازل کی ہیں، تاکہ بقا و ارتقا
کے لئے وہ انہیں ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔ جس طرح انسانوں
کے لئے انبیاء و رسل ہیں۔ اسی طرح جنوں کے لئے
بھی اللہ تعالےٰ نے رہنمائی کے طریق مقرر کر رکھے ہیں
جن بھی انسانوں کی طرح ایک ذمہ دار مخلوق
ہے۔ جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ مگر ان کے وجود سے
انکار محض بے عقلی ہے ایسے شواہد اور دلائل موجود ہیں
جن سے پتہ چلتا ہے، کہ جنات ایک ذی عقل اور باشعور
مخلوق ہے۔ ہمارے علم نے اس درجہ ترقی نہیں کی کہ
ہم ان سے زیادہ متعارف ہو سکتے۔ البتہ ان کے
وجود کا احساس ہوتا رہتا ہے ۔
آیت کا مقصد اتمامِ حجت ہے یعنی اللہ کا
پیغام سب کو برابر پہنچتا ہے ۔
ف۲ اللہ کی بے نیازی مذکور ہے، یعنی اللہ کا
منشاء پورا ہو کر رہے گا۔ تم رہو نہ رہو۔ اس کا جلال
ابدالآباد تک قائم رہے گا۔ تم اگر نہ مانو گے اور
اس کے حکموں کو ٹھکرا دو گے۔ تو وہ ایسے لوگ
پیدا کر دے گا۔ جو اطاعت شعار ہوں۔ اُسے
یہی منظور ہے کہ اس کا دین سربلند ہے اس
کی بات مانی جائے۔ اس کے حکموں کو پوری فرمانبرداری
کے ساتھ تسلیم کیا جائے۔ اگر اس کے لئے
تیار نہیں ہو تو رسوا ہو جاؤ گے۔ اللہ کی حکومت ہر
حال برقرار رہے گی ۔

حلِّ لغات :- دَرَجٰتٌ ۔ رتبے ۔

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○
١٣٦- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ
وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا
لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ
فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى
اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ
اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○
١٣٧- وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ
شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا
عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ
مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا
يَفْتَرُوْنَ ○

بے شک ظالم نجات نہیں پاتے ○ ف۱
١٣٦- اور انہوں نے اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور
مواشی میں سے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کر رکھا
ہے پھر اپنے گمان میں کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اور یہ
ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ اُن کے شریکوں کا ہے وہ
خدا کو نہیں پہنچتا۔ اور جو خدا کا ہے اُن کے شریکوں
کو پہنچتا ہے۔ کیا بُرا انصاف کرتے ہیں ○
١٣٧- اور اسی طرح اکثر مشرکین کی نظر میں اُن کے
شریکوں نے اُن کی اولاد کا قتل کرنا عمدہ دکھلایا
ہے۔ تاکہ وہ اُنہیں ہلاک کریں، اور اُن کا دین
اُن پر رلا ملا دیں، اور اگر خدا چاہتا تو مشرک
ایسا کام نہ کرتے۔ سو تو اُنہیں چھوڑ دے وہ جانیں
اور اُن کا جھوٹ ○ ف۲

عاقبت کن کی ہے؟

ف۱ مقصد یہ ہے کہ ساری دنیا کے کفر و ضلالت کو چیلنج ہے۔ سب لوگ اپنی سی کر دیکھیں، حق کی پُرزور مخالفت کر لیں۔ رب کے پیارے اور دوستوں کو دِق بھر کے تکلیفیں دے لیں، پوری قوت کے ساتھ شیطنت پھیلائیں، اقتدار و رسن کو ہاتھ میں لے لیں اور جسے چاہیں ستائیں۔ آخرت اور عاقبت کے لحاظ سے مظلوموں کی فتح ہوگی۔ حق پرست کامیاب رہیں گے۔ اللہ اپنے بندوں کی اعانت کرے گا۔ کیونکہ ظلم و استبداد کے لئے بقا نہیں۔ جھوٹ اور شرک فانی و عارضی ہے۔

ف۲

شرک پرستی کے معنی یہ ہیں، کہ بت سے ناجائز باتوں کو محض جہالت کی وجہ سے قبول کر لیا جاتا ہے۔ رسم و رواج کی اندھا دھند پیروی کی جاتی ہے۔ چاہے جان تک ضائع ہو جائے۔ قتلِ اولاد کس قدر ہولناک جرم ہے مگر کتنے کے مشرک اسے جائز قرار دیتے تھے بعض جھوٹا غیرت کی پرستش کے لئے بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے یعنی غیرت ایک بت ہے۔ جس کی بھینٹ ہزاروں بچیوں کو چڑھا دیا جاتا تھا۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ سے غرض یہ ہے کہ اللہ کی مشیتِ تکوینی چاہتی ہے، اُجالے کے ساتھ اندھیرا بھی باقی رہے۔ ورنہ شرک اُسے قطعاً پسند نہیں۔ غرض یہ ہے کہ حضور زیادہ غم نہ کریں اور ان کی گمراہی پر حد سے زیادہ تاسف نہ فرمائیں۔

۱۳۸- وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ
حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ
بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا
وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ
عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيْهِمْ
بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

۱۳۸- اور کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور کھیتی ممنوع
ہے۔ اسے کوئی نہ کھائے مگر جسے ہم چاہیں
اپنے گمان میں۔ اور بعض چوپائے ہیں جن پر سواری
حرام ہے اور بعض چوپائے ہیں کہ اُن پر بوقت ذبح
اللہ کا نام نہیں لیتے خدا پر جھوٹ باندھ کے وہ عنقریب
اُن کے جھوٹ کی سزا دیگا ۝

۱۳۹- وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ
الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ
مُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ
يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۚ
سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ اِنَّهٗ
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

۱۳۹- اور کہتے ہیں کہ جو کچھ ان چارپایوں کے پیٹ
میں ہو اُن کا کھانا ہمارے مردوں کو خالص حلال ہے
اور عورتوں کو حرام ہے۔ اور اگر وہ مُردہ ہو
تو اُس میں سب شریک ہوتے ہیں سو
خدا ان تفریقوں کی اُنہیں سزا دے گا۔ وہ
حکمت والا خبردار ہے ف۱ ۝

۱۴۰- قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ

۱۴۰- بے شک وہ خراب ہوئے جنہوں نے بیوقوفی سے

صنمیاتِ قریش

ف۱

ان آیات میں قریش کی صنمیات کا تذکرہ ہے یعنی وہ کن کن چیزوں کو حرمت وعزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور کن کن چیزوں کو تقدیس کا درجہ دیتے • بعض کھیت بُتوں کے لئے مخصوص ہوتے بعض چوپایوں کو ناقابل استعمال ٹھہراتے پھر اس طرح ان جانوروں کی بھی ان کے ہاں تقسیم تھی۔ بعض مقدس سمجھے جاتے۔ اور چراگاہوں میں آزاد چھوڑ دیئے جاتے۔ ان پر سوار ہونا، یا بوجھ لادنا ممنوع قرار دیا جاتا۔ پھر پہلے سے یہ بھی طے کر لیتے کہ اگر اس قسم کی ماں سے بچہ پیدا ہوا، تو وہ مردوں کے لئے حلال ہے۔ عورتوں کے لئے حرام اور اگر بچہ مُردہ پیدا ہو تو دونوں مشترک ہیں۔ یہ اور اس قسم کی بیسیوں باتیں محض جہالت اور افتراء ہیں۔ اور یہ شرکانہ زندگی کا لازمہ ہیں۔ قرآن حکیم ان تمام رسوم کو لغو اور بیہودہ قرار دیتا ہے •

حلِ لُغات

حِجْرٌ۔ حرام، ممنوع، تقدیس وحرمت کی وجہ سے ناقابل استعمال •

سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا
رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ
قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○
۱۴۱- وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ
وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ
مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ
مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا
مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ
يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ
لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ○
۱۴۲- وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ

بے سمجھے اپنی اولاد کو قتل کیا اور جو رزق اللہ نے
انہیں دیا تھا، خدا پر جھوٹ باندھ کر اُسے حرام
سمجھ لیا۔ بے شک بہک گئے اور راہ نہ پائی ○
۱۴۱- اور اللہ وہ ہے جس نے ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے
اور بغیر ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے باغ اور کھجوریں اور کھیت
پیدا کئے جن کے پھل طرح طرح کے ہیں اور زیتون اور انار
ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی ف۱ اُس کے پھل
میں سے کھاؤ جب کہ پھل لگیں اور اُس کا حق ادا کرو
جس دن کھیتی کٹے۔ اور بے جا نہ اُڑاؤ۔ کہ وہ بیجا
اُڑا دینے والوں کو پسند نہیں کرتا ○ ف۲
۱۴۲- اور پیدا کئے چوپاؤں میں بعض بوجھ اٹھانے والے اور بعض
زمین سے لگے ہوئے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا کھاؤ
اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ وہ صریح

ف۱

مقصد یہ ہے، کہ کھیت اور باغات انگوریاں اور پھل، جانور اور تمام آسائش کی چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں، پھر اس کے ساتھ دوسروں کو کیوں شریک ٹھہرایا جائے۔

ان تمام انعامات کا تقاضا تو یہ ہے، کہ تم صرف اللہ کا شکر ادا کرو، مگر تم ہو، کہ ڈھوروں تک کو اس میں شریک اور ساجھی بناتے ہو۔

عشر

ف۲ جب کھیت کٹے اور غلہ جمع ہو، تو اس میں سے دسواں حصہ بطور زکوٰۃ کے دینا چاہیے۔ بشرطیکہ زمین بارانی ہو، اور اگر چاہی ہو۔ یعنی خود سینچ کرو، یا اس کا ٹیکس لگا ہو۔ تو بیسواں حصہ ضروری ہے۔

حلِ لُغات

فَرْشًا۔ بچھے ہوئے، یعنی جمت چھوٹے قد سے مراد ہے۔

خُطُوٰت۔ جمع خطوۃ۔ بمعنے قدم۔

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝
۱۴۳- ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ
اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ
نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
۱۴۴- وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ
مِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ
ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ
الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ
اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

تمہارا دشمن ہے ۝
۱۴۳- اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں۔ بھیڑ
میں سے دو۔ اور بکری میں سے دو۔ تو
ان کو سے پوچھ کر کیا دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں
مادہ یا جو ان دونوں کے بچے دانیوں میں لپٹا ہے
مجھے علم کے ساتھ خبر دو، اگر تم سچے ہو ۝ ف
۱۴۴- اور اونٹ میں سے دو۔ اور گائے
میں سے دو۔ تو پوچھ کر آیا دونوں نر
حرام کئے ہیں، یا دونوں مادہ۔ یا جو ان
مادوں کے بچے دانیوں میں لپٹ رہا ہے
کیا تم حاضر تھے۔ جب خدا نے تمہیں یہ
حکم دیا تھا؟ سو اس سے بڑھ کر ظالم کون
ہے۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھے،

ف

ان آیات کا مقصد یہ ہے، کہ مشرکین مکہ نے جو بعض جانوروں کو محض تخمین و وہم کی بنا پر حرام قرار دیا ہے۔ اس کے لئے کوئی علمی دلیل موجود نہیں۔ حرام ہونے کے معنی یہ ہیں، کہ اس سے کسی بُت یا جاہلانہ نظام کی تائید ہوتی ہو، یا وہ جان صحت کے لئے مضر ہو، یا اس کے کھانے سے اخلاق و روحانیت پر بُرا اثر پڑے۔ یا ذوق سلیم اسے گوارا نہ کرے، اور جب ان میں سے کوئی بات بھی موجود نہ ہو۔ تو محض جہالت کی پیروی میں کیوں کر نر یا مادہ کو ناجائز قرار دے لیں ۔

حلّ لغات

وصّٰکم۔ تمہیں تاکید کی۔ توصیۃ کے معنی بتاکید کسی بات کا اظہار کرنا ہے ۔

كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝
١٤٥- قُلْ لَّآ اَجِدُ فِىْ مَآ اُوْحِىَ اِلَىَّ
مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ
اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا
مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ
رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ
وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
١٤٦- وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا
كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ
وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ

تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرے۔
بے شک اللہ ظالم لوگوں کو راہ نہیں
دکھلاتا ۝
١٤٥- تُو کہہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے اُس میں
میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز کہ وہ اُسے کھائے
حرام نہیں پاتا۔ مگر یہ کہ وہ چیز مُردار ہو۔ یا بہتا
ہُوا خون، یا سُؤر کا گوشت، کیونکہ وہ ناپاک
ہے یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ بوقت ذبح غیراللہ کا نام
اُس پر پکارا جائے۔ پھر جو کوئی عاجز ہُوا اور وہ بغاوت
کرنے والا اور حد سے زیادہ کھانے والا نہ ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے ۝
١٤٦- اور یہود پر ہم نے ہر ناخن والا جانور
حرام کیا۔ اور گائے اور بکری میں
سے اُن کی چربی حرام کی،

حرام چیزیں کون کون سی ہیں؟

ف

اسلام نے بھی بعض چیزوں کو حرام اور ناقابل استعمال ٹھہرایا ہے۔ مگر وہ محض وہم وظن کی بنا پر نہیں، بلکہ علم و تجربہ کی روشنی میں۔

مُردار حرام ہے۔ اس لئے کہ وحشت کی یادگار ہے۔ کوئی مہذب اور شائستہ قوم مُردار نہیں کھاتی۔ اس لئے بھی کہ اس کے تعفن سے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ خون بھی حرام ہے، کیونکہ یہ بھی صحت کے لئے مُضر ہے۔ اور درندگی کی علامت ہے۔

سُؤر بھی حرام ہے۔ کیونکہ اس کا کھانا جسم و روح دونوں کے لئے مُضر ہے۔ متعدد قسم کے امراض کو پیدا کرتا ہے جس سے فوری موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اخلاق کے لئے بھی اس کا کھانا سخت نقصان دہ ہے۔ اس سے غیرت جاتی رہتی ہے۔ گرجاؤں اور بزرگوں کے چڑھاوے یا نذرانے بھی حرام ہیں۔ کیونکہ اس طرح اعلام شرک کی تائید ہوتی ہے۔ جو بالکل گوارا نہیں۔

إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا
أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ
جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا
لَصَادِقُونَ ○
١٤٧- فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو
رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ
بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ○
١٤٨- سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ
شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا
آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن
قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ
قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ

مگر جس قدر ان کی پشت پر لگی ہو یا انتڑیوں
میں یا ہڈی کے ساتھ ملی ہو۔ اور یہ ہم نے
ان کی شرارت کے بدلے میں ان کو سزا دی تھی اور
ہم سچے ہیں ○ ف ۱
١٤٧- پھر اگر یہود تجھے جھٹلائیں، تو کہہ تمہارے رب
کی رحمت میں بڑی سمائی ہے۔ اس کا عذاب
مجرموں سے نہیں ہٹ جاتا ○ ف ۲
١٤٨- اب مشرک کہیں گے کہ اگر خدا چاہتا
تو ہم اور ہمارے باپ دادے شرک نہ
کرتے۔ اور نہ ہم کوئی شے حرام کرتے
اسی طرح ان کے اگلوں نے جھٹلایا
ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا عذاب چکھا
تو کہہ۔ تمہیں کچھ علم بھی ہے

یہودیوں کی دشوار پسندی کا نتیجہ

ف ۱

یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ از خود بہت سی عجیب ایجاد کر لیتے۔ اور تقشف و زہد کے لئے بہت سی چیزوں کو ممنوع قرار دے لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے غلو کو دیکھا، تو بطور تعزیر کے واقعی ان کی تجویز کردہ چیزوں کو ممنوع قرار دے دیا۔ تاکہ انہیں اپنی بدعملی کا احساس ہو اور معلوم ہو کہ اللہ کے دین کو مشکل بنانے میں خود کس حد تک وہ مشکلات میں مبتلا ہو جائے گا ۞

ف ۲

مقصد یہ ہے کہ اللہ تو نہایت درجہ رحیم ہے۔ وہ نہیں چاہتا۔ اس کے بندے تنگی اور الجھن میں زندگی بسر کریں۔ مگر جب وہ خود ہی اپنے لئے پابندیاں اور تکلیفیں کو انتخاب کر لیں۔ تو وہ بطور سزا و عذاب کے انہیں مسلط میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور حقیقت میں جب دین اس حد تک پھیل جائے۔ اور وسیع ہو جائے کہ ہر لغو رسوم و خرافات کی پیروی ضروری ہو۔ بات بات میں سختی اور تکلیف کا سامنا ہو۔ تو پھر یہ مذہب نوع انسانی کے لئے عذاب ہو جاتا ہے ۞

وہ لوگ جو دین کو بدعات کا مجموعہ خیال کرتے ہیں اور جنہوں نے بے حد رسمیں ایجاد کر لی ہیں۔ ان کو دیکھو کس قدر مجبوری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ سوسائٹی کے ڈر سے وہ مجبوراً ان رسوم کو ادا کر لیتے ہیں۔ مگر دل میں عذاب اور کوفت محسوس کرتے ہیں ۞

حل لغات

بأس۔ شدت، تکلیف، عذاب ۞

فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ
اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
تَخْرُصُوْنَ ○
۱۴۹- قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ
فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○
۱۵۰- قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ
هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا
تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ
اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○
۱۵۱- قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ

کہ اُسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم تو صرف
گمان ہی کے تابع ہو۔ اور اٹکل ہی
کرتے ہو ○ ف۱
۱۴۹- تُو کہہ۔ اللہ ہی کی حجت پوری ہے،
اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا ○
۱۵۰- تُو کہہ اپنے اُن گواہوں کو بلالاؤ۔ جو
یہ گواہی دیں، کہ خدا نے یہ شئے حرام
کی ہے۔ پھر اگر وہ گواہی بھی دیں، تو تُو
(اے محمدؐ) اُن کے ساتھ گواہی نہ دیجو۔ اور
جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں، اور
آخرت کو نہ مانا۔ اور اپنے رب کی برابری
کی، تو اُن کی خواہشوں پر نہ چلیو ○
۱۵۱- تُو کہہ۔ آؤ میں تمہیں پڑھ کے سناؤں جو کچھ تمہارے رب نے

ع

ف۱

مجرموں کا ایک بہت بڑا عذر یہ بھی ہوتا ہے کہ خدا کو ایسا ہی منظور ہے۔ خدا اگر نہ چاہے، تو ہم اور ہمارے آباء کے اختیار میں کیا ہے، جو گناہ کا ارتکاب کریں۔ کم بخت یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر یہ گمراہیاں منظور ہوتیں، تو انبیاء کیوں بھیجتا۔ اور کتابیں کیوں نازل فرماتا۔ اور نہ ماننے والوں کو سزائیں کیوں دیتا۔

مکے کے مشرک بھی یہی کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس عذر کا جواب دیا ہے۔ کہ اچھا بتاؤ۔ تمہارے پاس کوئی دلیل ہے جس سے اللہ کی کفر پسندی اور شرک نوازی ثابت ہو۔ یا محض اٹکل اور تخمین کی بنا پر ایسا کہتے ہو۔

یہ درست ہے۔ خدا اگر چاہتا، تو سب کو ہدایت کی توفیق دیتا۔ مگر اس صورت میں تم کسی اجر کے مستحق نہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے ساتھ گمراہی کو پیدا کیا ہے۔ تاکہ تمہارا امتحان ہو اور معلوم ہو کہ تم نے جو کچھ کیا ہے۔ اختیار اور عقل کی بنا پر کیا ہے۔

حَلِّ لُغَات

اَلْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔ کامیاب دلیل۔
اَتْلُ مَا حَرَّمَ میں بعض لوگوں نے حَرَّمَ کے معنی اَوْجَبَ کے لیے ہیں، تاکہ ترتیب درست رہے۔

عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ
نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا
بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ
ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ○
١٥٢- وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ
بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

تم پر حرام کیا ہے (وہ یہ ہے) کہ اُسکے ساتھ کسی چیز کو
شریک نہ کرو، اور والدین سے نیکی کرو۔ اور افلاس
کے ڈر سے اولاد کو نہ مارو۔ تمہیں اور انہیں
رزق ہم دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے نزدیک
نہ جاؤ۔ جو ظاہر ہو اُس کے بھی۔ اور جو چھپی ہو
اُس کے بھی۔ اور جس جان کا قتل خدا نے
حرام کیا ہے اُسے قتل نہ کرو، مگر حق پر۔
یہ باتیں ہیں جن کا تمہیں حکم ملا ہے شاید
تم سمجھو ○ ف
١٥٢- اور یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ۔ مگر
جس طرح بہتر ہو۔ یہاں تک کہ اپنی جوانی
کو پہنچے۔ اور انصاف کے ساتھ ماپ اور تول
پوری کرو۔ ہم کسی نفس کو اس کی وسعت سے

خُدا کے احکامِ تسعہ

ف ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ تم محض رسومِ شرک کی پیروی کرتے ہو۔ اصل باتیں جو انسان کی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہیں۔ نہیں جانتے۔ آؤ۔ میں تمہیں بتاؤں کہ کیا کیا چیزیں اللہ نے حرام قرار دی ہیں۔

(۱) شرک۔ کیونکہ اس سے انسانی عزت و حرمت زائل ہو جاتی ہے نفس ذلیل ہو جاتا ہے۔ جہالت پھیلتی ہے اور دل کی افق تاریک ہو جاتا ہے۔

(۲) والدین کی نافرمانی۔ اس سے عقوق و سرکشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ احسان فراموشی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ جو شخص والدین کے لئے تکلیف دہ ہے وہ سماج و سوسائٹی کے لئے کبھی مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ والدین کی اطاعت شعاری بہترین اخلاق پیدا کرتی ہے۔

(۳) قتلِ اولاد۔ اس میں ضبطِ تولید کا مفہوم بھی شامل ہے۔

(۴) ارتکابِ فواحش۔ یعنی مسلمان کو ہر نوع پاکباز ہونا چاہئے۔ بے حیائیوں سے نسلِ انسانی خراب ہو جاتی ہے صحت بگڑتی ہے۔ افلاس آتا ہے۔ اور دل تاریک ہو جاتا ہے۔

(۵) ناجائز قتل۔ یعنی بلا سبب شرعی کسی کو مار ڈالنا۔ اسلام ایک ضابطہ ہے۔ وہ ضرورت یا عدم قانون کی صورت کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس سے انسانی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

(۶) یتیم کا مال نگل جانا۔ یہ بدترین اور ذلیل ترین قسم کا گناہ ہے۔ اسلام حقوقِ انسانی کا سب سے بڑا پاسبان ہے اس لئے اس طرح کے جرائم گوارا نہیں کر سکتا۔

(۷) کم تولنا۔ کیونکہ اس سے تجارت میں کر نقصان پہنچتا ہے۔ اور بدیانتی پیدا ہوتی ہے۔

(۸) بے انصافی۔

(۹) اللہ کے عہد کیساتھ بیوفائی۔ یعنی شریعت فطرت کے ساتھ بے اعتنائی۔

یہ نو حکم دین کی اصل اور اساس ہیں۔ وہ لوگ جو ان پر عمل پیرا

وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا
وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ
اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ ۙ○
۱۵۳۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا
فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ
وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○
۱۵۴۔ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ
تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى
وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ
يُؤْمِنُوْنَ ○

زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب بولو تو انصاف کی
بولو۔ اگرچہ قرابتی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کا عہد پورا
کرو۔ یہ باتیں ہیں جن کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے
شاید تم سوچو ○
۱۵۳۔ اور کہا ہے کہ یہ میری سیدھی راہ ہے
سو اس پر چلو۔ اور کئی راہیں نہ چلو۔ کہ وہ
راہیں تمہیں اس کی راہ سے الگ کر دیں گی یہ ہیں
جو اس نے تمہیں حکم دیئے۔ شاید تم ڈرو ○ ف۱
۱۵۴۔ پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی۔
نیکوکار کے لئے پوری نعمت۔ اور
ہر شے کی پوری تفصیل، اور ہدایت
اور رحمت۔ شاید کہ وہ اپنے رب کی ملاقات
کا یقین کریں ○ ف۲ -

ع ۱۹

صراطِ مُستقیم

ف۱

اَنَّ هٰذَا سے مراد توحید و تفسیر ہے، والدین کے ساتھ احسان و مروت ہے۔ احترام خلق ہے۔ پاکبازی اور پاکدامنی ہے۔ عزت نفس ہے۔ یتامیٰ پروری ہے۔ عدل و انصاف ہے۔ اور اللہ کے حکموں کی رعایت و فرمانبرداری ہے۔

یہی صراط مستقیم ہے، یہی سیدھی راہ ہے اور یہی وہ پگڈنڈی ہے، جو تیر جنت تک برابر چلی گئی ہے۔

ان احکام کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکنا، گمراہی مول لینا ہے۔ اور [illegible] سے [illegible] ہے۔

ف۲

ثُمَّ اٰتَیْنَا سے غرض یہ ہے کہ تورات میں بھی انہیں احکام کو بوضاحت بیان کیا گیا تھا یعنی عقائد و اخلاق میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی مقصد یہ تھا کہ اہل کتاب میں جذبۂ ایمان پیدا ہو۔ آخرت کے محاسبے سے ڈریں۔ اور اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔

حلِ لغات

بِعَهْدِ اللّٰهِ۔ مقصود میثاقِ شریعت ہے۔

١٥٥- وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ۙ
١٥٦- اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ
عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ
كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ
١٥٧- اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ
جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
هُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ
عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ
عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا

١٥٥- اور یہ کتاب ہے (یعنی قرآن) ہم نے نازل کی، برکت
والی ہے، سو تم اس پر چلو، اور ڈرو، شاید تم پر
رحم ہو ○ ف۱
١٥٦- یہ اس لیے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے صرف
دو ہی فرقوں (یہود و نصاریٰ) پر کتاب نازل ہوئی تھی اور
ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے غافل تھے ○
١٥٧- یا کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی، تو ہم
یہود و نصاریٰ سے زیادہ ہدایت پر ہوتے۔ سو
اب تمہارے رب کے تمہارے پاس دلیل آگئی ہے
اور ہدایت و رحمت۔ سو اس سے زیادہ ظالم
کون ہے جس نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔ سو
عنقریب ہم ان کو جو ہماری آیتوں سے منہ موڑتے
ہیں۔ ان کے منہ موڑنے کے بدلے میں بُرے عذاب

ف۱

قرآن حکیم کتاب مبارک ہے یعنی اس کے استفادے سے خیر و برکت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور یہ خوش اعتقادی نہیں، حقیقت ہے، جب بھی اس پر عمل کیا گیا ہے اس نے اپنے معجزات و خوارق سے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔

آج جس قدر زندگی، جس قدر روشنی اور بیداری نظر آ رہی ہے۔ یہ قرآن ہی کا طفیل ہے۔

حل لغات

دِرَاسَة - پڑھنا، مطالعہ کرنا۔

كَانُوا يَصْدِفُونَ ۝

۱۵- هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن تَأْتِيَهُمُ
الْمَلَٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ
يَأْتِيَ بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ
يَأْتِي بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ
نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ
مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيٓ إِيمَٰنِهَا
خَيْرًا ۗ قُلِ انتَظِرُوٓا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ۝

۱۵- إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَ
كَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ
إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم
بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

۱- مَن جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ

کی سزا دیں گے ۝ ف۱

۱۵۸- کیا یہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے
پاس فرشتے آئیں یا تیرا رب ان کے پاس آئے یا کوئی
نشانی تیرے رب کی ظاہر ہو۔ حالانکہ جس دن
تیرے رب کی ایک نشانی ظاہر ہوگی۔ کسی کا
ایمان مفید نہ ہوگا۔ جو اس سے پہلے ایمان نہ
لایا تھا۔ یا اپنے ایمان میں پہلے سے کچھ بھلائی
نہ کی تھی۔ تو کہہ راہ دیکھتے رہو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں ۝ ف۲

۱۵۹- جنہوں نے اپنے دین میں راہیں نکالیں اور
کئی فرقے ہو گئے۔ تجھے ان سے کیا کام،
ان کا معاملہ خدا کی طرف ہے۔ پھر وہ انہیں جتا دے گا
جو وہ کرتے تھے ۝ ف۳

۱۶۰- جس نے نیکی کی۔ اس کے لئے دس گنا

ف۱

قرآن بینہ بھی ہے ہدایت و رحمت بھی۔ یعنی دلائل و براہین کا
مجموعہ ہے۔ رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اور رحمت ابدی کا اعلان۔
اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص تکذیب کرتا ہے تو اس سے بڑھ کر ظالم
اور کون ہو سکتا ہے۔

ف۲ مقصد یہ ہے کہ اس درجہ وضاحت و تفصیل کے بعد بھی جو
نہیں مانتے تو کیا فرشتوں کا انتظار ہے۔ کہ آئیں اور ان کی روحوں کو
قبض کریں۔ یا عذاب الٰہی کے منتظر ہیں۔ یا یہ چاہتے ہیں کہ
قیامت آ جائے۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ جب قیامت
آگئی۔ تو اس وقت کا پچھتاوا کام نہیں آئے گا۔

أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ سے مراد عذاب الٰہی مراد ہے یعنی خدا
اپنی قوتوں کے ساتھ آئے۔ جاہ و جلال کا مظاہرہ کرے اور ان کو
چشم زدن میں غارت کر دے۔

فرقہ بندی منظور نہیں!

ف۳

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ وہ آئیں اور
خدا کے مقدس نام پر سب کو جمع کر جائیں۔ اس لئے طبعاً انہیں
گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو جانا پسند نہیں۔ وہ یہ چاہتے
ہیں کہ تمام لوگ توحید کے مضبوط رشتہ کو علاً تھام لیں اور سب
ایک ہو جائیں۔ ان کی ذاتی مصلحتیں اور ذاتی مفاد فنا ہو جائیں
تمام کائنات انسانی ایک وحدت ایک نظام اور ایک رنگ
میں نظر آئے۔ سب خدا کے پرستار ہوں۔ سب کا مقصد اللہ کے
دین کی پیروی اور فرمانبرداری ہو۔ کوئی اختلاف اور کوئی امتیاز باقی
نہ رہے۔ اس آیت کا یہی مقصد ہے کہ حضور کو فرقہ بندیوں سے
کچھ تعلق نہیں۔ حضور نسل انسانی کو ایک مرکز توحید پر اکٹھا کرنے کے
لئے تشریف لائے ہیں۔ مگر تعجب یہ ہے کہ آج حضور ہی کی ذات
مختلف گروہوں اور جماعتوں میں منقسم ہے۔

حل لغات

يَصْدِفُونَ۔ صدف یا اعراض کو صدف کہتے ہیں۔ غالباً صدف مُحبّہ سے مستفاد ہے جس کے معنی اونٹ کی ایک ٹانگ کے ٹیڑھا ہو جانے کے ہیں۔ بہ الاو کے پہلو تو صدف الجبل سے تعبیر کرتے ہیں۔ بہرحال شدت اعراض یا سخت مجبوری کے معنی ہیں۔

اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ
فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا
يُظْلَمُوْنَ ۝
۱۶۱- قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا
مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝
۱۶۲- قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ
مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
۱۶۳- لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝
۱۶۴- قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا
وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ

ہے۔ اور جس نے بدی کی۔ وہ صرف
بدی کے برابر سزا پائے گا اور اُن پر
ظلم نہ ہوگا ۝ ف۱
۱۶۱- تُو کہہ۔ میرے رب نے مجھے سیدھی
راہ سُوجھائی ہے۔ صحیح دین ملت ابراہیمؑ
جو ایک طرف کا تھا۔ اور مُشرکوں میں
سے نہ تھا ۝
۱۶۲- تُو کہہ میری نماز اور میری قربانی اور
میرا جینا، اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کیلئے ہے ۝
۱۶۳- اُس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے یہی حکم
ملا ہے۔ اور میں سب سے پہلا مُسلمان ہُوں ۝ ف۲
۱۶۴- تُو کہہ کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش
کروں اور وہ ہر شے کا رب ہے، اور جو شخص بُرا کام

ف۱

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بدرجہ غایت کریم غفور و رحیم ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ سب کو اپنی آغوش رحمت میں لے لے اور کوئی نفس انسانی جہنم کی آگ میں نہ جلے۔ نیکیوں کا دس گنا بڑھ جانا اور ایک شکل ہے اس کے التفات سامی کی۔ ورنہ در اصل اس کا ارادہ یہی ہے کہ اس کے بندے رحمت و بخشش کے نعمائے عظیم سے محروم نہ ہیں۔

معیار حیات کی بلندی

ف۲ ان آیات میں زندگی کا جو معیار اور نصب العین پیش کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کشاکش حیات کا ہر نشیب و فراز، تگ و دو کی ہر قسم اور قربانی کی ہر شکل اللہ کے لئے مختص ہو۔ مسلمان کا جینا اور مرنا اللہ کے لئے ہو۔ اس کی عبادتیں اور نمازیں رب العزت کے لئے وقف ہوں، اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کے لئے ہو۔ اللہ کے دین کے لئے ہو، یعنی مسلمان کی اللہ سے الگ کوئی زندگی نہیں، کوئی انفرادی خواہش نہیں۔ کوئی ذاتی مطالبہ اور مفاد نہیں۔

یہ خلوص و احسان کا آخری مقام ہے، توحید و تفرید کا صحیح مطلب ہے اور خدا پرستی کا سچا اظہار ہے۔ یہ نہیں، تو سمجھ لیجئے۔ ریاکاری ہے اور فریب۔

حل لغات

قِیَمًا۔ وہ نظام حیات۔ جو محمدؐ دین اعمال و معاملات کے لئے بطور قوام و اساس کے ہو۔

كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ
وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم
مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ
تَخْتَلِفُونَ ○
۱۶۵ - وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ
لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ
سَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ
رَّحِيمٌ ○
(آیاتہا ۲۰۶) سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ (رکوعاتہا ۲۴)
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○
۱ - الٓمٓصٓ ○
۲ - كِتَابٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُن فِي

کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے اور کوئی کسی کا
بوجھ نہ اٹھائے گا۔ پھر تمہیں اپنے رب کی
طرف لوٹنا ہے، سو وہ تمہیں جتائے گا جس میں
تم اختلاف کرتے تھے ○ ف۱
۱۶۵ - اور اسی نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔
اور بعض کے بعض پر بلند کیے، تاکہ
اپنے دیئے ہوئے میں تمہیں آزمائے۔ بیشک
تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور بیشک وہ
بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۲
(۷) سورۂ اعراف
(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)
۱ - الٓمٓصٓ ○
۲ - یہ کتاب ہے جو تیری طرف نازل کی گئی ہے سو تیرے

ذاتی ذمہ واری کا احساس

ف۱

قرآن حکیم نے مذہب کا جو تخیل پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے، کہ ہر شخص بجائے خود ذمہ دار ہے۔ کفارہ اور سفارش کا شفاعت غلط ہے تناسخ باطل ہے۔ کیونکہ ہر شخص بذات اور بذر تعین اپنے محاسبات اور اعمال کا کفیل ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ بالکل حقیقت نفس الامری ہے۔

ف۲

اس ایک آیت میں تین حقائق کی جانب اشارہ ہے۔

(۱) یہ واقعہ ہے، کہ اللہ نے مسلمان کو خلعت خلافت دے کر بھیجا ہے۔

(۲) یہ ایک صداقت ہے کہ باہمی امتیاز اور تفاضل موجود ہے۔

(۳) یہ ایک سچائی ہے کہ خدا اعمال کا بدلہ کرسنا دیتا ہے۔ وہاں نیک اور صالح بندوں کے لئے انتہا درجہ کا کرم غفار بھی ہے۔

صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ

وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

٣- اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا

مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

٤- وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا

بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآىِٕلُوْنَ ۝

٥- فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ

بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا

ظٰلِمِيْنَ ۝

٦- فَلَنَسْــَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

وَلَنَسْــَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

٧- فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا

تیرا دل تنگ نہ ہو، تاکہ تو اس کتاب سے لوگوں کو

ڈرائے، اور مومنین کے لئے نصیحت ہو ○ ف۱

٣ - جو تمہارے رب سے تم پر اترا، اُسی پر چلو

اور اس کے سوا دوستوں کی پیروی نہ کرو۔ تم

بہت تھوڑا دھیان کرتے ہو ○ ف۲

٤ - اور ہم نے کتنی بستیاں ہلاک کیں

راتوں رات یا دوپہر کو جب وہ سوتے تھے تو اُن پر ہمارا عذاب آگیا

٥ - سو جب ہمارا عذاب اُن پر آیا۔ وہ کچھ نہ

پکار سکے۔ صرف یہی کہا، کہ ہم ظالم

تھے ○ ف۳

٦ - سو جن کی طرف رسول بھیجے گئے ہم ان سے

پوچھیں گے اور رسولوں سے بھی پوچھیں گے

٧ - پھر ہم اُن کو اپنے علم سے سب احوال سنائیں گے

ف۱

یہ سورۂ اعراف کی پہلی آیت ہے۔ اعراف ایک مقام ہے۔ جنت اور دوزخ کے بین بین۔ اس سورت میں چونکہ اس مقام کا ذکر ہے۔ اس لئے اس کا نام اعراف ہے۔

آیت میں قرآن حکیم کا تعارف ہے، کہ مومنوں کے لئے اس میں ذکر و نصیحت کا ذخیرہ وافر ہے۔ اور حضور کی پیغمبرانہ شفقت کا اظہار کہ آپ کو بے حد روحانی تکلیف ہوتی ہے۔ جبکہ لوگ اس نسخۂ کیمیا کو ٹھکرا دیتے ہیں اور نہیں مانتے۔

دعوتِ حق

ف۲ مقصد یہ ہے کہ سب لوگ صرف کلام الٰہی کے ماننے کے مکلف ہیں۔ اس کو ترک کرکے دیگر ارباب کی پیروی گمراہی ہے۔ اسلام انسان کو حریت و آزادی کی تلقین کرتا ہے۔ وہ دنیا میں صرف اللہ کا محکوم ہے۔ اور اس کی گردن میں بجز اس کے اور کسی کا طوقِ عقیدت نہیں۔

ف۳ یعنی جب لوگوں نے احکام الٰہی کو تمرد و سرکشی کی وجہ سے ٹھکرا دیا ہے، تو عذاب نے آگھیرا ہے، رات کو سوئے ہیں اور پھر نہیں اُٹھے یا دن کو دوپہر کے وقت لیٹے ہیں، اور خدا کی غیرت جوش میں آئی بستیاں اُلٹ گئیں، اور یہ مٹ گئے۔

فَلَنَسْــَٔلَنَّ سے مراد یہ ہے، کہ یہ سب کچھ اتمام حجت کے بعد ہوگا۔ مجرم پکار اُٹھیں گے کہ واقعی ہم ستمگار و شریر تھے، اور انبیاء برملا کہیں گے کہ ہم نے تمام احکام بلا کم و کاست ان تک پہنچا دیئے۔

حل لغات

بَیَاتًا سوتے وقت۔ بیات کے معنی رات گزارنے

غَآئِبِيْنَ ۝
۸- وَ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِۨ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ
ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ۝
۹- وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝
۱۰- وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ
جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
۱۱- وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

کہیں غائب نہ تھے ۝
۸ - اور اس دن تول حق ہے۔ سو جن کی تول
بھاری ہوگی۔ وُہی نجات پائیں
گے ۝
۹ - اور جن کی تول ہلکی ہوگی۔ سو وُہی ہیں،
جنہوں نے اپنی جانیں خسارہ میں ڈالیں کیونکہ
ہماری آیات پر ظلم کرتے تھے ۝ ع ۱
۱۰ - اور ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور
اُس میں تمہارے لئے روزیاں پیدا کیں،
تم تھوڑا شکر کرتے ہو ۝
۱۱ - اور ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں صورت دی
پھر ہم نے فرشتوں کو کہا۔ کہ آدم کو سجدہ
کرو۔ سو اُن سب نے سجدہ کیا، لیکن ابلیس

وزنِ اعمال

ف اعمال کا وزن ضرور ہوگا۔ وہ لوگ جن کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے، بخشش و رحمت کے سزاوار ہوں گے، اور جن کے اعمال میزان پر پورے نہ اُتریں گے۔ گھاٹے اور ٹوٹے میں رہیں گے مگر اعمال کے وزن کی صورت کیا ہوگی ہمیں یہ نہیں بتلایا گیا۔ کیونکہ اس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے۔ البتہ مکافاتِ عمل کے اصول کے مطابق ہمیں یقین ہے، کہ محاسبہ قطعی ہوگا۔ اور پورے پورے انداز سے ہوگا۔

حلِ لغات

مَكَّنّٰكُمْ۔ مصدر تمکن۔ ثبات، قرار۔

لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○
١٢ - قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ
اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ
خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ
مِنْ طِيْنٍ ○
١٣ - قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ
لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ
اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ○
١٤ - قَالَ اَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ
يُبْعَثُوْنَ ○
١٥ - قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○
١٦ - قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ
لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○

سجدہ کرنے والوں میں نہ تھا ○ ف۱
١٢ - فرمایا کہ تجھے کس چیز نے روکا کہ تُو نے سجدہ کیا
جب کہ میں نے تجھے حکم دیا۔ بولا میں اُس سے بہتر ہوں
تُو نے مجھے آگ سے اور اُسے مٹی سے
بنایا ہے ○ ف۲
١٣ - فرمایا۔ یہاں سے نیچے اُتر۔ تجھے لائق
نہیں کہ تُو یہاں تکبّر کرے۔ نکل۔ تُو
ذلیلوں میں ہے ○
١٤ - بولا۔ جی اُٹھنے کے دن تک مجھے
مہلت دے ○
١٥ - فرمایا۔ تجھے مہلت ملی ○
١٦ - تب بولا۔ اس سبب کہ تُو نے مجھے گمراہ کیا ہے
تیری سیدھی راہ کے اُوپر آدمیوں کی تاک میں بیٹھوں گا

نوعِ انسانی کی عزت وحرمت

ف۱

خَلَقْنٰكُمْ اور ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ میں تمام انسانوں کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے بعد حضرت آدمؑ کا ذکر۔ اس کے صاف صاف معنی یہ ہیں، کہ گو فرشتے آدمؑ کے سامنے جھکے۔ مگر مقصود نوع انسانی کا اعزاز تھا۔ اور یہ بتانا تھا، کہ حقیقتاً اس عزت افزائی میں تمام بنی آدمؑ شریک و سہیم ہیں یعنی انسان اس درجہ معزز و مفتخر ہے، کہ کائنات کا حصہ اعلیٰ جھکے بندوں اس کی فضیلت و تمجید کا اعتراف کرتا ہے ۔

شیطان کی نافرمانی کے معنی یہ ہیں، کہ جو زعیم تمہارے سامنے نہ جھکیں۔ انہیں مطیع کرنے کی خود کوشش کرو ۔

آدمؑ اور شیطان کے قصہ کو بار بار مختلف اسالیب میں بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ایک طرف تو انسان اپنے مرتبہ و مقام کو سمجھے دُوسری جانب اسے یہ معلوم ہو، کہ حق و باطل میں ہمیشہ سے آویزش چلی آئی ہے اور مومن وہ ہے جو باطل شیطان کی پیروی نہ کرے ۔

ف۲

شیطان کا یہ استدلال اس لئے صحیح نہیں ہے کہ عزت و شرف خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے اصل و نسل کے لحاظ سے نہیں ۔
آدمؑ اس لئے احترام و فضیلت کا مستحق ہے، کہ اس نے عہد الست کا جواب لبیک بلٰی سے دیا۔ اور شیطان اس لئے راندہ درگاہ و رب جلیل ہے، کہ اس نے اللہ کی اطاعت سے مُنہ موڑا ۔

۱۷ - ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ
اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○

۱۷ - اور اُن پر آگے اور پیچھے، اور
داہنے اور بائیں سے آؤں گا،
اور تُو اُن میں بہتوں کو شکر گزار
نہ پائے گا ○ ف۱

۱۸ - قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ
لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ
مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

۱۸ - فرمایا یہاں سے نکل بُجے حال ہو راندہ ہو کر
اُن میں سے جو تیرے تابع ہو گا۔ میں تم
سب سے دوزخ بھر دوں گا ○

۱۹ - وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ
الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

۱۹ - اور اے آدم۔ تُو اور تیری بیوی جنت میں
رہو۔ اور تم دونوں جہاں سے چاہو، کھاؤ،
مگر اس درخت کے پاس نہ جانیو۔ ورنہ تم
ظالموں میں ہو جاؤ گے ○

۲۰ - فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ
لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

۲۰ - پھر شیطان نے اُنہیں بہکایا، تاکہ اُن کی
شرمگاہیں جو اُن سے چھپی ہوئی تھیں،

ف۱
مقصد یہ ہے کہ شیطان
ہر طریق سے گمراہ
کرنے کی کوشش کرتا
ہے۔ وہ دائیں بائیں
اور آگے پیچھے ہر جانب
سے حملہ آور ہوتا ہے
نیک اور شاکر وہ ہے
جو اس کے دامِ تزویر
میں نہیں پھنستا۔

حلِ لغات

اَيْمَان۔ جمع يمين
دائیں جانب۔
شَمَآئِلِهِمْ۔ جمع
شمال۔ بائیں طرف۔
مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا
ذأم۔ انتہائی عیب۔
دحر۔ یعنی ذلیل کرکے
نکال دینا۔

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا
عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا
مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝
۲۱ - وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ
النّٰصِحِيْنَ ۝
۲۲ - فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا
الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ
وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ
اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ
وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝
۲۳ - قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ

اُن پر ظاہر کر دے اور کہا تمہارے رب نے جو تمہیں اس
درخت سے منع کیا ہے تو صرف اسلئے کہ تم دونوں کہیں فرشتے نہ
یا تم دونوں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ ف۱
۲۱ - اور اس نے اُن سے قسم کھائی، کہ البتہ میں
تمہارا خیر خواہ ہوں ۝
۲۲ - سو فریب سے انہیں کھینچ لیا۔ پھر جب دونوں نے
درخت چکھا، تو اُن کی شرمگاہیں اُن پر ظاہر ہو گئیں
اور وہ دونوں باغ کے پتے اپنے اوپر جوڑنے
لگے۔ اور اُن کے رب نے اُن کو پکارا۔ کیا
میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہ کیا تھا
اور نہ کہا تھا، کہ شیطان تمہارا صریح
دشمن ہے ۝ ف۲
۲۳ - دونوں بولے اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا

ف۱

آدم اور اس کی بیوی کو اول جنت میں جگہ دی گئی تاکہ ان کو معلوم ہو کہ ان کا اصلی مقام جنت ہے، شرط یہ قرار دی، کہ شاہراہ ممنوعہ درخت کا استعمال نہ کریں یہ درخت کون تھا؟ صحیح طور پر معلوم نہیں۔

مقصود یہ تھا، کہ جب تک اطاعت شعار رہیں گے خدا کے حضور میں رہیں گے۔ اور جب نافرمانی کریں گے اُس کی رحمتوں سے دور ہو جائیں گے۔

شجرۃ کے معنی بعض لوگوں نے جھگڑے اور مناقشہ کے کئے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ علاوہ پھر اس کے بعد جو ذوق شجرۃ کی تاثیر بتائی ہے اُسے تنازع اور جنگ سے کوئی تعلق نہیں۔ لغتہ شجرۃ بالتنازع کا اطلاق مناقشت و مخالفت پر نہیں ہوتا۔

اِحساسِ عُریانی

ف۲

معلوم ہوتا ہے جنت میں آدم اور حوا کی زندگی نہایت پاکیزہ اور معصومانہ تھی۔ وہ جنسی جذبات سے ناآشنا تھے۔ حجاب و جنس کے مفہوم سے بالا تھے۔ جب شیطان نے دھوکا دیا۔ اور انہوں نے خلود و ملکیت کے فریب میں آکر شجر ممنوعہ کو استعمال کر لیا۔ تو ننگے ہو گئے۔ عریانی کا احساس ہونے لگا۔ اور جنت کے پتوں سے ستر ڈھانکنے لگے۔

بات یہ ہے کہ انسانی نفسیات میں یہ ہر گھڑی کمزوری ہے کہ جس بات سے روکا جائے اس کے متعلق خواہ مخواہ دل میں تجسس پیدا ہوتی ہے اور دل میں یہ سوال چٹکیاں لیتا ہے۔ کہ آخر اس میں کیا حکمت ہے شیطان نے انسان کی کمزوری سے فائدہ اُٹھایا۔ اور کہہ کر بہکایا، کہ ممنوع ہو اس میں یہ بھید ہے کہ کہیں تم بھی ہمیشہ زندگی کے فوائد سے متمتع نہ ہو جاؤ۔

وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

۲۴- قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

۲۵- قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○

۲۶- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

۲۷- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ

اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم بیشک نقصان کاروں میں ہوں گے ○

۲۴- فرمایا نیچے اترو، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ اور تم کو زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہوگا ○

۲۵- فرمایا۔ تم اسی میں جیو گے، اور اسی میں مرو گے۔ اور اسی میں سے نکلو گے ○ ف۱

۲۶- اے بنی آدم۔ ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے جو تمہاری شرمگاہیں چھپاتا ہے اور زینت اور پرہیزگاری کا لباس، بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ شاید وہ لوگ دھیان کریں ○

۲۷- اے بنی آدم۔ تمہیں شیطان نہ بہکائے

ع ۲

فروگذاشت

ف۱ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ نے فوراً غلطی کا احساس کر لیا۔ اور اللہ سے معافی مانگی۔ یہی تفاوت ہے انبیاء میں اور عام انسانوں میں کہ انبیاء علیہم السلام فوراً اپنی فروگذاشتوں کو محسوس کر لیتے ہیں۔ اور جبکہ جہالت میں عفو خواہ ہوتے ہیں۔ اور عام انسان یا تو گناہوں پر متنبہ نہیں ہوتے۔ اور یا تنبیہ کے بعد خدا کے آگے جھکتے نہیں۔

یہ فروگذاشت محض اجتہادی ہے۔ اور نیک نیتی سے ہے۔ آدمؑ کا خیال تھا کہ ممانعت شاید تحریمی کے لئے ہے۔ یعنی اس لئے کہ میرے دل میں اس کے استعمال کی شدید خواہش پیدا ہو۔ ملکیت یا خلود کی خواہش در اصل اللہ کے تقرب کی خواہش ہے۔ شیطان نے آدمؑ کو یہ سمجھایا تھا کہ اس طریق سے تو اللہ کے اور قریب ہو جائے گا۔ ظاہر ہے یہ مقصد بجائے خود نہایت نیک اور بلند ہے۔ مگر اللہ کا منشاء چونکہ یہ نہیں تھا، اس لئے اسے لغزش قرار دیا۔

یاد رہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام جب کبھی نسیان فرماتے ہیں، تو ان کے سامنے ایک عام اور بلند چیز ہوتی ہے۔ مگر خدا کا مقصد چونکہ وہ نہیں ہوتا، اس لئے اسے غلطی کہا جاتا ہے۔ یعنی نفس واقعہ کے لحاظ سے نیت کے لحاظ سے نہیں، کیونکہ خدا کے پیغمبر ہوائے نفس کے تابع نہیں ہوتے۔ ان سے اس طرح کا گناہ کبھی سرزد نہیں ہوتا۔ کہ جذبات کی پیروی ہو۔ یعنی نیت پست اور بلند نہ ہو۔ کیونکہ انہیں دنیا کے لئے اسوہ اور نمونہ بنکر بھیجا جاتا ہے۔ وہ عام انسانوں سے بہت اونچے ہوتے ہیں۔ وہ عفت و عصمت کا پیکر ہوتے ہیں۔ وہ اگر خدا کے حکموں کو نہ مانیں، تو پھر

(باقی بر صفحہ ۳۶۴)

كَمَآ أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ
يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا
سَوْءَٰتِهِمَآ ۚ إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمْ هُوَ وَ
قَبِيلُهُۥ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ إِنَّا
جَعَلْنَا الشَّيَٰطِينَ أَوْلِيَآءَ لِلَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ ○
۲۸ - وَإِذَا فَعَلُوا فَٰحِشَةً قَالُوا
وَجَدْنَا عَلَيْهَآ ءَابَآءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا
بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ
بِالْفَحْشَآءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ
مَا لَا تَعْلَمُونَ ○
۲۹ - قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا
وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ

جیسے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا
ان کے کپڑے ان پر سے کھینچتا تھا، کہ ان کو ان کی
شرمگاہیں دکھلائے، شیطان اور اس کی قوم
تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں کہ جہاں تم انہیں نہیں دیکھ
سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو بے ایمانوں کا دوست
بنا دیا ہے ○
۲۸ - اور جب کوئی عیب کا کام کرتے ہیں، تو کہتے ہیں
کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایسے ہی کام کرتے پایا، اور خدا نے
ہمیں ایسا حکم دیا ہے۔ تُو کہہ خدا بدی کا حکم نہیں
دیا کرتا۔ کیا تم خدا کی نسبت وہ باتیں بولتے ہو
جن کا علم نہیں رکھتے ○ ف
۲۹ - تُو کہہ میرے ربّ نے انصاف کے ساتھ حکم دیا ہے
اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے رکھو

بقیہ حاشیہ
اور کون سُنے گا۔
بات یہ ہے کہ بعض اوقات
ان کے لئے اصطلاح و اسلوب
استعمال مشکل ہو جاتا ہے،
وہ ایک بات کو تقاضائے
نفس بشری اور لئے قرار دے
لیتے ہیں۔ مگر نفس نبوی فوراً
انہیں متنبہ کر دیتا ہے کہ یہ
صحیح نہیں۔ بس یہی لغزش
ہے۔ تسامح ہے۔ اس سے
زیادہ اور کچھ نہیں۔ واللّٰہ
اعلم۔

ف اس آیت میں منکرین کا ذکر ہے
کہ وہ گناہوں پر اصرار کرتے ہیں اور
جب بُرائی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تو
شرماتے نہیں، بلکہ اور دلائل ڈھونڈتے
ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے علماء
اور صلحاء نے ہمیں ایسا ہی سکھایا
ہے۔ اور یہ کہ خدا نے بھی یہی تلقین
کی ہے۔ یعنی بدعات و رسوم کی
پیروی میں اللہ کو بطور سند و
حجت کے پیش کرتے ہیں اور
یہ نہیں جانتے کہ کہیں اللہ بھی
فواحش کی تعلیم دے سکتا
ہے؟

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ۚ
كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝
۳۰۔ فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ
عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا
الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝
۳۱۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا
وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِيْنَ ۝
۳۲۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ
اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ
الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اُسے خالص اسی کے حکم بردار ہو کر پکارو،
جیسے اُس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ویسے تم دوسری بار پیدا ہو گے ف۱
۳۰۔ اُس نے ایک گروہ کو ہدایت کی اور ایک گروہ
پر گمراہی ثابت کر دی، اُنھوں نے اللہ کے سوا
شیطانوں کو دوست بنایا۔ اور سمجھتے ہیں
کہ وُہ راہ پر ہیں ○
۳۱۔ اے اولادِ آدم کی ہر نماز کے وقت اپنی
زینت (لباس) لے لیا کرو۔ اور کھاؤ پیو،
اور فضول خرچ نہ کرو۔ کہ وُہ فضول خرچوں کو
پسند نہیں کرتا ○ ف۲
۳۲۔ تُو کہہ اللہ کی زینت جو اُس نے بندوں کے
لئے نکالی۔ اور کھانے کی پاک چیزیں کس نے
حرام کی ہیں۔ تُو کہہ یہ چیزیں حیاتِ دنیا میں

ف۱

مقصد یہ ہے کہ اللہ انصاف و عدل کے سوا اور کسی بات کا حکم نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے، اس کی رضا کے لئے کوشش کرو۔ اور اخلاص کے ساتھ کیونکہ تمہیں اس کے حضور میں پیش ہونا ہے اور جواب دینا ہے اپنے اعمال کا۔

اسراف ممنوع ہے!

ف۲

یعنی زینت و آرائش ممنوع نہیں، اسراف ممنوع ہے۔ اسلام کھانے پینے اور لباس میں کوئی قید عائد نہیں کرتا۔ بہتر سے بہتر کھاؤ۔ اور اچھے سے اچھا پہنو۔ خدا ناراض نہیں ہوتا۔ مگر تمہاری طاقت و وسعت کے مطابق ہونا چاہئے، یہ خوب سوچ لو کہ کہیں فیشن کا شوق تمہیں تباہ تو نہیں کر دے گا۔ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ سے مُراد یہ ہے، کہ نماز کے وقت بہتر لباس ضرور پہنو۔

لباس کو زینت سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ زینت بھی لباس کا ایک مقصد ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بدزیبی اگر تقشف ہو تو بھی اسلام پسند نہیں کرتا۔ اسلام خوش وضعی کو طبعاً پسند کرتا ہے۔

حلِ لغات

اَلْمُسْرِفِيْنَ۔ اسراف کے معنی حاجت سے زیادہ اور بے اندازہ خرچ کرنے کے ہیں۔ اور کسی کام کے بے اندازہ اور بیہودہ طور سے کرنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔
اَلطَّيِّبٰتُ۔ جمع طیّبہ بمعنی پاک و حلال و لذیذ۔ خلافِ خبیث۔

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۔ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○
۳۳ - قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ
الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ
اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○
۳۴ - وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ
اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○
۳۵ - يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

مسلمانوں کے لیے ہیں، اور قیامت کو خاص
انہیں کیلئے ہو جائیں گی، یوں ہم سمجھ داروں کو
مفصل آیات سناتے ہیں ○
۳۳ - تو کہہ میرے رب نے سب بے حیائی کے کام
ظاہر و پوشیدہ، اور گناہ اور ناحق کی زیادتی
حرام کی ہے۔ اور یہ بھی حرام کیا ہے کہ تم
اس شے کو جس کے بارہ میں خدا نے دلیل نازل
نہیں کی، خدا کا شریک ٹھہراؤ۔ اور یہ کہ تم خدا پر
وہ باتیں بولو، جو تم نہیں جانتے ○ ف۱
۳۴ - اور ہر فرقہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے،
سو جب ان کا وقت آئے گا، ایک ساعت کی
بھی دیر یا جلدی نہ کر سکیں گے ○ ف۲
۳۵ - اے اولاد آدم کی اگر تمہارے درمیان سے تم پاس

ف۱

مقصد یہ ہے کہ فواحش ہر نوع کی حرام ہیں، چاہے وہ ہوں، جن کا تعلق ظاہر سے ہے۔ اور چاہے وہ ہوں جو بظاہر برائیاں نہیں ہیں، مگر باطن برائیاں ہیں۔

شرک کے متعلق ارشاد ہے، کہ یہ بے دلیل و بے برہان ہے یعنی بت پرستی کے لئے عقلی و نقلی کوئی دلیل موجود نہیں۔ محض تقلید و عجز کا اثر ہے۔ عقلمند اور دانا لوگ توحید کے سوا اور کسی بات پر مطمئن نہیں ہوتے۔

ف۲

یعنی ہر گروہ کے لئے اللہ نے مہلت کے کچھ دن مقرر کر رکھے ہیں۔ جب لوگ اس ڈھیل سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ اور برابر گمراہی میں بڑھتے جائیں۔ تو پھر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ جس میں ایک لمحے کا آگا پیچھا نہیں ہوتا۔

حلِ لغات

الفواحش - جمع فاحشۃ یعنی ہر بدی جو حد سے گذر جائے فحش کہتے ہیں، بدی کے حد سے گذر جانے کو۔

سلطنًا - دلیل غالب۔

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ
فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○
۳- وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا
عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○
۳- فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۚ
اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ
الْكِتٰبِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ
رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ
مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ ۚ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

رسول آئیں۔ اور میری آیات تمہیں سنائیں
تو جو کوئی ڈرا۔ اور درست ہوا۔ انہیں نہ کچھ خوف
ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ ف۱

۳۶ - اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان
سے تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں
ہمیشہ رہیں گے ○

۳۷ - سو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے
خدا پر جھوٹ باندھا۔ یا اس کی آیات کو جھٹلایا
وہ ہی لوگ ہیں کہ جن کو ان کا حصہ جو کتاب میں
لکھا ہوا ہے مل کر رہیگا۔ یہاں تک کہ جب ہمارے
فرستادے (فرشتے) انکے پاس ان کی جانیں نکالنے آئیں گے
پوچھیں گے، وہ کہاں ہیں جنہیں تم خدا کے سوا
پکارتے تھے۔ یہ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے۔ اور

رسولوں کی آمد

ف۱ بنی آدم سے مراد آدم علیہ السلام کی
اولین اولاد ہے۔ انہیں ابتدائی تعلیمات کے
بعد کہا گیا ہے۔ کہ تمہارے پاس اگر رسول
اور پیغمبر آئیں تو ماننے میں تامل نہ کرنا اس
لئے کہ اللہ کے نزدیک تقویٰ و اصلاح کا
معیار یہی ہے۔ کہ ہر صداقت کو قبول کیا
جائے۔

حضورؐ کے بعد یہ سلسلہ ختم ہے۔ گو آدم سے
لے کر حضورؐ تک نبوت جاری رہی۔ اب
بعنوانِ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ نبوت کے تمام
دروازے مسدود ہیں۔ کیونکہ دین کامل ہو گیا
اللہ کی نعمتیں پوری ہو چکیں۔ اب کوئی حالت
منتظرہ باقی نہیں رہی۔

اس آیت سے بقائے نبوت کا ثبوت
بوجوہ غلط ہے:۔
(۱) بنی آدم سے تعبیر آدمؑ کی اولین
اولاد ہے۔
(۲) اِمَّا حرفِ شرط ہے جس سے
وقوع و دوام مقصود نہیں ہو سکتا۔
(۳) رُسُل کا لفظ عام ہے غیر
انبیاء بھی اس میں داخل ہیں۔
(۴) ختم نبوت کی تصریحات موجود
ہیں۔
(۵) اجماعِ اُمت جزئیاتِ نبوت کا
مخالف ہے۔

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○

۳۸۔ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ
لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا
فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ
لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا
فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ
قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا
تَعْلَمُوْنَ ○

۳۹۔ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ
فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○ ع

اُنھوں نے اپنی جانوں پر گواہی دی کہ وہ کافر تھے ○

۳۸۔ اللہ کہے گا جنوں اور آدمیوں کی اُمتوں
سمیت جو تم سے پہلے ہو گزری ہیں، تم بھی
آگ میں داخل ہو۔ جب ایک اُمت داخل ہوگی
دُوسری کو لعنت کریگی۔ یہاں تک کہ جب سب
دوزخ میں مل جل چکینگے، تو پچھلے پہلوں کے
حق میں کہینگے۔ اے ہمارے رب ہمیں انہی نے گمراہ
کیا تھا۔ سو انہیں آگ کا دُونا عذاب دے،
وُہ کہے گا سب کے لئے دُونا ہے۔ مگر تم نہیں
جانتے ○ ف۲

۳۹۔ اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے، کہ تمہیں
ہم پر کچھ فضیلت نہیں ہے۔ سو تم بھی اپنے
اعمال کے سبب عذاب چکھو ○

اعترافِ ندامت

ف۱ وہ لوگ جو دُنیا میں ظالم رہے۔ جنھوں نے اللہ کے رسُول کو نہ مانا۔ اور ضد اختیار کی۔ وہ جو قرآن کی تکذیب کرتا رہا ہے۔ وہ جنھوں نے سرکشی اور غرور سے مُنہ موڑا۔ دُنیا میں بھی ذلیل رہیں گے۔ اور موت کے وقت بھی فرشتے آئیں گے اور رُوح قبض کریں گے۔ اُس وقت وہ پوچھیں گے وہ بت کہاں ہیں، وہ معبود خدا کہاں ہیں۔ جن کی تم پوجا کرتے تھے۔ اُس وقت انہیں ندامت گھیرے گی۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگا۔ اور کہیں گے کہ بیشک ہم کافر رہے ۔

ف۲ یہ عجیب بات ہے جب یہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے تو یہ چاہیں گے کہ وہ لوگ جنھوں نے ان کی گمراہی میں بہت بڑا حصّہ لیا ہے۔ بُری طرح پھنسیں۔ اور ان کو یہ عذاب میں دُکھ اُٹھاتے ہوئے دیکھیں۔ اس لئے کہیں گے، یا اللہ ان لوگوں نے ہمیں دُنیا میں گمراہ کیا تھا ان کو دُگنا عذاب دے۔ اللہ فرمائیگا سب عذاب بھگت رہے ہیں مگر تمہیں علم نہیں۔ کمبختو! اگر دُنیا میں تمہیں اپنی گمراہی کا احساس ہوتا۔ تو ایک بات بھی تھی، اس عذاب الیم سے بچ جاتے۔ اب کیا فائدہ۔ جو پڑے جھلس رہے ہو ۔

یہ نہایت خوفناک منظر ہوگا۔ وہ لوگ جن سے دُنیا میں عقیدت تھی۔ جنہیں یہ لوگ خدا اور دیوتا سمجھتے تھے، جن کی پرستش کرتے تھے۔ جو ان کے معبود تھے۔ آج ان سے کلی انقطاع کا اعلان ہو رہا ہے۔ بلکہ ان کے عذاب کی سفارش کی جا رہی ہے۔ اور کہا جا رہا ہے، یہ ملعون ہیں۔ یہ لوگ دُنیا میں ہماری گمراہی کا باعث تھے ۔

حلِ لغت

اِدَّارَكُوْا۔ اصل میں تدارکوا تھا۔ درک کے معنی ہیں ٹھکانا درجہ صعود کے لئے ہے اور درک ہبوط کے لئے۔ جیسے جنت کے لئے درجات استعمال ہوتا ہے، اور جہنم کے لئے درکات۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۔

۴۰ - اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ
اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ
الْخِيَاطِ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُجْرِمِيْنَ ۝
۴۱ - لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ
فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذٰلِكَ
نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝
۴۲ - وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ز
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ۝

۴۰ - جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں، اور ان سے تکبر کیا، ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو، اور مجرموں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں ۝

۴۱ - دوزخ ان کا بچھونا ہے اور ان کے اوپر بالاپوش ہے، اور ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ۝ ف۱

۴۲ - اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، اور ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ وہی جنت میں جائیں گے۔ اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے ۝

ف۱

آیت کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ مکذب ہیں جو محض سرکشی اور نخوت کی وجہ سے صداقت کی نعمت سے محروم ہیں۔ جو دنیوی جاہ و جلال کے لئے دنیوی حظوظ و لذات کے لئے اسلام کے رابطۂ عقیدت کو زینت گوش نہیں کرتے۔ وہ مجرم ہیں اور اس قابل نہیں، کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہوں۔ جس طرح اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہیں گذر سکتا، اسی طرح ان کے لئے آسمان کے دروازے بند رہیں گے۔

حلِّ لغات

اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔ جمع بَاب۔ دروازہ، راستہ۔
اَلْجَمَلُ کے معنی عام مترجمین نے اونٹ کے کئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ معنی زیادہ متبادر ہیں۔ الجُمَّل موٹے رسے کو بھی کہتے ہیں۔ یہ زیادہ صحیح معنی ہیں۔ کیونکہ اس طرح سوئی اور رسے میں ایک تلازم قائم رہتا ہے۔ سَمٌّ کے معنی ناکہ اور سوراخ کے ہیں۔
غَوَاشٍ۔ جمع غَاشِیَة اوپر اوڑھنے والی چیز جس سے بدن ڈھک جائے۔

۴۳۔ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ
تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَ
قَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا
لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا
أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۖ لَقَدْ جَاءَتْ
رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا
أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا
بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

۴۳۔ اور اُن کے دلوں کی خفگی بھی ہم کھینچ کے نکال ڈالیں گے، ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس جنت کی راہ بتائی تھی، حالانکہ ہم ہرگز راہ نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں راہ نہ بتاتا۔ ہمارے رب کے رسول ضرور سچی بات لائے تھے۔ اور اُن کو آواز دی جائے گی کہ یہی جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے بدلے وارث ہوئے ۝ ف۱

۴۴۔ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ
النَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا
رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا
وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا نَعَمْ ۚ
فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ

۴۴۔ اور جنت والے دوزخیوں کو پکار کے کہیں گے کہ جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا ہم نے اُس کو سچ پایا۔ کیا تم نے بھی وہ وعدہ جو تم سے تمہارے رب نے کیا تھا، سچ پایا؟ ف۲ وہ کہیں گے ہاں! پھر ایک پکارنے والا اُن کے درمیان میں پکارے گا کہ ظالموں

ف۱

غِلٌّ کے معنی باہمی عداوت و دشمنی رکھنے کے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جنت کی زندگی میں دلوں میں غبار نہیں رہے گا۔ دل صاف ہوں گے اور ہر شخص سچی اور معصوم زندگی بسر کرے گا۔ نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ سے غرض یہ ہے کہ دنیا میں بھی دل آپس میں صاف رہنے چاہئیں۔ مگر یہاں کدورت ہے۔ عداوت و بغض کی آگ سینے میں بھڑک رہی ہے تو پھر ہمیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ خدا کے قرب کی استعداد ہم میں موجود نہیں۔

سچے وعدے

ف۲

اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں اہل جنت اعتراف کریں گے۔ کہ ہمیں جنت میں وہ سب کچھ میسر ہے، جس کا وعدہ تھا۔ اہل جہنم سے پوچھیں گے، کیا تمہیں بھی موعودہ سزا مل رہی ہے؟ وہ کہیں گے، کیوں نہیں، ہم بھی سزا بھگت رہے ہیں۔ پکارنے والا پکارے گا، کہ یہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔ ان پر اللہ کے عتاب کی نگاہیں پڑ رہی ہیں۔

حل لغات

مُؤَذِّنٌ سے مراد فرشتہ ہے، جو اہل جہنم کا تعارف کرائے گا۔

اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ
۴۵ - الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمْ
بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝
۴۶ - وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ
رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ
وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ
يَطْمَعُوْنَ ۝
۴۷ - وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ
اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا
تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝
۴۸ - وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ

پر خدا کی لعنت ہو ○
۴۵ - جو لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے، اور اس
میں کجی تلاش کرتے، اور آخرت کے
منکر ہیں ○
۴۶ - اور اُن کے درمیان ایک دیوار ہے اور اعراف پر
آدمی ہیں جو ہر ایک کو اُن کی پیشانی سے پہچانتے
ہیں، اور اہل جنت کو پکار کے کہیں گے سلامتی ہو
تم پر، یہ ابھی جنت میں نہیں داخل ہوئے
اور اُمید وار ہیں ○ ف
۴۷ - اور جب اُن کی آنکھیں اہل دوزخ کی طرف
پھیری جائیں گی، کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں
ظالم قوم میں شامل نہ کر ○
۴۸ - اور اہل اعراف کچھ لوگوں کو جنہیں وہ اُن کے

اعراف

ف جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک برزخ ہو گا جسے قرآن کی اصطلاح میں اعراف کہا جاتا ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے، وہاں ایسے لوگ رہیں گے، جو جنت میں داخل نہیں ہوئے۔ جن کو یہ معلوم نہیں کہ ہمیں کہاں رکھا جائیگا جنت والوں کو دیکھ کر وہ خوش ہوتے ہیں، اور جہنم والوں کو دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہے، کہ جنت میں رہیں ۔

بات یہ ہے کہ دُنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ ہیں جن تک اسلام کی دعوت پہنچی، اور انہوں نے قبول کر لی۔ ایک وہ ہیں جن تک اسلام پہنچا مگر وہ بدبختی کی وجہ سے محروم رہے ایک وہ ہیں جن تک یا تو پیغام پہنچا ہی نہیں، یا پہنچا مگر غلط صورت میں، لیکن بجائے خود وہ نیک تھے۔ ہر حالت میں وہ صدق کی لگن دل میں موجود رہی اور کوشش کرتے رہے، کہ خدا کے دین کو معلوم کریں۔ اسی انتشار میں موت آگئی۔ زندگی نے زیادہ وقت نہ دیا۔ اور انہیں حق شناسی کا موقع نہ ملا۔ ایسے لوگ ظاہر ہے جہنم میں نہیں جائیں گے۔ جنت کے بھی مستحق نہیں ہیں۔ لہٰذا مقام اعراف میں رکھے جائیں گے اسلام دین فطرت ہے، وہ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ ایسے نیک لوگ جو معذور ہیں۔ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ اور ایک گونہ راحت میں رہیں ۔

حلِ لغات

حِجَابٌ - پردہ، برزخ ۔
سِیْمَا۔ بمعنی نشان و علامت، جباہ بمعنے پیشانی ۔

رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا
مَا اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ
تَسْتَكْبِرُوْنَ ○
۴۹- اَهٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ
اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا
خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○
۵۰- وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ
الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ
الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ
قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ○
۵۱- الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ
لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ

چہروں سے پہچانتے ہوں گے۔ پکار کے
کہیں گے کہ تم کو جمع کرنا اور تکبر کرنا تمہارے
کام تو نہ آیا ○
۴۹- کیا یہ وہی شخص ہیں جن کے بارے میں تم قسم کھا
کر کہا تھا کہ اللہ ان پر رحم نہ کرے گا، جاؤ جنت میں
تم پر کچھ خوف نہیں، اور نہ تم غمگین ہو گے ○ ف۱
۵۰- اور دوزخی اہل جنت کو پکار کر کہیں گے
کہ ہمارے اوپر کچھ پانی ڈالو۔ یا جو رزق
اللہ نے تمہیں دیا۔ اس میں سے ہمیں بھی کچھ دو۔
وہ کہیں گے، دونوں چیزیں اللہ نے کافروں
پر حرام کی ہیں ○
۵۱- جنہوں نے اپنا دین کھیل تماشہ ٹھہرا
لیا تھا۔ اور انہیں حیات دنیا نے فریب دیا تھا۔

ف۱
ادخلوا الجنة سے
پہلے محذوف ہے
عبارت سے سمجھ میں آ جاتا ہے
کہا گیا ہے، کہ جنت
میں داخل ہو جاؤ۔
فالیوم ننسٰہم سے مراد
یہ نہیں کہ اللہ ان کو بھول
جائے گا۔ کیونکہ وہ نسیان و
سہو سے بلند ہے۔ مقصد
یہ ہے کہ ان سے بالکل اس
قسم کا سلوک روا رکھا جائے
کہ گویا ہم بھول گئے ہیں۔

حل لغت

حَرَّمَهُمَا۔ تحریم سے ماضی کا صیغہ
ہے یعنی اللہ نے روک رکھا ہے

فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ
يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
يَجْحَدُوْنَ ۝
۵۲ - وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى
عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝
۵۳ - هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ
يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ
رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ
شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ
فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ
قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے جیسے وہ اپنے اس
دن کی ملاقات کو بھولے تھے اور جیسے ہماری
آیات کا انکار کرتے تھے ○
۵۲ - اور ہم نے اہل مکہ کو کتاب پہنچائی ہے جس کو
ہم نے علم کے ساتھ مفصل بیان کیا ہے، وہ مومنین کے
لئے ہدایت اور رحمت ہے ○
۵۳ - کیا وہ (اہل مکہ) اسی انتظار میں ہیں کہ قرآن کا انجام
دیکھیں جس دن اس کا انجام کار آئے گا تو جو اسے
پہلے بھول رہے تھے یوں کہیں گے بیشک ہمارے
رب کے رسول ہمارے پاس سچی بات لے کر آئے تھے
اب کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ ہماری شفاعت کریں؟
یا ہم دنیا میں واپس کر دیئے جائیں کہ جو کچھ ہم کیا کرتے تھے
اس کے خلاف عمل کریں، بیشک انہوں نے اپنی جانوں کا نقصان کیا

ف

مقصد یہ ہے کہ قرآن حکیم نہایت
تفصیل سے دلائل بیان کرتا ہے۔ علم و
ہدایت کی باتیں تکمیل اور جامعیت کے
ساتھ دہراتا ہے۔ اس پر بھی یہ نہ
مانیں۔ تو کیا پھر انجام کار کا انتظار
ہے۔

جب وہ وقت آپہنچے گا۔ اس وقت
یہ پچھتائیں گے۔ اور کچھ نہ ہو سکے گا
یہ چاہیں گے۔ دوبارہ مہلت مل جائے
یا کوئی بخشش کی سفارش کر دیں،
اور یہ دونوں باتیں وہاں نہ مل سکیں
گی۔ کیونکہ حجت تمام ہو چکی
ہے۔

حلِّ لغات

تاویل۔ انجام، عاقبت، حقیقت،
معنی۔

مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○
۵۴ - إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي
اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ
مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ
وَالْأَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ○
۵۵ - ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ
إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○
۵۶ - وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ
إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ
إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ

اور جو جھوٹ باندھتے تھے اُن سے گم ہو گیا ○
۵۴ - تمہارا رب اللہ ہے، جس نے آسمان
اور زمین چھ دن میں بنائے (ف۱)۔ پھر عرش پر
قرار پکڑا۔ وہ رات کو دن سے
ڈھانک دیتا ہے دن جلد جلد رات کو ڈھونڈتا
ہے۔ اور سورج، اور چاند، اور ستارے
اُس کے مطیع فرمان ہیں۔ سُن لو، پیدا کرنا اور حکم
اُسی کا حق ہے اللہ جہان کا رب بڑی برکت والا ہے ○
۵۵ - اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چھپکے پکارو
حد سے بڑھنے والے اسے (ف۲) پسند نہیں آتے ○
۵۶ - اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد
نہ کرو۔ اور ڈر اور امید سے اُسے ہی پکارو
اللہ کی رحمت بھلے لوگوں کے قریب

تکوین

ف۱ ایام سے مراد عرصہ ہائے دراز ہے۔ کیونکہ عربی میں یوم کے معنی مدت مدید کے ہوتے ہیں۔ قرآن کا عرف بھی یہی ہے وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ۔

ایام عرب تعبیر ہے معرکے کے دنوں سے شاعر کہتا ہے۔ ع لنا ایام غر طوال ۔

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو چھ دن کے عرصۂ مدت میں پیدا کیا ہے ۔

استواء علی العرش۔ بطور صفت کے نہیں، بلکہ شان کے ہے۔ خدا کے لئے بہت شئون و احوال ہیں۔ جن میں ایک شان استواء بھی ہے ۔

آیت کا مقصد توحید ہے۔ یعنی تمہارا رب وہ ہے۔ جس نے آسمان کی بلندیاں اور زمین کی پہنائیوں کو پیدا کیا۔ چاند اور ستارے جس کے مسخر ہیں۔ جس نے سب دنیا کو بنایا ہے۔ اور جس کی حکومت قائم ہے۔ وہ جو تمام دنیاؤں کا یکساں مربی ہے۔ نہ وہ جن کو تم پوجتے ہو جو بے جان ہیں۔ بے روح ہیں۔ جن کا کائنات میں کوئی حصہ نہیں ۔

ف۲

خدا کو پکارنے کے آداب یہ ہیں، کہ دل میں خشیت و رعب ہو۔ اور ریاکاری سے الگ ہو کر خدا کو پکاریں۔ تاکہ اس کی تجلیات کو دل نورانی ہو جائے ۔

حل لغات

حَثِيثًا ۔ دوڑتا ہوا، جلدی سے ۔
تَضَرُّعًا ۔ عاجزی سے ۔

الْمُحْسِنِيْنَ ○
۵۷ - وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ
بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ
اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ
مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا
بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ
نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○
۵۸ - وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ
بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا
يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ○
۵۹ - لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ
فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ہے ○ ف۱
۵۷ - اور وہی ہے کہ اپنی رحمت کے آگے
خوشخبری دینے کو ہوائیں بھیجا کرتا ہے یہاں تک کہ
جب وہ پانی کے بھاری بادل اٹھا لاتی ہیں تو ہم اس
بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتی ہیں اور اس سے پانی
برساتے ہیں اور اس سے ہر قسم کا میوہ نکالتے ہیں اسی
طرح ہم مردوں کو نکالیں گے شاید تم نصیحت پکڑو ○ ف۲
۵۸ - اور جو شہر ستھرا ہوتا ہے اس کے پروردگار کے حکم
سے اس کی روئیدگی نکلتی ہے اور جو شہر برا ہوتا ہے
اس سے ناقص روئیدگی ہی نکلتی ہے یوں ہم شکر کرنے
والوں کیلئے پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں ○ ف۳ ع ۱۲
۵۹ - ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا،
سو اس نے کہا۔ اے قوم۔ اللہ کی عبادت کرو

خوف و رجا کا مقام

ف۱ بعض لوگوں پر خشیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے جلال و جبروت سے ہر آن لرزاں رہتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو عیش اور مسرت میں ہیں۔ وہ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہر لحظہ خدا کے حضور میں مسرور و شاداں رہتے ہیں۔ انہیں اللہ کی رحمت پر کامل بھروسہ ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جو رجاء و خوف کے بین بین ہے۔ یہ بہترین گروہ ہے۔ اس آیت میں ان کو المحسنین قرار دیا گیا ہے۔ اور انہیں اللہ کے قرب کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

خوف کے معنی یہ ہیں کہ اللہ سے یہاں تک ڈرو کہ اپنے تئیں ہر وقت مجرم سمجھو۔ اور کبھی اس کے غضب کے تند و تیز ہونے میں اس کے جلال کا تصور آ جائے تو کانپ جاؤ۔

رجاء کا مقصد یہ ہے کہ اس کی رحمت اور نوازش سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اپنے تئیں جنت کا وارث مستحق قرار دو۔ ہر وقت اس کی رحمت و مسرت میں بسر ہو۔ یعنی نہ خوف تمہیں مایوس کرے۔ اور نہ رجا تمہیں بے عمل بنائے۔ بلکہ اعمال میں توسط و اعتدال رہے۔

ف۲ معاد پر استدلال ہے۔ یعنی جس طرح ابر کے چند چھینٹے کھیت اور باغ میں زندگی کی روح پیدا کر دیتے ہیں، اسی طرح قیامت کے روز اللہ کی رحمت سے مردہ تنوں میں زندگی پیدا ہو جائے گی۔

ف۳ لطیف پیرایہ میں اشارہ ہے استعداد کے اختلاف کی جانب، کہ جس طرح پاک اور اچھی زمین میں اچھی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور بری زمین میں ردی۔ اسی طرح دلوں کی حالت ہے۔ اگر یہ مزرعہ ہستی کفر و نفاق کے بیج سے محفوظ اور خالی ہے، تو اعمال ایمان اور یقین کے گل و ریحان پیدا ہوں گے۔ ورنہ کفر و فسوق کے زقوم۔

حل لغات

نکدا۔ ہر شئے جو قلیل منفعت ہو۔

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○
٦٠ - قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ
فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
٦١ - قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ
لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
٦٢ - اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ
لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ○
٦٣ - اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ
لِيُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ○

اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں ہے۔ میں
تمہاری نسبت ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○ ف
٦٠ - اُس کی قوم کے اشرفوں نے کہا۔ ہم تجھے
صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں ○
٦١ - وہ بولا۔ اے قوم میں گمراہ نہیں۔ لیکن
جہان کے رب کا رسول ہوں ○
٦٢ - اپنے رب کے پیغام تمہیں پہنچاتا، اور
تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور خدا سے میں وہ باتیں جانتا
ہوں جو تم نہیں جانتے ○
٦٣ - کیا تمہیں تعجب ہوا، کہ تمہارے رب کا ایک
آدمی پر جو تم میں سے ہے تمہیں نصیحت آئی؟
تاکہ تمہیں ڈرائے۔ اور تم بچو۔ اور کہ شاید
تم پر رحم ہو ○

حضرتِ نوحؑ

ف نوح علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں اور ابوالبشر ثانی
آپ نے تقریباً ایک ہزار سال تک قوم میں تبلیغ
کی۔ اللہ کی توحید کی طرف دعوت دی۔ نہایت خلوص
اور محبت سے لوگوں کو راہِ راست کی جانب متوجہ کیا
مگر قوم یہی کہتی رہی۔ غلط ہے۔ آپ گمراہ ہیں اور
ہمیں بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں ٭
انہیں تعجب یہ تھا، کہ اللہ نے ہمیں چھوڑ کر اسے
کیوں نبوت کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس میں کیا
خصوصیات ہم سے زیادہ ہیں۔ بدبختوں کو یہ معلوم
نہیں تھا۔ یہ اللہ کی دین ہے۔ جسے چاہتا دیدے
اس کا معیار قلب کی پاکیزگی اور اعمال کی بلندی ہے
یہ موہبت بلا تشبیہ ہے۔ جلد انعام نہیں ہے جب
و محنت کا نتیجہ ہو ٭

اللہ نے فرمایا۔ یہ جتنے تکذیب کرنے والے
ہیں۔ ہلاک ہوں گے۔ ایک کشتی بنانے کا حکم
ہوا۔ تاکہ نوحؑ کے ماننے والے اس سفینہ میں بیٹھ
کر نجات حاصل کریں ٭
چنانچہ وقت آ گیا۔ زمین پھوٹ پڑی آسمان
نے دروازے کھول دیئے۔ آب اور باران کا
وہ طوفان آیا۔ کہ تمام منکرین غرق ہو گئے ٭
وہ لوگ جو آنکھیں بند کر لیں۔ اور حقائق نہ
دیکھیں۔ اُن کی یہی سزا ہے ٭

حلِ لُغَات

اَلْمَلَاُ ۔ سردار ٭

ع ۱۰

۶۴- فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ
مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ○

۶۴ - سو اُنھوں نے اُسے جھٹلایا۔ تب ہم نے نوح کو اور اُس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے اُنہیں ڈبو دیا کہ وُہ اندھے لوگ تھے ○

۶۵- وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ○

۶۵ - اور قوم عاد کی طرف اُس کے بھائی ہُود کو بھیجا اُس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم نہیں ڈرتے؟ ○ ف۱

۶۶- قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ ○

۶۶ - اُس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تُو بے وقوف ہے۔ اور ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ تُو جھوٹا ہے ○

۶۷- قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ

۶۷ - اُس نے کہا اے قوم میں بے وقوف نہیں

حضرتِ ہُود علیہ السلام

ف۱

نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہُود علیہ السلام نے قوم کی قیادت سنبھالی ان کی قوم نہایت قوی ہیکل اور مضبوط تھی حضرموت سے لے کر عمان تک یہ لوگ پھیلے ہوئے تھے۔

آپ نے بھی یہی کہا۔ اے قوم ایک اللہ کی چوکھٹ پر جھکو۔ اُس خدا کے سوا اور کون ہے۔ جو تمہاری مشکل کشائی کرے۔

قوم کے اکابر نے اُن کو بھی یہی جواب دیا۔ کہ بے وقوف ہو۔ اور جھوٹے ہو۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ مخالفت ہمیشہ

انکار کرنے کی۔ اس لیے کہ وہ خوب سمجھتے تھے۔ کہ اگر یہ کامیاب ہو گیا۔ تو ہمارا کبر و غرور خاک میں مل جائے گا۔

حلِ لغات

عَمِيْنَ - اندھے۔ یعنی دلوں میں بصیرت کا مادہ سلب ہو گیا۔

وَلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ۝
٦٨ - أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّي وَأَنَا
لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۝
٦٩ - أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ
لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوٓا إِذْ
جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ
قَوْمِ نُوحٍ وَّزَادَكُمْ فِي
الْخَلْقِ بَسْطَةً ۚ فَاذْكُرُوٓا
اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝
٧٠ - قَالُوٓا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ
وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَا ۚ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

لیکن جہان کے رب کا رسول ہوں ۝
٦٨ - اپنے رب کے پیغام تمہیں پہنچاتا ہوں۔ اور میں
تمہارے لئے معتبر خیر خواہ ہوں ۝
٦٩ - کیا تمہیں تعجب ہوا، کہ تمہارے رب سے
ایک آدمی کے ہاتھ جو تم ہی میں سے ہے تمہیں نصیحت
آئی۔ تاکہ تمہیں ڈرائے۔ اور وہ وقت یاد کرو کہ
قوم نوح کے بعد خدا نے تمہیں جانشین
بنایا۔ اور پیدائش میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ
دیا۔ سو تم اللہ کے احسان یاد کرو، شاید
تمہارا بھلا ہو ۝
٧٠ - کہنے لگے کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے
کہ ہم اکیلے خدا کی پرستش کریں اور جن کو ہمارے بڑے
پوجتے تھے، چھوڑ دیں؟ ف۱ سو جس عذاب کا تو ڈراتا ہے اگر

ف۱

حضرت ہود علیہ السلام کی
قوم کو یہ ناگوار تھا۔ کہ وہ ایک خدا
کی عبادت کریں۔ اور تمام دیوتاؤں
کو چھوڑ دیں۔ جن کی آباء و اجداد
کے عہد سے وہ پوجا کرتے چلے
آتے تھے۔ اس لئے انہوں نے
عذاب پسند کیا، اور توحید پسند
نہ کی۔ وہ معبودان باطل سے کسی
طرح بھی رشتۂ عقیدت منقطع
نہیں کرنا چاہتے تھے ۔

حلِّ لُغَات

نَاصِحٌ۔ نصیحت کرنے والا ۔
أَمِينٌ۔ امانتدار ۔
اٰبَآءٌ۔ جمع أب۔ باپ دادا ۔

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○
٧١ - قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ
اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ
مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ
مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○
٧٢ - فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ
بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا
كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○
٧٣ - وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م

سچا ہے، تو لے آ ○
٧١ - ہود نے کہا۔ اللہ کا عذاب اور غصہ
تم پر قائم ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے
چند ناموں میں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے
اور تمہارے بڑوں نے رکھ لئے ہیں،
خدا نے اُن کی نسبت کوئی دلیل نازل نہیں
کی سو تم عذاب کے منتظر رہو۔ میں بھی
تمہارے ساتھ منتظر ہوں ○ ف۱
٧٢ - پس ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور اُس کے
ساتھیوں کو بچا لیا۔ اور جو ہماری آیات
کو جھٹلاتے اور نہ مانتے تھے۔ اُن کی
جڑیں کاٹ ڈالیں ○
٧٣ - اور ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالح کو بھیجا ف۲

بُت صرف نام کے ہیں!

ف۱

اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ
سے غرض یہ ہے کہ بت اور تمام دیوتا
نام کے بُت اور دیوتا ہیں۔ ان کے
اختیارات کچھ بھی نہیں۔ یہ بھی تو اُن
سے نہیں ہو سکتا۔ کہ مکھی اُڑا لیں،
پھر تم کیوں ان کی پوجا کرتے ہو۔

حضرتِ صالح

ف۲

عاد اُولیٰ کے بعد عاد ثانیہ کا
زمانہ ہے یعنی ثمود کی قوم۔ ان کی
جانب حضرت صالح علیہ السّلام
مبعوث ہوئے۔
انھوں نے بھی حسب سابق اللہ کی
عظمت و جلال کا وعظ کیا۔ عمر بھر اللہ
کی جانب بلاتے رہے۔ مگر چند
لوگوں کے سوا سب نے انکار کیا۔

حَلِّ لُغَات

رِجْسٌ - پلیدی و عقوبت
گندا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ
بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ
نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا
تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا
تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
٧٤ - وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ
خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ
بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ
تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا
وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ
فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا

صالحؑ نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو،
اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس
تمہارے رب کی طرف سے دلیل آچکی ہے۔ یہ
اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے ایک نشانی، اسے
چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں چرتی رہے۔ اور
اسے برائی سے ہاتھ نہ لگانا۔ ورنہ دکھ کا عذاب
تمہیں پکڑے گا ۝ ف۱
٧٤ - اور وہ وقت یاد کرو کہ اس نے قوم عاد
کے بعد تمہیں جانشین بنایا۔ اور زمین
میں ٹھکانا دیا۔ کہ نرم زمین میں محل
بناتے۔ اور پہاڑوں میں گھر
تراشتے ہو۔ سو اللہ کے احسان کو
یاد کرو۔ اور زمین میں فساد

اونٹنی کی نشانی
ف۱

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا
تم اگر انکار کرو گے۔ تو پٹ جاؤ گے،
اللہ کی غیرت جوش میں آجائے گی
اور سنت اللہ کے موافق تمہیں ہلاک
کر دیا جائے گا۔ مگر وہ نہ مانے۔ انہیں
اپنے مضبوط قلعوں اور مکانوں پر ناز تھا
ان کے مکان پتھر کے تھے اور
بڑی بڑی عمارتیں تھیں، ان کا خیال
تھا، کہ کوئی عذاب ہمیں نہیں مٹا
سکے گا ●

حضرت صالح علیہ السلام نے ایک
اونٹنی کو بطور آیۃ اور نشانی کے مقرر
فرمایا، اور کہا، کہ دیکھو، اسے
آزادی سے چراگاہوں میں رہنے
دو۔ اور اس سے کوئی تعرض نہ کرنا
ورنہ یاد رکھو۔ اللہ کا عذاب تمہیں آ
گھیرے گا ●

حلِ لُغات

نَاقَةُ اللّٰهِ۔ تشریفاً اسے
اللہ کی اونٹنی کہا ہے ●
قُصُوْرًا ۔ جمع قصر یعنی محلات ؛

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝
۷۵- قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا
مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا
لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ
أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ
قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ
مُؤْمِنُونَ ۝
۷۶- قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا
بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝
۷۷- فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ
أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا
بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝
۷۸- فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا

پھیلاتے نہ پھرو ۝
۷۵- اُس کی قوم کے متکبر سرداروں نے
غریبوں سے جو ایمان لائے تھے
کہا۔ کیا تم جانتے ہو، کہ صالح
اپنے رب کا رسول ہے۔ وہ بولے،
کہ جو کچھ وہ اللہ سے لایا ہے۔ ہم
مانتے ہیں ۝
۷۶- اُن متکبروں نے کہا۔ جس پر تم ایمان
لائے ہو۔ ہم اُس کے مُنکر ہیں ۝
۷۷- پس اُنہوں نے اُونٹنی کی کونچیں، کاٹ ڈالیں اور اپنے
رب کے حکم سے پھر گئے اور کہا اے صالح اگر تو رسول
میں سے ہے تو ہم پر وہ عذاب لے آ جس کا تو وعدہ دیتا ہے ۝
۷۸- پھر اُن پر زلزلہ آیا۔ سو وہ صبح کو اپنے

فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○
٧٩ - فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ
لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ
نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ
النّٰصِحِيْنَ ○
٨٠ - وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ
الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ
اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○
٨١ - اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○
٨٢ - وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ
اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ

گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ○
٧٩ - پھر صالح نے ان سے مُنہ پھیر لیا اور کہا کہ
اے قوم میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچایا
اور نصیحت کی۔ لیکن تم بھلا چاہنے والوں کو
پسند نہیں کرتے ○
٨٠ - اور ہم نے لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا
کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے
جہان میں کسی نے نہ کی؟ ○
٨١ - تم عورتوں کے سوا مردوں پر شہوت
سے دوڑتے ہو۔ بلکہ تم حد سے
بڑھی ہوئی قوم ہو ○
٨٢ - اور اس کی قوم کا یہی جواب تھا،
کہ ان لوگوں کو اپنے شہر سے

قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ
يَتَطَهَّرُونَ ○

۸۳ - فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ
كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ○

۸۴ - وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ
فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ○

۸۵ - وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ
قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم
مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم
بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ
وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي
الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ

نکال دو۔ یہ لوگ ستھرائی چاہتے
ہیں ○ ف۱

۸۳ - پھر ہم نے لوطؑ کو اور اس کے گھر والوں کو بچالیا، مگر
اُس کی عورت رہ گئی، وہ باقی رہنے والوں میں تھی ○

۸۴ - اور ہم نے اُن پر پتھروں کا برساؤ برسایا؟
سو دیکھ گنہگاروں کا انجام کیا ہوا ○

۸۵ - اور مدین کی طرف ہم نے اُن کا بھائی شعیب
بھیجا۔ اُس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو
اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے رب
سے تمہاری طرف دلیل آ چکی ہے۔ سو تم
پیمانہ و ترازو پوری رکھو۔ اور لوگوں کو اُن
کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین کی درستی
کے بعد زمین میں فساد نہ کرو۔

ف۱

بدعملوں نے جب یہ دیکھا کہ
حضرت لوطؑ ان کو ان کے حیوانی
جذبات سے روکتے ہیں، تو ان
کے دشمن ہو گئے۔ کہنے لگے کہ انہیں
گاؤں سے نکال دو۔ یہ ہم سے
زیادہ پاکباز رہنا چاہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے ان کے اصرار
و تمرد کو دیکھ کر عذاب بھیجا۔ اور
چشم زدن میں بستیوں کی بستیاں
اُلٹ دیں۔

حلِ لغات

کَیْل - ناپ۔
المیزان - تول - وزن سے
مشتق ہے۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝

٨٦ - وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ
تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ
تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا
اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ
وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِيْنَ ۝

٨٧ - وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا
بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ
يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ
بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم
مومن ہو ○ ف۱

٨٦ - اور ہر رستے پر نہ بیٹھو کہ لوگوں کو
ڈراتے اور مومنوں کو اللہ کی راہ سے
روکتے۔ اور اُس میں عیب ڈھونڈتے
ہو۔ اور وُہ وقت یاد کرو کہ تم تھوڑے
تھے۔ پھر خُدا نے تمہیں بہت کیا،
اور دیکھو، کہ مفسدوں کا انجام
کیا ہُوا ○

٨٧ - اور اگر تم میں سے ایک گروہ نے میری رسالت
کو قبول کر لیا ہے۔ اور ایک گروہ ایمان نہیں
لائے۔ تو تم ٹھہر جاؤ۔ حتیٰ کہ اللہ ہمارے درمیان
فیصلہ کرے، اور وُہ سب سے اچھا حاکم ہے ○

حضرت شعیبؑ

ف۱ مدین والوں میں یہ نقص تھا، کہ وہ لین دین میں ایماندار نہیں تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے توحید کے بعد معاملات کی طرف توجہ کی۔ اور کہا یہ بددیانتی جائز نہیں۔ اس سے اخلاق بگڑتے ہیں۔ تم اگر مومن ہو تو ناپ اور تول میں کوئی فریب دغا نہ کرو کیونکہ ایمان کا تعلق صرف عبادت اور عبادت گاہ سے نہیں، بلکہ چھوٹے چھوٹے کاموں سے بھی ایمان کا اظہار ہونا چاہئے۔ اگر مسجد میں ذکر خدا ہے تو ہاٹ میں بیٹھ کر بھی اسے فراموش نہ کرو۔ اور حقیقت میں بھی سچا مذہب ہے۔ جو تمہاری ایک ایک بات سے عیاں ہو۔ طویل عبادتیں، مشکل ریاضتیں، معاملات کی صفائی نہ ہو تو کوئی قیمت نہیں رکھتیں۔ اللہ نے بدمعاملگی کو فساد سے تعبیر کیا ہے یعنی نظام اخلاق میں ابتری۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ تجارت کو صداقت اور سچائی پر مبنی ہونا چاہئے۔ یہ محض دھوکا ہے کہ تجارت میں جھوٹ کے بغیر چارہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم چونکہ ہر بات میں جھوٹ کے عادی ہو رہے ہیں۔ اس لئے تجارت میں بھی سچائی سے کام نہیں لیتے۔ ورنہ سچائی سے قطعاً گھاٹے کا اندیشہ نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بازار میں ساکھ پیدا کر لی جائے جب لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ کے ہاں قیمتیں مقرر ہیں۔ اور آپ دھوکا نہیں دیتے تو پھر دیکھئے۔ کس طرح اللہ آپ کی تجارت کو چمکاتا ہے۔ اور برکت دیتا ہے۔

۸۸- قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۚ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝

۸۹- قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝

۹۰- قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

۸۸ - اس کی قوم کے متکبر سردار بولے۔ یا تو تم ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ ورنہ ہم تجھے اے شعیبؑ اور تیرے ساتھیوں کو اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ شعیبؑ نے کہا کہ کیا اس صورت میں بھی لوٹ آئیں جبکہ ہم اس سے بیزار ہوں ○

۸۹ - اگر ہم بعد اس کے کہ خدا نے تمہارے مذہب سے ہمیں نجات دی ہم اس میں لوٹ آئیں تو گویا ہم نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ ہمیں لائق نہیں کہ ہم اس میں لوٹیں۔ مگر یہ کہ اللہ ہمارا رب ہی چاہے۔ علم کے لحاظ سے ہمارا رب ہر چیز پر حاوی ہے ہم نے اللہ پر توکل کیا ہے۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ اور تو بہتر منصف ہے ○

۹۰ - اور اس کی قوم کے کافروں نے کہا

آخری فیصلہ

ف حضرت شعیبؑ کی نصیحتوں کو ٹھکرا دیا گیا۔ اور صاف صاف کہہ دیا گیا۔ کہ اگر آپ ہماری خیانتوں اور بد دیانتیوں کی تائید نہیں کریں گے تو ہم اپنی بستی سے تمہیں نکال باہر کریں گے کیا ہماری آزادیوں سے روکنا بھلائی ہے۔ اور ایسا کرتا ہے جو ہماری عقلمند و شائستہ قوم ہے ۰

حضرت شعیبؑ نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ہم تمہارے مسلک کو قبول کر لیں۔ اور صداقت حق سے روگردانی کر لیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے معاذ اللہ۔ اللہ پر افترا کیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ ہم پھر اس گمراہی میں آ پھنسیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ نے کمال عنایت سے ہمیں نجات دی ہے ۰

غرض یہ ہے کہ انبیاء کا جو قدم حق کی تائید کے لئے اٹھتا ہے۔ وہ پھر واپس نہیں ہوتا۔ وہ عجیب سے استقلال کے ساتھ قوم کی سرکشی اور عداوت کا مقابلہ کرتے ہیں۔ وطن و قوم کی محبت ان کے پاؤں میں لغزش نہیں پیدا کر سکتی۔ وہ اللہ کی جانب سے ایک فوق العادت قوت لے کر دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں۔ کوئی دھمکی اور کوئی ترغیب ان کو جادۂ مستقیم سے نہیں ہٹا سکتی۔ یہ مخالفین کی بھول تھی۔ کہ وہ حضرت شعیبؑ کو اخراج کی دھمکی دے رہے تھے۔ آخر میں حضرت شعیبؑ نے جب دیکھا۔ کہ قوم کی جانب سے مستقبل قریب میں قبولِ حق کی قطعاً استعداد نہیں۔ تو اللہ سے فیصلہ چاہا۔ اور درخواست کی۔ کہ اے اللہ ہم میں اور مخالفین میں ایک سچا فیصلہ فرما تو بہترین حاکم ہے ۰

دعا کے بعد فیصلہ کی ساعت آ پہنچی۔ کیونکہ انبیاء اس وقت بد دعا کرتے ہیں۔ جبکہ قوم میں انتہائی شقاوت قلبی پیدا ہو جائے۔ اور جب کہ اس کا ہٹ جانا ناممکن ہو جائے۔ اللہ نے حضرت شعیبؑ کی سن لی۔ اور زمین کانپ اٹھی۔ زلزلہ آیا۔ اور چشم زدن میں شعیبؑ کی قوم برباد ہو گئی۔ جیسے اس بستی پر وہ کبھی موجود ہی نہ تھی ۰

مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا
اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝
۹۱ - فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ
دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝
۹۲ - الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ
يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا
كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝
۹۳ - فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ
اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ
لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ
كٰفِرِيْنَ ۝
۹۴ - وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ
اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ

(اے لوگو) اگر تم شعیب کے تابع ہو گئے
تو بے شک تم نقصان اٹھاؤ گے ۝
۹۱ - پھر انہیں زلزلے نے آ پکڑا۔ تو صبح کو اپنے
گھروں میں اوندھے منہ مرے پڑے تھے ۝
۹۲ - جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا (وہ ایسے ہو گئے کہ)
گویا وہاں کبھی نہ بستے تھے۔ جنہوں نے شعیب کو
جھٹلایا۔ وہی زیان کار ہوئے ۝
۹۳ - شعیب اُن سے اُلٹا پھرا، اور کہا اے قوم
میں نے اپنے رب کا پیغام تجھے پہنچایا۔ اور تمہاری
خیرخواہی کی۔ پھر میں کافروں پر کیا غم
کھاؤں ۝ ف۱
۹۴ - اور ہم نے جس بستی میں نبی بھیجا، یہی ہوا کہ
اُس کے باشندوں کو ہم نے سختی اور تنگی میں

ف۱

آیات کا مقصود یہ ہے کہ رسول تباہی کی درخواست
اُس وقت اللہ سے کرتا ہے جبکہ پیمانۂ صبر لبریز ہو جائے
اور جب پوری مایوسی ہو جب وہ تمام حجت کر چکے جب
کہہ چکے کہ اے قوم میں خدا کے تمام احکام تم تک پہنچا
چکا ہوں۔ ساری باتیں سمجھا چکا ہوں۔ اب بھی اگر تم نہ
مانو۔ مجھے تمہارے ہٹ جانے پر کچھ افسوس نہیں۔
انبیاء حد درجہ نہایت شفیق اور مہربان ہوتے ہیں۔
آخر وقت تک کوشش میں ہوتے، اور چاہتے ہیں کہ
کسی نہ کسی طرح قوم میں اصلاح ہو اور دعوت سے لگ
جائے۔ مگر جب قلب و جگر پر تیرگی چھا جائے غفلت
و جہالت آنکھوں کی بینائی ضائع کر دے، تو پھر بھلائی کی
کیونکر توقع کی جا سکتی ہے۔
اللہ تعالیٰ یہ بھی نہیں چاہتے، کہ اس کے پیارے
بندے ایک تمام زندگی سے محروم ہو جائیں۔ جو آزمائش
میں مبتلا ہوں۔ اس لئے وہ رسولوں کے علاوہ مصیبتیں
بھیجتا ہے۔ مشکلات میں مبتلا کرتا ہے۔ تاکہ دل
پسیجیں، متاثر ہوں، اور طبیعتوں میں گداز پیدا ہو
اور جب یہ ذرائع ناکام رہیں۔ اور امید کی کوئی کرن
باقی نہ رہے۔ تو پھر ہلاکت کے سوا اور کیا چارہ
ہے۔

حلِ لغات

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا۔ غنیٰ کے معنی مدت
تک کہیں رہنے کے ہیں۔ مغنیٰ کے معنی منزل
اور مقام اور انسانی جائے سکونت کے ہیں۔

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ○
۹۵- ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ
حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا
الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○
۹۶- وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا
وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ
مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ
كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ○
۹۷- اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ
يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ
نَآئِمُوْنَ ○

ڈالا۔ شاید کہ وہ عاجزی کریں ○

۹۵ - پھر ہم نے بُرائی کی جگہ بھلائی بدل دی یہاں تک کہ وہ لوگ زیادہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے بڑوں کو اسی طرح دکھ سکھ پہنچتا رہا ہے۔ تب ہم نے اُنھیں اچانک پکڑا، اور وہ بے خبر تھے ○

۹۶ - اور اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور ڈرتے، تو ہم ضرور آسمان اور زمین سے اُن پر برکتیں کھول دیتے۔ لیکن اُنھوں نے جھٹلایا۔ تب ہم نے اُن کے کاموں کے سبب اُنھیں آپکڑا ○ ف۲

۹۷ - اب کیا (اہل مکہ وغیرہ) بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو گئے کہ جب رات کو سوتے ہوں ہمارا عذاب اُن پر آجائے! ○

ڈھیل

ف۱ خدا کا عذاب کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ وہ خوب ڈھیل دیتا ہے۔ مصیبتیں اور تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور عیش و عشرت کے دور چلتے ہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ اب خطرے سے باہر ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے ہماری رسّی بڑھا دی ہے۔ ہماری گستاخیاں پسند ہیں۔ تو اُس وقت اچانک انتقام کا ہاتھ نمودار ہوتا ہے۔ اور وہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

برکات کا نزول

ف۲ یعنی اگر یہ لوگ اسلام کی دعوت کو قبول کر لیں اور سچے معنوں میں مسلمان ہو جائیں، تو پھر دیکھیں اللہ کی رحمتیں کیونکر ان پر نازل ہوتی ہیں۔ وہ دیکھیں کہ کس طرح آسمان سے رحمتوں کی بارش ہوتی ہے اور انھیں محسوس ہو کہ ان کے لئے زمین برکات کے خزانے اگل رہی ہے۔

گویا ایمان و اتقاء کے بعد اللہ کی تائید و نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔ اور مرد مومن کسی طرح بھی دنیادار انسان سے حصول لذت و جاہ میں پیچھے نہیں رہتا۔

حلِ لُغات

یَضَّرَّعُوْنَ۔ مادہ ضراعۃ معنی عاجزی اور انکسار۔

السَّیِّئَۃُ۔ تکلیف۔ الحسنۃ۔ مسرت و خوشی۔ دونوں لفظ برائی اور نیکی کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں مقصود دکھ اور سکھ ہے۔

٩٨ - أَوَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن
يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ○
٩٩ - أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ
مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ○ ع ١٢
١٠٠ - أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ
مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ
أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ
عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا
يَسْمَعُونَ ○
١٠١ - تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ
مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ
رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۚ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا
بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ

٩٨ - یا بستیوں والے اس کا امن میں ہیں کہ ہمارا عذاب
پہروں چڑھے ان پر آئے جب وہ کھیلتے ہوں؟ ○
٩٩ - کیا وہ خدا کے داؤ سے نڈر ہو گئے؟ سو خدا
کے داؤ سے زیاں کار ہی نڈر ہوتے ہیں ○
١٠٠ - کیا ان لوگوں کو جو لوگوں کے بعد زمین کے
وارث بنتے ہیں یہ کیوں نہیں سوجھ آئی کہ اگر ہم
چاہیں تو ان کے گناہوں کے سبب انھیں پکڑ لیں
اور ان کے دلوں پر مہر کر دیں۔ سو وہ
سُن نہ سکیں؟ ○ ف۱
١٠١ - یہ بستیاں ہیں جن کی خبریں ہم نے تجھے
سنائیں۔ اور ان کے رسول ان کے پاس معجزے
لے کر آئے تھے۔ سو جس بات کو وہ پہلے جھٹلا
کر چکے۔ اس پر ایمان نہ لائے۔ یوں اللہ

ف۱

مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جو مجرم ہیں جنہوں نے سرکشی اور غرور سے دنیائے زمین میں طوفان بپا کر رکھا ہے۔ اور جو دن رات معصیت اور گناہ میں صرف کرتے ہیں۔ جن کے دل بے کیف اور آنکھیں بے نور ہو چکی ہیں۔ جن کے متعلق علم الٰہی کا فیصلہ ہے کہ حرف غلط کی طرح مٹ جائیں، وہ مامون کیوں ہیں۔ انھیں جو وقت دیا ہے اس کی قدر کیوں نہیں کرتے۔ وہ کیا نہیں سوچتے، کہ عذاب کی گھڑیاں قریب آ رہی ہیں۔ کیا عذاب الٰہی کے لئے کوئی وقت ہے جو اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عذاب کے لئے کوئی خاص وقت نہیں۔ وہ اس وقت آ سکتا ہے جب کہ سو جائیں۔ اور دنیا و مافیہا سے غافل ہوں، وہ اس وقت آ سکتا ہے۔ جب کہ لہو و لعب میں مشغول ہوں۔ اور بالکل بے خطر ہوں۔ انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کی تدبیریں محکم ہیں۔ جن سے بچ نکلنا محال ہے ۰

حلِ لغات

مَكْرَ اللّٰهِ۔ یعنے اللہ کی تدبیر محکم
حَبْلٌ مَّتِينٌ اور کہتے ہیں مضبوط رسّی کو ۰

يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ○
١٠٢ - وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ
وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ○
١٠٣ - ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى
بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ○
١٠٤ - وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
١٠٥ - حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ
اِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ○

کافروں کے دلوں پر مُہر لگا دیتا ہے ○
١٠٢ - اور اُن کے اکثروں میں ہم نے وعدہ وفائی
نہ پائی۔ ہاں البتہ یہ پایا کہ اکثر اُن میں بدکار تھے ○
١٠٣ - پھر اُن کے بعد فرعون اور اس کے سرداروں کی
طرف ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا
سو انہوں نے اُن نشانیوں کے ساتھ ظلم کیا۔ سو
دیکھ مفسدوں کا انجام کیا ہُوا ○
١٠٤ - اور موسیٰ نے کہا اے فرعون! میں جہان کے
ربّ کی طرف سے رسول ہوں ○
١٠٥ - لائق ہے کہ اللہ کی نسبت سچ ہی بولوں۔
میں تمہارے ربّ سے نشان لے کر تمہارے
پاس آیا ہوں۔ پس تُو بنی اسرائیل کو میرے
ساتھ بھیج دے ○

نبذ عہد

ف ان تمام قصص کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ التحیۃ والسلام کو بتایا جائے کہ قومیں کس طرح بار بار اللہ کے بندھے ہوئے میثاق کو توڑتی چلی آئی ہیں اور کیوں کر ہم نے اُن کو سخت ترین سزائیں دی ہیں۔ تاکہ ایک طرف آپ کو قریش کی مخالفت سے مایوسی نہ ہو اور دوسری جانب سننے والوں کے دل میں ڈر پیدا ہو۔ انسان کو معلوم ہو کہ اگر ہم نے رسول اللہ کا کہنا نہ مانا۔ اور انکار کیا۔ تو ہمارا حشر بھی یہی ہوگا۔

ان قصوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس وقت حق کا اظہار ہوتا ہے کثرت کی جانب سے پُرزور مخالفت ہوتی ہے۔ حمایت دار حق کو قبول کرنے والے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں۔

۱۰۶ - قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

۱۰۶ - اُس نے کہا۔ اگر کوئی معجزہ لایا ہے تو دکھلا۔ اگر تُو سچا ہے ○

۱۰۷ - فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○

۱۰۷ - پھر اُس نے اپنا عصا ڈال دیا۔ تو وہ اسی وقت صریح اژدھا بن گیا ○

۱۰۸ - وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○

۱۰۸ - اور اپنا ہاتھ نکالا۔ تو وہ اسی وقت ناظرین کی نظر میں سفید ف تھا ○

۱۰۹ - قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○

۱۰۹ - قوم فرعون کے سرداروں نے کہا۔ یہ کوئی دانا جادوگر ہے ○

۱۱۰ - يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○

۱۱۰ - اس کا ارادہ ہے کہ تمہیں تمہاری زمین سے نکالے سو اب تمہاری کیا صلاح ہے؟ ○

۱۱۱ - قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○

۱۱۱ - کہنے لگے کہ اُسے اور اس کے بھائی کو مہلت دیجئے اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے جائیں ○

۱۱۲ - يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ○

۱۱۲ - کہ تیرے پاس سب دانا جادوگر لے آئیں ○

حضرت مُوسٰیؑ اور فرعون

ف حضرت موسٰی اور بنی اسرائیل کے قصّہ کو اللہ تعالٰے نے تفصیل کے ساتھ متعدد مواقع پر ذکر فرمایا ہے کیونکہ اس میں صدہا نکات و معارف پنہاں ہیں ۔

اس میں فرعون اور بنی اسرائیل کی تاریخ ہے۔ آزادی اور حریت کے درس ہیں۔ ایمان و یقین کے عروج پر وہ نظارے ہیں معجزات ہیں۔ خوارق ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذہنیت ہے گویا وہ سب کچھ ہے جس کی نسل انسانی کو ضرورت ہے ۔

مقصد یہ ہے کہ جب مصر میں فرعون نے ظلم و استبداد کا ارتکاب کیا۔ اور اسرائیلیوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھائے تو اللہ تعالٰے نے موسٰی علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ ان کی رہنمائی کرے اور انہیں اس عذاب الیم سے نجات دلائے ۔

موسٰی علیہ السّلام نے فرعون سے کہا۔ میں اللہ کا رسول ہوں میرا مطالبہ ہے کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو ۔

اس نے نبوت و رسالت پر گواہی طلب کی۔ آپ نے عصا کو زمین پر پھینکا۔ جو اژدھا بن گیا۔ اور ہاتھ باہر نکالا تو براق۔ اب وہ حیران ہوا۔ کہنے لگا۔ ہو نہ ہو یہ جادوگر ہے۔ اور بالآخر تمام جادوگروں کو اکٹھا کیا۔ اور کہا یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ وہ شاید اس کا مقابلہ کرو۔ ورنہ حکومت چھین لے گا۔ اور تم کہیں کے نہ رہو گے ۔

ان دو معجزات میں نہایت لطیف اشارہ اس جانب تھا کہ جس طرح لکڑی ایسی بے ضرر چیز سانپ بن گئی ہے۔ اسی طرح موسٰی اللہ کے فضل سے تیرے لئے خطرناک ثابت ہوں گے اور جس طرح میرا ہاتھ چمک اٹھا ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی خوابیدہ قسمت چمک اُٹھے گی ۔

وہ لوگ جو معجزات کی خواہ مخواہ تاویل کرتے ہیں۔ انہیں ان دو معجزات پر غور کرنا چاہئے ۔

بات یہ ہے کہ اللہ کے بہت سے قانون ایسے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ اور جب کبھی اس قسم کا فوق العادت واقعہ ہو

۱۱۳- وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ○

۱۱۴- قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

۱۱۵- قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ○

۱۱۶- قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ○

۱۱۷- وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ○ۚ

۱۱۸- فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ۚ

۱۱۳- اور فرعون پاس جادوگر آئے اور کہا اگر ہم غالب آئیں تو ہمارے لئے کچھ انعام ہے؟ ○

۱۱۴- کہا۔ ہاں۔ اور تم مقرب بھی ہوگے ○

۱۱۵- وہ بولے اے موسیٰ یا تو پہلے اپنا عصا ڈال یا ہم ڈالتے ہیں ○

۱۱۶- موسیٰ نے کہا تم ڈالو۔ جب انھوں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔ اور انہیں ڈرا دیا۔ اور بڑا ہی جادو لا دکھلایا ف۱ ○

۱۱۷- اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی۔ کہ تو اپنا عصا ڈال۔ پس فوراً وہ عصا اُس کا ان کی بناوٹ کو نگلنے لگا ○

۱۱۸- تب حق ثابت ہو گیا۔ اور جو وہ کرتے تھے باطل ہوا ○ ف۲

ف۱

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ سے معلوم ہوا کہ جادو کا تعلق محض فریب نظر سے ہے، وہ ایک قسم کی شعبدہ بازی ہے۔ ورنہ حقیقت میں اشیاء میں تبدیلی ناممکن ہے۔

اگر جادوگر واقعی حقائق کو بدل سکیں۔ تو پھر کیوں محتاج رہیں۔ انہیں کو دیکھئے فرعون سے انعام مانگ رہے ہیں۔ حالانکہ اگر واقعی یہ لوگ تحویل طبائع پر قادر ہوں۔ تو ان کو احتیاج کس بات کی ہے جو چاہا کر دیا۔

ف۲

موسیٰ کے معجزے کو اللہ نے حق سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی وہ ایک حقیقت ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ عوام میں یہ امتیاز ہونا دشوار ہے۔ ان کے نزدیک تو دونوں خرق عادت میں داخل ہیں۔ ہاں ایک کھلا تباین معجزے اور کرشمے میں یہ ہے کہ معجزہ غالب رہتا ہے اور اخلاق و رفعت کے لحاظ سے نبی کا درجہ ساحر سے بہت اونچا ہوتا ہے۔ ساحر سحر کو ذریعۂ معاش قرار دیتا ہے۔ اور انبیاء سراپا وسیلۂ ہدایت ہوتا ہے۔

حلِّ لغات

سحر۔ وہ چیز جس کا معلوم کرنا باریک اور لطیف ہو۔ سحر کے معنی علاوہ جادو اور افسوں کے فریفتہ کرنے اور بیمار بنانے کے بھی ہیں۔

۱۱۹ - فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۚ
۱۲۰ - وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۚ
۱۲۱ - قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ
۱۲۲ - رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ○
۱۲۳ - قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ
اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ
فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○
۱۲۴ - لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ
خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○
۱۲۵ - قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ
۱۲۶ - وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ
رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ

۱۱۹ - تب وہ اس جگہ مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر لوٹ گئے
۱۲۰ - اور جادوگر سجدہ میں گر پڑے ○ ف۱
۱۲۱ - بولے کہ ہم جہان کے رب پر ایمان لائے ○
۱۲۲ - جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے ○
۱۲۳ - فرعون نے کہا ابھی میں نے تم کو حکم بھی نہیں
دیا۔ اور تم اس پر ایمان لائے ضرور یہ فریب ہے جو
تم نے شہر میں بنا رکھا ہے کہ اس کے باشندوں کو اس سے
نکالو۔ سو اب تمہیں معلوم ہو جائے گا ○
۱۲۴ - میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے
کاٹوں گا۔ پھر تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا ○
۱۲۵ - بولے ہمیں رب کی طرف جانا ہے ○ ف۲
۱۲۶ - اور تو ہم سے اس لئے دشمنی کرتا ہے کہ ہم اپنے رب
کے حکموں پر جب ہمیں پہنچے، ایمان لے آئے

ف۱

جادوگر چونکہ فن سحر سے واقف تھے اس لئے جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی معجزہ نمائی دیکھی تو فرط شوق سے سجدے میں گر گئے۔ ان کو معلوم ہو گیا۔ یہ جادوگری سحر نہیں بلکہ حقیقتاً ایک بالا دست قدرت ہے۔

قوت ایمانی

ف۲ فرعون نے یہ دیکھ کر کہ جادوگر ایمان لے آئے ہیں سخت دھمکی دی۔ اس نے کہا۔ دیکھو معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا پہلے سے گٹھ جوڑ تھا۔ میں تمہیں سولی پر چڑھاؤں گا۔ تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے ترچھے کاٹ دوں گا۔ مگر یہاں اس دھمکی کا کیا اثر ہوتا۔ جب کہ قوت ایمانی دلوں میں سرایت کر چکی تھی۔ جب کہ رگ رگ میں ایمان کی حرارت پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے نہایت جبر و استقلال سے جواب دیا۔ بھلا تو حضرت اللہ کی جانب رجوع کرتا ہے۔ اس سے ملتا ہے۔ تو پھر خوف کس بات کا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ابھی چند لمحوں پہلے وہ جادوگر تھے۔ موسیٰ کو شکست دینے کے لئے مقابل آ رہے تھے۔ یا یہ انقلاب ہے کہ ایمان نے دلوں کو روشن کر دیا ہے۔ اور جیسے بجلی قوت اختیار کر گئی ہیں۔ فرعون کے جبر و استبداد سے وہ بالکل بے خوف ہیں۔

بات یہ ہے کہ ایمان چیز ہی ایسی ہے جو دلوں میں گھستا۔ اجالا ہو گیا۔ اور طبیعت یکسر بدل گئی۔

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝
۱۲۷- وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ
اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا
فِی الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ
قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْیٖ
نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝
۱۲۸- قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ
وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫
يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝
۱۲۹- قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا
وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى
رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ

ہمیں صبر دے۔ اور ہمیں مسلمان مار ۝
۱۲۷- اور قوم فرعون کے سردار بولے۔ کیا تو
موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑتا ہے۔ کہ زمین
میں فساد کریں۔ اور تجھے اور تیرے معبودوں کو ترک کئے
رہیں؟ اس نے کہا اب ہم ان کے لڑکوں کو قتل کریں گے، اور
لڑکیوں کو جیتا رکھیں گے۔ اور ہم ان پر غالب ہیں ۝
۱۲۸- موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے
مدد مانگو۔ اور ثابت قدم رہو۔ زمین اللہ کی ہے
وہ اپنے بندوں میں جسے چاہے وارث کرے۔ اور
آخر پرہیزگاروں کا ہی بھلا ہوگا ۝
۱۲۹- بولے تیرے آنے سے پہلے بھی ہمیں دکھ دیا
اور تیرے آنے کے بعد بھی۔ موسیٰ نے کہا قریب ہے
کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے، اور

ف۱

یہ قاعدہ ہے جب کبھی قوم میں بیداری پیدا ہو۔ تو حکمران طبقہ اسے ہر نوع دبا دینا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں بڑے سے بڑا ظلم بھی روا رکھا جاتا ہے۔ فرعون نے جب یہ دیکھا کہ بنی اسرائیل میں کچھ خود دار اور متاع ایمان کو عزیز رکھنے والے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ تو کہا میں انکو سزائیں دوں گا۔ اور قہر و تسلط کا پورا پورا مظاہرہ ہوگا۔

ف۲

موسیٰ علیہ السلام نے اس موقع پر قوم کو تسلی دی۔ اور کہا۔ اگر تم ان مصائب کو برداشت کر گئے۔ تو پھر بادشاہت قریب ہے ظلم و استبداد کا اظہار حکمران طبقے کی جانب سے آخری سٹیج ہے۔ حریت اور دینداری کی۔ اس کے بعد طبائع سے خوف دور ہو جاتا ہے۔ بے باکی آ جاتی ہے۔ اور اس نوع کے مظالم طبقہ قاہرہ کو نظروں سے گرا دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وراثت ارض در اصل نیک اور پاکباز بندوں کے لئے ہے۔ گو تھوڑی مدت کے لئے یہ ظالم اور ناہنجار لوگ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں ۔

يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ
كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○
۱۳۰- وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ
بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○
۱۳۱- فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا
هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ
اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
۱۳۲- وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ
لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِيْنَ ○

تمہیں زمین میں جانشین کر دے، پھر دیکھے
کہ تم کیسے کام کرتے ہو ○ ف۱
۱۳۰- اور ہم نے فرعون کے لوگوں کو قحط سالی میں
اور میووں کے نقصان میں گرفتار کیا،
کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں ○
۱۳۱- پھر جب اُن کے پاس کوئی خوشحالی آتی تھی تو
کہتے تھے کہ یہ ہمارے لئے ہے، اور اگر کوئی بدحالی
پیش آتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی شومی بتلاتے
تھے۔ سن لے۔ اُن کی شومی اللہ کے پاس ہے،
مگر اکثر شخص نہیں جانتے ○
۱۳۲- اور اُنہوں نے کہا اے موسیٰ، جو کوئی نشانی بھی
تو ہمیں دکھلائے گا کہ اس سے ہم پر جادو کرے، ہم تجھ پر
ایمان نہ لائیں گے ○

غلامی کی جھجک

ف۱

غلامی ایسی بدترین لعنت ہے، کہ اس کے بعد قوم میں بزدلی آ جاتی ہے۔ اور قوم میں دوست و دشمن کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ ہر بات میں انہیں اندیشہ ہوتا ہے۔ کہیں حکمران طبقہ ہماری مصیبتوں میں اور اضافہ نہ کر دے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے صاف صاف کہہ دیا۔ جناب پہلے بھی ہم تکلیفوں میں مبتلا تھے۔ اور اب بھی ہماری مشکلات میں اضافہ ہی ہے۔ براہ کرم ہمیں کانٹوں میں نہ گھسیٹئے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ عنقریب تمہارے دشمن ہلاک ہوں گے اور تمہاری غلامی آزادی سے بدل جائے گی۔

حلِّ لغات

سِنِیْن - یعنی عسرت کے سال۔
یَطَّیَّر - بدشگونی۔ عرب طائر سے شگون لیتے تھے۔ اس لئے تطیر کے معنی تشاؤم کے ہیں۔

۱۳۳- فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ
وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ
اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا
قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○
۱۳۴- وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا
يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ
عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا
الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ
مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○
۱۳۵- فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى
اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○
۱۳۶- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ
فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

۱۳۳- پھر ہم نے اُن پر طوفان بھیجا۔ اور ٹڈی
اور چچڑیاں، اور مینڈک، اور لہو۔ چند
جُدے جُدے معجزے۔ پھر انہوں نے تکبر کیا
اور وہ مجرم لوگ تھے ○ ف ۱
۱۳۴- اور جب اُن پر عذاب آپڑا۔ بولے اے
موسےٰ اپنے رب کو ہمارے لئے پکار جیسا کہ
اُس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے اگر تُو ہم سے
عذاب دُور کر دے تو ہم تجھ پر ایمان لائیں گے اور بنی
اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے ○
۱۳۵- پھر جب ہم نے ایک مدت تک جس تک انہیں پہنچنا
تھا، اُن کو عذاب اُٹھا لیا، تو وہ فوراً وعدہ خلافی کرنے لگے ○ ف ۲
۱۳۶- تب ہم نے اُن سے بدلہ لیا۔ کہ انہیں دریا میں
ڈبو دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں

انکار کی سزائیں

ف ۱ موسیٰ علیہ السلام کی متواتر اور مسلسل تبلیغ و
اشاعت کے بعد جب قبطیوں اور فرعونیوں نے نہ
مانا۔ اور کوئی اثر قبول نہ کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے
وادی نیل کو ناقابل سکونت بنا دیا ۔
قبطیوں کو دریائے نیل کی وجہ سے شادابی
اور ثروت حاصل تھی۔ یہی خدا ان کے لئے وبال
جان ہو گیا۔ کثرت سے مینہ برسا۔ دریا تمام مصر
میں پھیل گیا۔ کھیتوں اور باغوں کو ٹڈی چاٹ گئی۔
مکانوں میں مینڈک اور دوسرے حشرات گھس
آئے۔ گرمی کی شدت سے ناک سے خون جاری لگا
اور عجیب مصیبت میں پھنس گئے ۔
بات یہ ہے کہ اللہ کے پاس بے حد خزانے ہیں
خوارق و کرامات کے وہ جب چاہے۔ بیاکو بدل سکتا
ہے۔ کل فرعون یہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ موسیٰ ایسا بے
سرو سامان انسان ہمیں کیا نقصان پہنچا سکے گا نہیں
معلوم نہیں تھا کہ اللہ ان لوگوں کی تائید کے لئے
اپنی مخفی قوتوں کو روئے کار لے آئے گا۔ اور فرعون
کی حکومت کو ناقابل علاج مصائب میں ڈال دے گا ۔

ف ۲

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ یہ ساری تکلیفیں ہماری
معصیت کی وجہ سے ہیں۔ تو ایمان لانے کا وعدہ کر
لیا۔ اللہ نے عذاب اُٹھا لیا۔ مگر یہ پھر بگڑ گئے ۔
اس آیت میں بتایا ہے کہ مصیبت کے وقت
جو رجوع ہوتا ہے وہ مخلصانہ نہیں ہوتا ۔

حلِ لغات

طُوْفَانٌ۔ طوف سے ہے یعنی آندھی یا تیز بارش
جس کے ساتھ زور کی ہوا بھی ہو ۔

وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝
١٣٧- وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا
يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ
وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ
وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى
عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ
وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ
فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا
يَعْرِشُوْنَ ۝
١٣٨- وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ
فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى
اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى
اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ

اور اُن سے غافل ہو رہے تھے ○ ف۱
١٣٧- اور اُس قوم کو جو کمزور گنی جاتی تھی اُس
سرزمین کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث کیا
جس میں ہم نے برکت دی ہے اور ملک کنعان
اور بنی اسرائیل کے حق میں بسبب اس کے کہ
اُنہوں نے صبر کیا تیرے رب کا بھلائی کا وعدہ
پورا ہوا۔ اور جو کچھ فرعون اور اُس کے لوگوں نے
بنایا تھا۔ اور جو کچھ ٹٹیوں پر چڑھایا تھا اُنہوں نے
سب کچھ برباد کر دیا ○ ف۲
١٣٨- اور بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر پار اُتار دیا
پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے، جو اپنے بتوں
کے پوجنے میں لگے ہوئے تھے۔ (بنی اسرائیل) بولے اے موسیٰ
ہمارے لئے بھی ایک ایسا بت مقرر کر دے جیسے ان کے بت ہیں

ف۱

فانتقمنا سے مراد ایسا بدلہ ہے جس کے وہ مستحق تھے۔ کیونکہ انتقام کے معنی عربی میں سزا دینے کے ہیں۔ اثر کینہ اور بغض سے پاک ہے۔

ناتوانوں کی توانائی

ف۲

یعنی بالآخر جو کمزور و زبوں تھے ضعیف و ناتوان تھے۔ وہ صبر و استقلال کی وجہ سے قوی اور قوت والے ہو گئے۔ جن کے لئے ارض مصر میں رہنا مشکل تھا، وہ شام کے مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ جو غلام تھے انہیں آزادی اور بادشاہت بخشی گئی۔ وہ جو بادشاہ تھے۔ انہیں دریائے قلزم میں غرق کر دیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ بنی اسرائیل نے صبر و استقلال سے کام لیا۔ اور اس لئے کہ فرعون نے سرکشی استبداد کی۔

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝

۱۳۹- اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَ

بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

۱۴۰- قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا

وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

۱۴۱- وَ اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ

اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

عَظِيْمٌ ۝

۱۴۲- وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ

اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ

رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَ قَالَ

کہا تم جاہل لوگ ہو ۝ ف۱

۱۳۹- یہ لوگ جس دین میں ہیں وہ تباہ ہونے والا ہے

اور ان کے اعمال باطل ہیں ۝

۱۴۰- کہا کیا میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود ڈھونڈوں حالانکہ اسی نے تمہیں کل جہان پر فضیلت دی ہے ف۲

۱۴۱- اور جب ہم نے تمہیں فرعون کے لوگوں سے بچایا

کہ تمہیں سخت دکھ دیتے تھے تمہارے لڑکوں کو

قتل کرتے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے

اور اس میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے

بڑی آزمائش تھی ۝

ع ۱۶

۱۴۲- اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا

اور ان تیس میں دس رات اور ملا کر ان کو پورا کیا

پھر اس کے رب کا وعدہ چالیس رات کا پورا ہوا۔ اور موسیٰ

ف۱

بنی اسرائیل چونکہ عہد بت پرست تھے۔ نیا نیا اسلام قبول کیا تھا۔ اس لئے جب انھوں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ بتوں کو پوج رہی ہے، تو ان کے دل میں بھی یہی خواہش پیدا ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ تو جہالت ہے۔ میں اس کی تائید کیونکر کر سکتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، موسیٰ نے ابتدا اپنی توجہ کو زیادہ تر آزادی و استخلاص پر مرکوز رکھا۔ توحید کا درس نہ دیا۔ مگر زیادہ زور آزادی کے مسئلہ پر ہی تھا۔

ف۲

ان آیات میں موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی حسِ خودداری کو بیدار کیا ہے۔ اور کہا ہے تم وہ ہو جنھیں اللہ نے خاص مقصد کے لئے تمام دنیا سے چُن لیا ہے۔ اس لئے تم کو کیا بُت پرستی کی ذلّت کو کیوں برداشت کرو۔ اس کے بعد انھیں مصائب کی طرف متوجہ کیا۔ اور بتلایا کہ اللہ تعالےٰ نے کس شفقت اور مہربانی سے تمہیں فرعون کے دستِ ظلم سے نجات بخشی ہے۔ کیا یہ احسان اس بات کا متقاضی نہیں کہ اس کے اظہارِ تشکر میں توحید کو قبول کرلیں اور سب دیوتاؤں سے منہ موڑ لیں۔

حلِّ لغات

مُتَبَّرٌ۔ ھالك۔ فنا ہونے والا تبار سے مشتق ہے۔

نِسَآءٌ۔ کا اطلاق عورت پر ہوتا ہے۔ یہاں بمعنی بنات کے معنوں میں مستعمل ہے۔

مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِىْ فِىْ
قَوْمِىْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ
الْمُفْسِدِيْنَ ۝
۱۴۳- وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ
كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِىْٓ اَنْظُرْ
اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِىْ وَ لٰكِنِ
انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ
مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِىْ ۚ فَلَمَّا
تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا
وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ
قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا
اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
۱۴۴- قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ

اپنے بھائی ہارون کو کہہ گیا تھا کہ تو میری قوم میں
میرا خلیفہ رہیو۔ اور درستی رکھیو۔ اور مفسدوں کی
راہ پر نہ چلیو ○ ف۱
۱۴۳- اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر پہنچا اور
اُس کے رب نے اُس سے کلام کیا۔ موسیٰ نے کہا
اے رب تو اپنے تئیں مجھے دکھلا کہ میں تیری طرف
نگاہ کروں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکیگا لیکن پہاڑ
کی طرف دیکھ۔ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا۔ تو تو بھی مجھے
دیکھ سکے گا۔ پھر جب اُس کا رب پہاڑ پر ظاہر ہوا تو
پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑا پھر جب
ہوش میں آیا تو کہا۔ تو پاک ہے میں تیری طرف توبہ
کرتا ہوں۔ اور میں پہلا مومن ہوں ○ ف۲
۱۴۴- فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں میں سے

چلہ

ف۱ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالے نے کسب انوار کے لئے طور پر بلایا۔ اور کہا چالیس راتیں یہاں زہد و تقشف میں بسر کرو۔ میری نگرانی میں رہو۔ پھر تمہیں توریت دی جائیگی اور شریعت کے اسرار و رموز سے آگاہ کیا جائے گا۔ مقصد یہ تھا۔ اس طرح ترک علائق سے دل میں یکسوئی پیدا ہو جائے۔ بے تعلقی اسباب سے دل جمعی و استقلال کی عادت پڑ جائے۔ اور جناب موسیٰ اس قابل ہو جائیں کہ منصب نبوت کے بار عظیم کو بحسن و خوبی اٹھا سکیں۔

بات یہ ہے کہ جمال مطلق سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گوشہ ہائے قلب میں ریاضت کے دیئے روشن ہوں۔ اور شوق و محبت کے بخور جلیں۔ قلب کا گوشہ گوشہ آغوش انتظار ہو جائے۔ اور بال بال زبان طلب ہو۔ سراپا نکہت کشش ہمہ تن ہو۔ دل کی دنیا میں سوز و کشش کی آبادی و عمران کے علاوہ کچھ موجود نہ رہے۔ یعنی عملاً ثابت کر دیا جائے۔ کہ سینے میں اللہ کی محبت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ زبان حمد و ستائش کے ترانوں سے حظ اُٹھا رہی ہے۔ جبین آستان یار پر جھکی ہے۔ اور آنکھیں راستے میں بچھی جاتی ہیں۔ جب جا کہیں وہ جمال آزار دل میں آ سکتا ہے۔

دیدار یار

ف۲ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو مکالمہ کے شرف سے نوازا۔ یہاں دل میں یہ خیال چٹکیاں لے رہا تھا۔ کہ گفتگو کافی نہیں۔ دیدار چاہیئے۔ اللہ نے فرمایا۔ لن ترانی۔ کہ یہ آنکھیں کیونکر تجلیات کو جذب کر سکتی ہیں۔ مگر وہاں اصرار و شوق کی فراوانی تھی۔ نقاب کے کچھ حصے سرکے۔ اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے۔ ان آنکھوں میں کب تاب تھی کہ برداشت کر سکیں۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا و باقی بر صفحہ ۳۹۹

عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ ۖ
فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○
١٤٥- وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ
شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ
قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ سَاُورِيْكُمْ
دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ○
١٤٦- سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ
يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ
وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا
بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ
الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ
وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ

اپنے پیغام اور کلام کے لئے برگزیدہ کیا۔
سو جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے اسے لے اور شکر گزار ہو ○
١٤٥- اور ہم نے اس کے لئے تختیوں پر ہر شے لکھی۔
نصیحت اور ہر شے کا مفصل بیان۔ اور
کہا، کہ اس کو بقوت تھام، اور اپنی قوم کو حکم کر
کہ عمدہ باتیں جو اس میں ہیں تھامے رہیں۔ اب میں
تمہیں بدکاروں کا گھر دکھلاؤں گا ○
١٤٦- وہ جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ میں
اُنہیں اپنی نشانیوں سے پھیر دوں گا اور
اگر وہ ساری نشانیاں دیکھیں، اُس پر ایمان
نہیں لاتے۔ اور اگر بھلائی کی راہ دیکھتے
ہیں۔ تو اُسے راہ نہیں ٹھہراتے۔ اور
اگر گمراہی کی راہ دیکھتے ہیں،

(بقیہ حاشیہ)
اور موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا، کہ
اس ذوالجلال کو دیکھنا ناممکن ہے۔ اور اس طرح
کا مطالبہ اس کے حسن وجلال کی توہین
ہے۔ فوراً تُبْتُ کی صدائے ندامت
فضا میں گونجی۔ اور دلائل و براہین کی
آرزوں پر اکتفا کر لیا گیا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف ۱

توریت میں بنی اسرائیل کی زندگی کے
لئے پورا پروگرام درج تھا۔ ہر بات کی
تفصیل تھی۔ قرآن کی اصطلاح میں توریت
کے معنی صرف اس کتاب کے ہیں جو حضرت
موسیٰ پر نازل ہوئی۔ وہ صحائف جو عہد نامہ
قدیم کے نام سے مشہور ہیں۔ توریت نہیں
البتہ ان میں توریت کے نصائح، اور
تعلیمات مذکور ہیں۔

حلِّ لغات

الالواح۔ جمع لوح۔ بمعنے تختی۔ یہ الواح
پتھر کے تھے۔ اُس وقت خط مسندی رائج
تھا۔ اس لئے کتابوں کے لئے پتھر
تجویز کئے جاتے۔ تاکہ اس پر حروف کندہ
کئے جائیں۔

يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا
غٰفِلِيْنَ ۝
١٤٧- وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ
الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ
يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝
١٤٨- وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ
مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ
خُوَارٌ ۭ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ
وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ
وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ ع
١٤٩- وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا

تو اُسے راہ ٹھہراتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ
اُنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ اور اُن
سے غافل رہے ۝
١٤٧- اور جنھوں نے ہماری آیات اور آخرت کی
کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اُن کے اعمال ضائع
ہوئے۔ جو کرتے تھے، اُسی کا بدلہ پائیں
گے ۝
١٤٨- اور موسٰی کی قوم نے اس کے پیچھے اپنے
زیوروں سے ایک بچھڑا بنایا، وہ ایک جسم تھا
کہ کسی طرح آواز کرتا تھا۔ کیا اُنھوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ
اُن سے بولتا ہے اور نہ اُنھیں ہدایت کر سکتا ہے ایسے
قبول کر لیا۔ اور ظالم ہو گئے ف۱ ۝
١٤٩- اور جب پچھتائے اور سمجھے کہ ہم گمراہ

بچھڑا

ف۱ سامری کی گمراہ کن تعلیم سے متاثر ہو کر بنی اسرائیل نے گوسالہ کی پرستش شروع کر دی۔ جس میں سے ایک قسم کی آواز آتی تھی۔ سامری ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے اسے کچھ اس ترکیب سے بنایا کہ وہ بولنے لگا۔ ہوا اس طرح اس کے جسم سے خارج ہوتی، کہ آواز معلوم ہوتی۔ بنی اسرائیل سادہ اور سہل اندیش تھے، اس لئے انھیں گوسالہ ایک معجزہ معلوم ہوا۔ دل میں پہلے سے بت پرستی کی خواہش تھی۔ تفصیلات اب تک پہنچی نہیں تھیں۔ حضرت ہارونؑ کی چیخ و پکار کو انھوں نے زیادہ اہمیت نہ دی۔ نتیجہ یہ ہوا، کہ قوم کی قوم شرک کی بیماری میں مبتلا ہو گئی۔

اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ ان کم بختوں نے یہ نہیں سوچا۔ یہ گفتگو کرتا نہیں، نہ راہنمائی کی اس میں استعداد ہے۔ پھر پرستش کے لائق کیونکر ہو سکتا ہے۔

حلِ لغات

سُقِطَ فِیْٓ اَیْدِیْهِمْ - محاورہ ہے، جیسے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، یعنی سخت نادم اور پشیمان ہو گئے۔

اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

ہو گئے۔ تب بولے۔ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے۔ اور ہمیں نہ بخشے۔ تو ہم ضرور زیاں کاروں میں ہوں گے ○

۱۵۰ - وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

۱۵۰ - اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ اور افسوس سے بھرا ہوا واپس آیا۔ تو بولا۔ میرے بعد تم نے میری کیا بُری جانشینی کی ہے۔ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی؟ اور موسیٰ نے وہ تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ بولا۔ اے میری ماں جائے بھائی ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور مجھے قتل کرنے لگے تھے۔ سو تُو میری اہانت کر کے دشمنوں کو مجھ پر نہ ہنسا۔ اور مجھے ظالموں میں شامل نہ کر ○ ف۱

۱۵۱ - قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ

۱۵۱ - موسیٰ نے کہا اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے

پیغمبر کا غصّہ

ف۱ موسیٰ علیہ السلام جب تجلیات سے لوٹ کر قوم میں واپس آئے تو دیکھا اب میں بت پرستی کے جراثیم پھیل چکے ہیں۔ اور گوسالہ پرستی کا عمل جاری ہے۔ آپ نے نہایت غصے کا اظہار کیا۔ ہارون علیہ السلام کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا یہ کیا معاملہ ہے؟

بات یہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں صبر و استقلال کی استعداد عام لوگوں سے بہت زیادہ موجود ہوتی ہے مگر بے دینی و الحاد ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ ذاتی طور پر وہ ناراض نہیں ہوتے۔ ان کی انفرادیت ختم ہو جاتی ہے۔ ان کا غصہ اور مسرت محض اللہ کے لئے ہوتے ہیں غور کرو۔ اس سے زیادہ اور کون بات صدمہ کی ہو سکتی ہے، کہ روحانی اولاد بگڑ جائے۔ جن کے لئے اتنی مصیبتیں برداشت کیں۔ وطن چھوڑا۔ وطن کی آسائشیں چھوڑیں۔ آرام چھوڑا جنگل میں سکونت اختیار کی۔ اور اب یہ لوگ گمراہ ہو جائیں۔ موسیٰ علیہ السلام غصہ میں آ گئے۔ اور حضرت ہارون نے جب جواباً فرمایا۔ کہ میں معذور تھا۔ مجھے انہوں نے کوئی اہمیت نہیں دی۔ آپ دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع نہ دیں۔ تو فوراً موسیٰ کی سمجھ میں آ گیا۔ آپ نے اپنے اس غصہ کی اللہ سے معافی چاہی۔

یہ یاد رہے کہ انبیاء سے اس نوع کی جسارتیں ایک بلند نصب العین کے حصول کے لئے ہوتی ہیں۔ تاکہ وہ قوم کے لئے ہر حالت میں نمونہ اور اسوہ ثابت ہو سکیں۔ موسیٰ کے غضب و غصہ میں بھی کردار و عمل کا اعلیٰ سبق ہے۔ یعنی وہ موسیٰ جو فرعون کے مقابلہ میں نرم ہیں۔ مصائب و مشکلات کو بکشادہ پیشانی برداشت کرتے ہیں۔ قوم کی گمراہی سے طیش میں آ جاتے ہیں۔ اور پھر جب بھائی کی عذر خواہی سے تسلی ہو جاتی ہے۔ فوراً جناب باری میں التجاء عفو کے طالب ہو جاتے ہیں۔

حل لغات:- فلا تشمت۔ مصدر شماتت۔ دشمن کی مصیبت پر خوش ہونا۔

ع

وَ اَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَ اَنْتَ
اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○
۱۵۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ
غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ، وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ○
۱۵۳۔ وَ الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ
ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْٓا ۡ
اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ○
۱۵۴۔ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ
اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا
هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ
لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ○

اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور تو سب
سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ○
۱۵۲۔ جنہوں نے بچھڑا معبود بنایا۔ اُن پر اُن کے رب کا
غضب نازل ہوگا اور دُنیا کی زندگی میں ذلت
اور یُوں ہی ہم جھُوٹوں کو سزا دیتے ہیں ○ ف۱
۱۵۳۔ اور جنہوں نے بدکام کئے۔ پھر بعد اُس
کے توبہ کی۔ اور ایمان لائے۔ تو تیرا
رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان
ہے ○
۱۵۴۔ اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا۔ تو اُس نے
تختیاں اُٹھائیں۔ اور جو اُن میں لکھا ہوا تھا
اُس میں ہدایت اور رحمت تھی اُن کے لئے
جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ○

گاؤپرستی ذِلّت ہے!

ف ۱

یہ سزا اس درجہ موزون اور درست ہے کہ گو بنی اسرائیل میں اب یہ مرض نہیں رہا لیکن جن میں اب تک گائے کا احترام باقی ہے۔ دیکھ لیجئے۔ قومی لحاظ سے ذلیل ہیں۔ دولت اور ثروت کے باوجود ذلیل ہیں۔ علم و ہنر کی فراوانی کے باوجود بھی ذلیل ہیں۔ صدہا سال سے غلام ہیں؟ اب کچھ بیداری کے آثار ہیں۔ مگر یاد رہے، جب تک وہ وہم پرستی کو نہیں چھوڑیں گے۔ آزادی، نعمت موعود ہے ◆

حَلِّ لُغَات

سَکَتَ۔ تھما، رُکا، استعارہ ہے سکون سے ◆

١٥٥- وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ
رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ
مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا
فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا
فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ
وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا
فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ
خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ○
١٥٦- وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ
اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ
مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ

١٥٥- اور موسیٰؑ نے ہمارے وعدہ کے وقت پر لانے
کے لئے اپنی قوم سے ستر آدمی چھنٹے،ف۱ پھر جب اُنہیں
زلزلے نے پکڑا، جب موسیٰؑ نے کہا اے رب اگر تُو چاہتا
تو اُنہیں اور مجھے پہلے ہی مار ڈالتا۔ کیا تُو ہمارے
چند احمقوں کے کام سے اب ہمیں ہلاک کرتا ہے؟
یہ سب تیری آزمائش ہے، جسے تُو چاہتا ہے اس سے
گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے، تُو ہمارا
مالک ہے۔ سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تُو
سب سے بہتر بخشنے والا ہے ○
١٥٦- اور ہمارے لئے اس دنیا اور آخرت میں
بھلائی لکھ دے۔ ہم تیری طرف رجوع
ہوئے۔ فرمایا میرا عذاب اُسی پر آتا ہے جسے
میں عذاب دیا چاہتا ہوں۔ اور میری رحمت ہر شے

ف۱
یہ ستر لوگ وہ تھے، جنھوں نے مطالبہ
کیا تھا کہ ہم جب تک خدا کو اپنی آنکھوں سے
نہ دیکھ لیں۔ بے ایمان نہ لائیں گے ... کو موسیٰ علیہ السلام ان کو کوہِ طور پر اپنے ساتھ
لے گئے۔ وہاں پہنچے، اور موسیٰ علیہ السلام
نے خواہش کی۔ تو خدا نے آثارِ غضب ظاہر
کئے۔ پہاڑ مارے خوف و ہراس کے کانپا
اور زمین تھرتھرائی۔ اور یہ لوگ عذاب میں
گرفتار ہو گئے ۔
اب موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ خدا!
تیرے ... سے ...
سے آگاہ، جنہیں نشانِ توحید سے آشنا
جنہیں۔ ان کو کیوں ہلاک کئے دیتا ہے؟
ان کو موقع دے کہ یہ تیرے حسن کی
اطاعت کر سکیں۔ اور تیرے جلال کی
گواہی دیں ۔
بات یہ ہے کہ اس قوم کا مطالبہ جناب
باری کی بارگاہ جلالت میں جسارت ہے،
انسان کیا، اور اس کی بساط کیا۔ کہ ذاتِ باری تعالیٰ
کو دیکھ سکے۔ اُس جمالِ مطلق کا مشاہدہ
کیونکر ممکن ہے۔ جبکہ آنکھوں میں اس
دید کی تاب ہی نہیں ۔

كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ
يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝
۱۵۷- الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ
الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا
عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ
يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ
عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي
كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ
وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ

کو شامل ہے۔ سو اب میں اپنی رحمت عامہ کو
خاص اُنکے حق میں لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ
دیتے اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں ○
۱۵۷۔ جو اُس رسول نبی اُمّی کے تابع ہوتے ہیں
جس کو وہ اپنے یہاں توریت اور انجیل میں
لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک کام
کا حکم دیتا۔ اور بدی سے منع کرتا۔ اور ستھری
چیزیں اُن کے لئے حلال ٹھہراتا۔ اور بُری
چیزیں اُن پر حرام کرتا ہے۔ اور اُن سے
بوجھ اور پھانسیاں اُتارتا ہے جو اُن پر
پڑی تھیں۔ سو جو اُس پر ایمان لائے
اُس کی تعظیم و مدد کی۔ اور اس نور قرآنی کے
جو اس پر اُترا ہے، تابع ہوئے

رحمتِ خداوندی کی وسعتیں

ف

اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْكَ سے غرض یہ ہے کہ ہر وقت ہمیں اللہ کی ہدایت اور کرم فرمائی ضروری ہے۔ ورنہ گمراہی کا احتمال ہے۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کا غضب اُس کے جذبۂ رحم سے بسا اوقات مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور دب جاتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ایمان و انقیاد کا مظاہرہ کیا جائے وہ لوگ جو صحیح معنوں میں مومن ہیں۔ جن کے دلوں میں انقیاد و خشیت کی روشنی ہے۔ جو باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور مال و دولت کی محبت انہیں آپے سے باہر نہیں کر دیتی۔ وہ جو پاکباز اور پرہیزگار ہیں۔ اعمال صالح جن کا وطیرہ اور شعار ہے ایمان جن کے دلوں میں اعتقاد محکم کی شکل میں موجود ہے وہ خدائی رحمت کے سزاوار ہیں۔ ان پر ہمیشہ اللہ کی رحمتیں چھائی رہتی ہیں۔ دُنیا و دین میں وہ کبھی نہیں بھٹکتے۔ روح اور جسم کی تمام مسرتیں انہیں حاصل ہیں۔ اور وہ خوش ہیں۔ کہ اللہ کو انہوں نے پا لیا ہے اور اللہ سے اُن کی دوستی ہے۔

حلِ لغات

الْاُمِّیّ۔ اَن پڑھ۔
اِصْرٌ۔ بوجھ۔
اَغْلَال۔ جمع غُل قید، طوق، زنجیر استعارہ ہے رسم و رواج کی سختیوں اور دشواریوں سے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
۱۵۸- قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاْ ۨالَّذِيْ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ
وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
۱۵۹- وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ
بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝
۱۶۰- وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ
اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ
اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ

وُہی نجات پائیں گے ۝
۱۵۸- تُو کہہ لوگو! مَیں تم سب کی طرف اللہ کا رسول
ہو کر آیا ہوں، اُس اللہ کا جس کی سلطنت
آسمان اور زمین میں ہے۔ اُس کے سوا
کوئی معبود نہیں۔ وُہی جِلاتا اور مارتا ہے
سو تم اللہ پر اور اُس کے رسُول نبی اُمّی پر ایمان
لاؤ۔ جو اللہ پر اور اُس کے کلمات پر ایمان رکھتا
ہے اور تم اُس کے تابع ہو جاؤ، شاید تم ہدایت پاؤ ۝
۱۵۹- اور موسیٰ کی قوم میں ایک جماعت ہے جو حق کی
طرف رہبری کرتے اور اُسی پر انصاف کرتے ہیں ۝
۱۶۰- اور ہم نے اُنھیں بارہ قبیلوں پر بانٹا۔ جو
بڑی بڑی جماعتیں تھیں۔ اور جب موسیٰؑ سے اُس کی
قوم نے پانی مانگا، تو ہم نے اُس کی طرف وحی بھیجی

رسُولِ اُمّی

ف تورات و انجیل میں بے شمار پیشگوئیاں حضورؐ کے متعلق
مرقوم ہیں۔ یہودی خوب جانتے تھے، کہ حضورؐ اپنے دعاوی میں
سچے ہیں۔ منصف عیسائی بھی آپ کے مرتبہ و مقام سے آگاہ تھے
ورقہ بن نوفل کا اعتراف، عبداللہ بن سلام کا اسلام اس حقیقت
پر گواہ ہے۔

تورات میں سُرخ و سپید نبی کا ذکر ہے۔ محمدؐ کا لفظ موجود
دس ہزار قدوسیوں کا حوالہ ہے، آتشیں شریعت اور نئے
یروشلم کی پیشگوئی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے، بجری ممالک
اس کی راہ تکیں گے۔

انجیل میں حضرت مسیحؑ دنیا کے سردار کی خوشخبری سناتے ہیں
اور برنباس کی انجیل میں جو مسیح کا حواری تھا۔ صاف طور پر حضورؐ
کا نام لے کر پیشگوئی کی گئی ہے۔
قرآن کا یہ دعوے بالکل بجا اور درست ہے کہ تورات و انجیل میں

اُمّی رسُول کے لئے پیشگوئیاں موجود ہیں۔ سُرخ و سپید حضورؐ
کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟ محمدؐ کس کا نام ہے؟ دس ہزار صحابہؓ
فتح مکہ کے وقت کس کے ساتھ تھے؟ آتشیں شریعت کس
کی پیش کردہ ہے؟ کیا حضورؐ نے بیت اللہ کو قبلہ قرار دے کے
نئے یروشلم کو آسمان سے نہیں اُتارا؟ اور پھر کائنات میں سردار
سردارِ دو جہان کے سوا اور کون ہے؟

آپ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:-
(۱)- خیر اور نیکی کو دُنیا کے کناروں تک پھیلانا۔ اور بُرائی
کے خلاف ہمہ گیر جہاد کرنا۔
(۲)- طیّبات اور پاکیزہ اشیاء کی ترویج، خبائث اور مضر
صحت و اخلاق چیزوں کو حرام و ناقابل استعمال قرار دینا۔ یعنی
ایک پاکیزہ اور مطہر شریعت کی تاسیس۔
(۳)- دُنیا میں رسم و رواج کے بوجھ کو ہلکا کرنا، جہالت و
تقلید کے طوق گردن سے دُور کرنا۔ اور انسانوں کو نہایت
آسان شریعت اور خالص دین کی طرف بلانا۔

ف مقصد یہ ہے کہ اگر تم ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہو اور روحانی مدارج میں ترقی چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ خدا کی رضا سے بہرہ اندوز ہو تو حضورؐ کی اتباع ...

قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ
الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا
عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ
اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ
الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ
وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَ
لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○
۱۶۱ - وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ
الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ
شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا
الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ
سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○

کہ اپنی لاٹھی اس پتھر پر مار۔ پھر اس
سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے اور سب
نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا تھا۔ اور
ہم نے اُن پر بادل کا سایہ کیا۔ اور اُن پر
ترنجبین اور بٹیریں نازل کیں۔ کھاؤ
ستھری چیزیں جو ہم نے تمہیں دیں
اور انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا۔ مگر اپنی
ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے ○ ف۱
۱۶۱ - اور جب انہیں کہا گیا، کہ اس شہر (اریحا)
میں بسو۔ اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ
اور بولو حطۃ (گناہ گر گئے) اور دروازہ میں سجدہ
کرتے ہوئے داخل ہو، ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے
اور نیکوں کو زیادہ دیں گے ○

ف۱

یہ اس وقت کا ذکر ہے، جب بنی اسرائیل کو جنگل میں پانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے وحی سے اشارہ پاکر ایک پتھر پر لٹھ مارا۔ تو بارہ چشمے پانی کے پھوٹ نکلے۔ اور چونکہ بنی اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ تھے۔ اس لئے پانی کی فراوانی کی وجہ سے ان کی سیرابی کا خاصا انتظام ہو گیا ۔

بعض لوگ کہتے ہیں، کہ اضرب کے معنی چلنے کے ہیں۔ مقصد یہ تھا، موسیٰ لاٹھی ٹیکتے ہوئے پہاڑ پر چڑھیں وہاں بارہ چشمے بہتے ہوئے پائیں گے ۔

یہ تاویل قطعاً غلط ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ معجزات اور خوارق اللہ کا انکار ہے۔ دلائل یہ ہیں :-

(۱) ضرب کے معنی چلنے کے ہوتے ہیں تو اس وقت صلہ ب نہیں ہوتا۔ فی ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ۔ یا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ فِي الْاَرْضِ

(۲) ضرب کے ساتھ عصا کا لانا ظاہر کرتا ہے کہ مارنے کے معنی ہیں ۔

(۳) فَانْبَجَسَتْ میں فا تعقیب فعل کے لئے ہے۔ خود انبجاس کا لفظ حدوث فعل پر دال ہے ورنہ یہ کہنا چاہئے تھا، کہ فَتَجِدُ هُنَاكَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ عَيْنًا جَارِيَةً۔ یعنی وہاں چشمے جاری ہوں گے پھوٹ پڑنے کے معنی تو یہ ہیں کہ ضرب بالعصا کا نتیجہ ہے ۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ کھلے میدان میں رہتے تھے اس لئے آفتاب کی تمازت سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بادل کا سایہ کر دیا۔ تاکہ وہ خدا کی حمایت میں دکھ نہ اٹھائیں ۔

حلِ لغات

مَنّ و سَلْوٰی - وہ چیزیں جو بنی اسرائیل کے لئے طعام و غذا کا کام دیتی تھیں ۔

١٦٢- فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا
غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا
كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝

١٦٢- سو جو اُن میں ظالم تھے، اُنھوں نے اس لفظ کے سوا جو انھیں بتلایا گیا تھا۔ اور ہی لفظ بدل دیا۔ تب ہم نے اُن کے ظلم کے سبب آسمان سے اُن پر عذاب بھیجا ۝ ف۱

١٦٣- وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي
كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ
فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ
يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا
يَسْبِتُونَ ۙ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ ۚ
نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝

١٦٣- اور یہود سے اُس بستی کا حال پوچھ، جو سمندر کے کنارہ پر تھی۔ جب ان کے لوگ سبت (ہفتہ) کے دن بے ادبی کرنے لگے تھے جب اُن کا سبت کا دن ہوتا اُن کی مچھلیاں پانی پر آ کے تیرتی تھیں، اور جب سبت نہ ہوتا۔ تب نہ آتیں یوں ہم نے انھیں آزمایا۔ اس لئے کہ وہ فاسق تھے ۝ ف۲

١٦٤- وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِنْهُمْ لِمَ
تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ
أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ

١٦٤- اور جب اُن میں سے ایک جماعت نے کہا، تم کیوں ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہو، جنھیں اللہ ہلاک کرنا، یا سخت عذاب پہنچانا چاہتا ہے

تبدیل قول

ف۱ بنی اسرائیل کو آبادی میں رہنے کے لئے مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ توبہ و استغفار کے جذبات کو زندہ رکھیں یعنی شہری زندگی میں جاکر اللہ کو اور دین کو بھول نہ جائیں۔ مگر جب وہ شہر میں بس گئے تو ان میں وہی خرابیاں پیدا ہو گئیں، جو شہری زندگی کا خاصہ تھیں۔ یہی تبدیل قول ہے۔

قانون اور اُس کا منشاء

ف۲ یہود کے معاشی امراض میں ایک مرض حیلہ جوئی بھی ہے سبت کا دن اللہ تعالیٰ نے اطاعت و فرمانبرداری کے لئے مقرر کیا تھا یہود سے کہا گیا تھا کہ سبت کا دن کامل فراغت سے گزاریں۔ اس دن کوئی دنیوی کام نہ ہو صرف اللہ کا ذکر و شغل ہو، تورات پڑھیں، اور دعا و مناجات کریں۔ مگر ان کی نافرمانی نے احتداد فی السبت کی راہ نکال لی۔ مقام ایلہ میں رہتے تھے، جو پانی کے قریب واقع ہے جب انھوں نے دیکھا کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں کثرت کے ساتھ نمودار ہوتی ہیں۔ اور تورات کی رو سے اس دن شکار ممنوع ہے، تو انھوں نے یہ کیا کہ کنارے کنارے گڑھے کھود لئے۔ تاکہ رات کو جب مچھلیاں ان گڑھوں میں آجائیں تو ہم شکار کر لیں۔ اور آسانی سے پکڑ لیں۔ اس صورت میں ان کا خیال تھا۔ کہ خدا کے حکم کی مخالفت نہیں ہوتی۔ یہ حیلہ اللہ کو ناپسند تھا۔ کیونکہ اس سے سبت کا احترام جاتا رہتا۔ جس کی رعایت واجبات میں تھی۔

بات یہ ہے کہ قانون کے الفاظ اور قانون کا منشاء دو الگ الگ باتیں ہیں۔ ہو سکتا ہے قانون کے الفاظ میں جامعیت نہ ہو اس حالت میں یہ دیکھنا چاہئے کہ قانون کا منشاء اور مقصد کیا ہے؟ یہودیوں نے الفاظ کو تو دیکھا اور یہ نہ دیکھا کہ اللہ کا مقصد کیا ہے سبت کے دن کاموں سے اس لئے روکا تھا کہ توجہ الی اللہ پیدا ہو اور اگر دن بھر مچھلیوں کا خیال دل و دماغ پر مستولی رہے تو سبت کا کیا فائدہ؟

حل لغات: شُرَّعًا۔ جمع شارع۔ واضح۔

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُوْنَ ○
١٦٤- فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا
الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○
١٦٥- فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ
قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ○
١٦٦- وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ
عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ
اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚۖ
وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

کہا تمہارے رب کے سامنے الزام اتارنے کے لئے نصیحت
کرتے ہیں، اور شاید کہ وہ ڈریں ف ○
١٦٤- پھر جب انہوں نے اس کو بھلا دیا جو انہیں
سمجھایا گیا تھا۔ تو ہم نے بدی کو منع کرنے والوں کو
بچا لیا۔ اور ظالموں کو برے عذاب میں
گرفتار کیا۔ اس لئے کہ وہ فاسق تھے ○
١٦٥- پھر جب منع کئے ہوئے کاموں میں بڑھ گئے
تب ہم نے ان کو کہا کہ پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ ف۲ ○
١٦٦- اور یاد کر جب تیرے رب نے پکار دیا کہ وہ ان
یہودیوں پر قیامت کے دن تک اس شخص کو کھڑا
رکھے گا، جو انہیں برا عذاب پہنچاتا رہے گا
تیرا رب جلد سزا دیتا ہے۔ اور بیشک
وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۳ ○

ف

اہل کتاب میں ایک طبقہ باحساس بھی تھا۔ وہ ان کو منکرات کے ارتکاب سے روکتا۔ اور وعظ و نصیحت سے سمجھانے کی کوشش کرتا۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یاس و قنوط میں ڈوبے رہتے ہیں، ان سے نہ خود کچھ ہوتا ہے، اور نہ دوسرے کو کچھ کرنے دیتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے بھلا ایسوں کو نصیحت کرنے سے کیا فائدہ۔ جو بالکل ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں۔ وہ جواباً کہتے، محض فریضۂ تبلیغ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے۔ اور ممکن ہے ان کے دلوں میں گداز پیدا ہو، مقصد یہ ہے کہ بہرحال مبلغین اور اہل علم کو اپنے فرائض کو محسوس کرنا چاہئے۔ یہ ضروری نہیں، کہ ان کی کوششیں بارآور بھی ہوں۔

ف۲

جب یہودیوں نے فسق و فجور میں حد سے تجاوز کیا۔ اور ناصحین کی نصیحتوں کو بھی ٹھکرا دیا۔ جب حجت تمام ہو چکی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طبیعتوں کو مسخ کر دیا۔ جسم و صورت میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اور دنیا والوں کے لئے عبرت و موعظت کا سامان بن گئے۔

ف۳

یہودیوں کی ذلت آج تک قائم ہے۔ ہر زمانے میں ان کے لئے ایک بخت نصر موجود ہے۔ ان کی حرص و آز کو دیکھ کر ہر شخص نفور ہے۔ اور یہ بجائے خود بدترین عذاب ہے۔

حلِ لغات

بَئِیْسٍ۔ بؤس سے ہے۔ یعنی تکلیف دہ۔

۱۶۸ - وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ
مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ
دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ
بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ○
۱۶۹ - فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ
هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ
سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ
عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ۗ اَلَمْ
يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ
اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ
وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۗ وَالدَّارُ

۱۶۸ - اور ہم نے یہود کو زمین میں گروہ گروہ
کر کے متفرق کر دیا ہے، اُن میں بعض شخص نیکوکار
ہیں اور بعض اور طرح کے ہیں۔ اور ہم نے
انہیں نعمتوں اور سختیوں میں آزمایا ہے، شاید
وہ پھریں ○ ف۱
۱۶۹ - پھر اُن کے بعد ناخلف لوگ کتاب کے
وارث ہوئے کہ ادنےٰ زندگی کا اسباب
اختیار کرتے۔ اور کہتے ہیں، کہ ہمیں معاف
ہو جائے گا۔ اور اگر ویسا ہی اور اسباب
اُن کے پاس آ جائے اُسے لے لیں۔ کیا وہ عہد جو
کتاب میں ہے۔ اُن سے نہیں لیا گیا، کہ
اللہ کی نسبت سوائے حق کے اور کچھ نہ بولیں گے
اور جو کتاب میں ہے پڑھ چکے ہیں اور آخرت

دین فروشی

ف۱ مقصد یہ ہے کہ ان میں دونوں قسم کے لوگ ہیں۔ صالح اور نیک بھی ہیں۔ اور وہ بھی ہیں، جو دین فروشی میں دُنیا کے سامان قلیل پر مصر رہے ہیں اور طلعت یہ ہے کہ باوجود اس بدبختی کے مغفرت و بخشش کے امیدوار بھی ہیں۔ حالانکہ اللہ کا کرم اُن لوگوں سے مختص ہے، جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور جن کا آخرت پر مضبوط ایمان ہے۔ جو اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں اور اللہ کو دھوکا دینے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان لوگوں سے مختلف انبیا کے ذریعے سے عہد لیا گیا تھا، کہ دین کی بابت ہمیشہ صداقت کے شعار رہیں۔ اور کبھی باطل اور جھوٹ کی اشاعت نہ کریں۔ مگر یہ ہیں، کہ دُنیا کی مسرتوں کے لئے آخرت کی نعمتوں سے محروم ہیں ●

آخر میں ان لوگوں کو خوشخبری سنائی ہے جو ان فتنوں کے ہوتے ہوئے بھی کتاب و صلوٰۃ کا احترام کرتے ہیں۔ جنہیں اللہ نے حق کی اشاعت کے لئے چن لیا ہے۔ اور جو اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ اور یہ مصلح ہیں، ہم ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ●

حلِ لُغات

خَلْفٌ - بُرا جانشین ●
عَرَض - سامان ●

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۔
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

١٧٠- وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۔ اِنَّا لَا نُضِيْعُ
اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ○

١٧١- وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ
كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ
وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۔ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ
بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ○

١٧٢- وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ
مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ
اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۔ اَلَسْتُ

کا گھر ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے،
کیا تم سمجھتے نہیں؟ ○

١٧٠- اور جو لوگ کتاب پکڑے ہوئے ہیں،
اور نماز پڑھتے ہیں۔ ہم نیکوں کا ثواب
ضائع نہ کریں گے ○

١٧١- اور جب ہم نے جڑ سے اکھاڑ کے پہاڑ اُن کے
اُٹھایا تھا۔ جیسے کہ سائبان ہوتا ہے۔ اور وہ سمجھے
تھے کہ وہ اُن پر گر پڑے گا (ہم نے کہا تھا) کہ جو ہم نے
تم کو دیا ہے اُسے زور سے پکڑو۔ اور جو اُس میں لکھا
ہے اُسے یاد کرتے رہو، شاید تم ڈرو ○ ف

١٧٢- اور جب تیرے رب نے آدم کے بیٹوں کی
پُشتوں میں سے اُن کی اولاد کو نکالا تھا (یعنی بروز
میثاق) اور اُن کی جانوں پر اُنہیں گواہ کیا تھا کہ کیا

ف

یعنی عہد قدیم میں ان لوگوں سے وعدہ لیا گیا تھا
کہ کتاب کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہیں۔ اس سے
استفادہ کریں۔ اور دل کی حالتوں کو سنواریں۔ مگر
ان لوگوں نے ہر عہد کو ٹھکرایا۔ اور میثاق کی توثیق
کی۔ پہاڑ کو سر پر اٹھا کر کھڑا کرنے میں حکمت یہ تھی
کہ کتاب کی مخالفت سے جو نتائج پیدا ہونے والے
ہیں۔ ان کو ابھی سے دیکھ لیں۔ مقصد یہ تھا کہ اگر
ہدایت کو یہ پس پشت ڈال دیں گے۔ تو مصیبتوں کے
پہاڑ ان کے سروں پر لوٹ پڑیں گے۔ اور یہ مقابلہ
نہ کرنے پائیں گے۔ اور اگر اطاعت شعار رہیں گے
تو پہاڑ کی سی بلندی و رفعت انہیں حاصل ہوگی۔
غرض جبر اور تخویف نہ تھی۔ حقیقت واقعی کی طرف
اشارہ تھا۔ کیونکہ اس میں خدا کی حکمت ہے وہ اگر
چاہتا۔ تو تمام دنیا کو اسلام پر جمع کر دیتا۔ مگر اللہ
کی حکمت و دانائی نے ایسا نہیں چاہا۔ تاکہ لوگ
آزادی سے اسلام کی برکتوں سے متمتع ہوں۔

حَلِّ لُغَات

نَتَقْنَا۔ نتق کے معنی کھینچنے اور اکھاڑنے
کے ہیں۔ علامہ راغب کہتے ہیں۔ نتق الشیٔ
جذبہ ونزعہ۔ بعض لوگوں نے ورفعنا
فوقھم الطور کے معنی جو بلند کرنے کے کئے
ہیں۔ غلط ہیں۔ صحیح معنی بلندی پر لا کھڑا کرنے
کے ہیں۔ جیسا کہ نَتَقْنَا سے معلوم ہوتا ہے۔

بِرَبِّكُمْ ۚ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ
اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا
عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۙ○
۱۷۳- اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا
مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ
بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
الْمُبْطِلُوْنَ ○
۱۷۴- وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○
۱۷۵- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ
اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا
فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ
الْغٰوِيْنَ ○

تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ بولے تھے۔ ہاں ہم گواہ
ہیں۔ یہ گواہی اس لئے ہم نے لی کہ تم بروز قیامت کہو
کہ ہم اس سے بے خبر تھے ○
۱۷۳- یا کہو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے ہم سے پہلے
نکالا ہے۔ اور ہم اُن کے بعد کی اولاد ہیں،
تو کیا تو جھوٹوں کے کام پر ہمیں ہلاک
کرتا ہے؟ ○ ف۱
۱۷۴- اور یوں ہم آیات کھولتے ہیں۔ اور
شاید وہ پھریں ○
۱۷۵- اور تو انہیں اس شخص کی خبر پڑھ سنا جسے
ہم نے اپنی آیات دی تھیں، سو وہ اُن کو چھوڑ
نکلا۔ پھر اس کے پیچھے شیطان لگا، اور گمراہوں
میں ہو گیا ○

عہدِ فطرت

ف۱ ان آیات میں بتایا کہ عہد و میثاق کا تعلق فطرت و تکوین سے ہے۔ انبیاء محض اس لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ تاکہ اس عہد کو تاکید و توضیح کے ساتھ ان کے سامنے دوبارہ پیش کریں۔ ورنہ انسانوں کے خمیر میں اور ان کی گھٹی میں توحید اور اعتراف حق ودیعت ہے۔ یعنی اللہ نے جب سے انسان کو پیدا کیا ہے اس کی رگ رگ اور نس نس سے اعتراف و ایمان کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ ناممکن ہے کہ انسان اللہ سے بے نیاز ہو سکے۔ اور اس کی احتیاج کو برملا محسوس نہ کرے ٭

عہد الست سے یہی مقصود ہے۔ قالوا بَلٰی میں قول زبان حال سے تعبیر ہے، جس طرح کہا جاتا ہے اذا امتلاء الحوض قال قطنی۔ یعنی انسانی بناوٹ انسانی اعضا و جوارح میں قدرت الٰہی کا منتہا ہو۔ بند بند اور جوڑ جوڑ میں حکمت و دانائی کا ظہور۔ یہ اس بات کا بولتا ہوا ثبوت ہے۔ کہ غالب و دانا خدا کی یہ سب صنعت گری ہے ٭

حلِ لغات

نَبَاٌ۔ مشہور بات۔ نبوۃ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی بلندی کے ہیں۔ اور جو چیز بلند ہوتی ہے۔ مشہور ہوتی ہے ٭

١٧٦۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗٓ
اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ج
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ
تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ
يَلْهَثْ ط ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ج فَاقْصُصِ
الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○
١٧٧۔ سَآءَ مَثَلَاْ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ
كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○
١٧٨۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ج
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ ○

١٧٦۔ اور اگر ہم چاہتے تو بوسیلہ ان آیات کے اُس کا
درجہ بلند کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا اور اپنی
خواہش کا پیرو ہوا۔ سو اُس کی مثال مثل کتے کے ہے
اگر تُو کتے پر بوجھ لادے تو وہ ہانپتا ہے اور جو
چھوڑ دے تو بھی ہانپتا ہے۔ یہی مثال اُن لوگوں کی ہے
جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ سو تُو قصے
سُنائے جا۔ شاید وہ فکر کریں ○ ف۱
١٧٧۔ جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں
اُن کی مثال بُری ہے۔ اور وہ اپنی ہی
جانوں کا نقصان کرتے ہیں ○
١٧٨۔ جسے اللہ راہ دکھائے، وُہی راہ پاتا
ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے۔ وُہی
زیاں کار ہیں ○ ف۲

ف۱

معلوم ہوتا ہے یہودیوں میں کوئی شخص مشہور تھا جسے اللہ تعالیٰ نے علم و فضل سے نوازا مگر جب اس نے رجوعِ عام دیکھا، تو پاؤں پھسل گئے جاہ و ہوس کی پیروی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی نظروں سے گر گیا۔ قرآن حکیم نے نام نہیں لیا مقصود حاصل ہے۔ یعنی کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو علم و سلوک کی چند منزلیں طے کر لینے کے بعد گمراہ ہو جاتے ہیں نفس کی خواہشیں اُن پر غالب آ جاتی ہیں۔ وہ روحانی رفعت کی بجائے نفسانی پستی کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

یہود کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہو گئی تھی اسی لئے فرمایا۔ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا یعنی بالکل یہی حالت ان لوگوں کی ہے۔ یا تو شریعت کے طالب ہیں۔ کتاب الٰہی کے حافظ و عالم ہیں۔ یا پھر ہوائے نفس کی پیروی ہے۔ گویا کسی کروٹ چین نہیں۔ ان کی حالت کتے کی طرح ہے۔ کہ ہر حالت میں پریشان ہیں۔ نہ عمل کی توفیق میسر ہے نہ فسق و فجور سے مطمئن۔

ف۲

غرض یہ ہے کہ جب تک توفیق الٰہی شاملِ حال نہ ہو، ہدایت کا حصول ناممکن ہے اور توفیق الٰہی کے حصول کے لئے طلبِ صادق اور اخلاص شرط ہے۔ جو ان لوگوں میں موجود نہیں۔

حلِ لغات

اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ۔ زمین میں دھنستا چلا گیا، یعنی ارضیت و پستی اختیار کر لی۔

۱۷۹ - وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ
الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا
يَفْقَهُوْنَ بِهَا ؗ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا
يُبْصِرُوْنَ بِهَا ؗ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا
يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْغٰفِلُوْنَ ○
۱۸۰ - وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ
بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ
فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ○
۱۸۱ - وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ
وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○

۱۷۹ - اور ہم نے آدمیوں اور جنوں میں بہت گروہ
کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان کے دل
ہیں جن سے سمجھتے نہیں۔ اور ان کی آنکھیں
ہیں ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان
ہیں ان سے سنتے نہیں۔ وہ مثل چارپایوں کے
ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ وہی غافل
لوگ ہیں ○ ف ۱
۱۸۰ - اور اللہ کے سب نام اچھے ہیں۔ سو تم ان سے
اُسے پکارو۔ اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے
ناموں میں کجی کی راہ چلتے ہیں۔ وہ اپنے
کئے کی سزا پائیں گے ف ۲ ○
۱۸۱ - اور ہماری خلقت میں ایک گروہ ہے جو حق
کی طرف راہ دکھلاتے اور اسی پر انصاف کرتے ہیں ○ ف ۳

ع ۲۲

ف ۱

اس آیت میں وضاحت کردی کہ جو لوگ گمراہ ہیں۔ اور جہنم کے قابل ہیں۔ وہ وہ ہیں۔ جن کے دل ہیں۔ مگر علم و فکر کے عادی نہیں۔ آنکھیں ہیں، مگر حقائق صور کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ کان ہیں مگر سماعت حق کی قوت سے محروم ہیں گویا بالکل چوپائے ہیں۔ جن کا مقصد صرف ادنیٰ مقاصد حیات کا حصول ہے یہی غفلت و جمود کی انتہا۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

خدا کے نام

ف ۲

اللہ کے تمام نام جو کتاب و سنت میں وارد ہیں۔ اسماء حسنیٰ ہیں۔ یعنی نام جو کتاب

وسنت میں نہیں آئے، اور ان سے ذم دیا شرک کا پہلو نکلتا ہے۔ مذموم ہیں، ان ناموں سے اللہ کو پکارنا ناجائز ہے۔ مقصد یہ ہے، کہ اللہ نام ہے صفات کمال کے اجتماع کا، حسن کامل کا، اور جمال جامع کا، خالص خوبصورتی اور رعنائی کا۔ اس لئے وہ تعبیرات جن سے ذم اور قبح کا پہلو نمایاں ہو، غیر صحیح اور غلط ہیں، علماء کرام کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو جو اسماء الٰہی کو توقیفی کہتے ہیں۔ اور ایک وہ ہیں جو قیاس کو جائز سمجھتے ہیں۔ صحیح عقیدہ ان دونوں کے بین بین ہے، ان معنوں میں توقیفی ہیں۔ کہ محمود، مذموم اور غیر ثابت المعنی ناموں کا استعمال درست نہیں

(باقی بر صفحہ ۴۱۴)

١٨٢ - وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ
مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
١٨٣ - وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ○
١٨٤ - اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٜ مَا بِصَاحِبِهِمْ
مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ ○
١٨٥ - اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ
شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ
اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ
بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ○
١٨٦ - مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ
وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

١٨٢ - اور جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں ہم آہستہ آہستہ
انہیں موت میں کھینچیں گے ایسا کہ انہیں معلوم نہ ہوگا ○
١٨٣ - اور میں انہیں مہلت دوں گا۔ میرا داؤ پکا ہے ○
١٨٤ - کیا وہ فکر نہیں کرتے کہ ان کا صاحب (محمد)
مجنون نہیں ہے۔ وہ تو صریح ڈرانے والا
ہے ○
١٨٥ - کیا وہ زمین آسمان کی سلطنت میں اور جو شے
اللہ نے پیدا کی ہے نظر نہیں کرتے اور
نہ اس بارہ میں کہ شاید اُن کی اجل نزدیک
آگئی ہو۔ پھر قرآن کے بعد وہ کونسی حدیث
پر ایمان لائیں گے؟ ○
١٨٦ - جسے اللہ نے بہکایا اسے کوئی ہدایت کرنے والا
نہیں اور وہ انہیں ان کی گمراہی میں (ف) سرگرداں چھوڑ دیتا ہے ○

(بقیہ حاشیہ)

اور ان معنوں میں قیاسی ہیں۔ کہ پاکیزہ اور جائز نام جو در اصل ترجمہ ہوں اُن اسماء کا جو کتاب وسنت میں وارد ہیں۔ لائق قبول ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف

اضلال اللہ کی جانب جو منسوب ہے۔ تو اس لئے کہ تمام اشیاء کا خالق حقیقی وہی ہے۔ ورنہ مقصود یہ نہیں، کہ وہ تبارک وتعالیٰ گمراہی کو پسند کرتا ہے۔ غرض یہ ہے، کہ ان لوگوں سے توفیق ہدایت چھن جاتی ہے۔ یہ ایک پیرایۂ بیان ہے۔

حلِ لغات

قلوب سے مراد قرآن کی طرف عقل وفکر ہے۔ چاہے وہ دماغ ہو۔ چاہے دل۔

۱۸۷- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ
مُرْسٰهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ
رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ
ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ
كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا
عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُوْنَ ۝

۱۸۷- تجھ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ کب
قائم ہوگی۔ تو کہہ اُس کا علم تو فقط میرے رب کو
ہے۔ وہی اُس کے وقت پر اُسے کھول دکھلائے گا
وہ گھڑی آسمان و زمین میں بھاری بات ہے
تم پر آئے گی تو اچانک آئے گی۔ تجھ سے ایسے
پوچھتے ہیں گویا تو اُس کا متلاشی ہے تو کہہ اُس
کا علم تو فقط خدا کو ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں
سمجھتے ۝ ف۱

۱۸۸- قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا
ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ
اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ
الْخَيْرِ ښ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ
اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ

۱۸۸- تو کہہ میں اپنی جان کے بھلے یا بُرے کا مالک
نہیں ہوں لیکن جو کچھ اللہ چاہے اور اگر میں ف۲
غیب کی بات جانتا، تو بہت سی خوبیاں جمع
کرلیتا۔ اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی۔ میں تو
مومنوں کو صرف ڈرانے اور خوشی سنانے

ف۱

کے زمانوں میں ایک مرض یہ تھا۔ کہ رسول اللہ سے خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ پوچھتے رہتے۔ اور اُلجھاتے رہتے، غرض یہ ہوتی۔ کہ عوام کو بتایا جائے۔ کہ دیکھو تمہارا رسول سوالات کا جواب نہیں دیتا ۔

قیامت کے متعلق اکثر پوچھتے، کہ وہ کب ہے۔ اللہ نے متعدد مواقع پر جواب دیا ہے، کہ قیامت کا صحیح صحیح علم اللہ کو ہے۔ کوئی فرد بشر نہیں جانتا، کہ کب دنیا کا یہ نظام درہم برہم ہوجائے ۔

ف۲

نبی کا کام کہانت یا پیش خبری نہیں۔ وہ رشد و ہدایت کے لئے آتا ہے، یعنی اس لئے کہ نیک اور ابرار کو جنات نعیم کی خوشخبری سنائے، اور وہ جو بدعمل اور بدکردار ہیں انہیں جہنم کی آگ سے ڈرائے۔ غیب کا علم صرف ذاتِ باری تعالیٰ کو ہے۔ عالم غیب کی باتیں بجز علیم و خبیر خدا کے اور کوئی نہیں جانتا ۔

اس آیت میں حضور کی زبان فیض ترجمان سے بتلایا گیا ہے۔ کہ میں نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ یہ چیزیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ میں اگر غیب کے واقعات خود سے آگاہ ہوتا۔ تو مجھے تکلیفیں کیوں سہنا پڑتیں۔ بدر و حنین کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی اور دندان مبارک کیوں شہید ہوتے۔ حرم محترم پر کیوں حملے کئے جاتے۔ اور ایسا کیوں ہوتا، کہ نواسہ کرب و بلا میں تڑپ تڑپ کر جامِ شہادت نوش کرتے۔ اور مجھے علم نہ ہو، یہ باتیں اس لئے ہوئیں۔ کہ مستقبل کی خبریں اللہ ہی جانتا ہے۔ اور اسی میں مصلحت ہے۔ انسان اگر اس محدود عقل کی بنا پر بعض ہونے والے واقعات کو قبل از وقت جان لے تو اس کے لئے دنیا میں جینا مشکل ہو جائے۔ بعض اوقات نہ جاننا بھی اللہ کی نعمتوں میں شمار ہوتا ہے ۔

ع ۲۳ ۱۲

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

۱۸۹- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا
لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ
حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ
فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا
لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ
مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝
۱۹۰- فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ
شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى
اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
۱۹۱- اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ
يُخْلَقُوْنَ ۝

والا ہُوں ۝

۱۸۹- اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے
پیدا کیا۔ اور اُس سے اُس کے جوڑے کو نکالا
تاکہ وہ اُس سے آرام پکڑے، پھر جب (مرد نے) اُس
عورت کو ڈھانکا، تو وہ حاملہ ہوئی، (اوّلاً) حمل کا بوجھ
ہلکا تھا۔ پھر وہ اسے لئے پھری پھر جب حمل بوجھل ہو گئی تو دونوں
نے اللہ اپنے ربّ سے دُعا کی کہ اگر تُو ہمیں نیک فرزند بخشے گا
تو ہم شکر گزار ہوں گے ۝ ف

۱۹۰- پھر جب اُس نے اُنہیں نیک فرزند بخشا، تو
دونوں نے اس دیئے ہوئے میں اللہ کے لئے شریک ٹھہرائے
سو اللہ اُن کے شریک بنانے سے بالاتر ہے ۝

۱۹۱- کیا اُن کو شریک ٹھہراتے ہیں جو پیدا نہیں کرتے
کچھ بھی، بلکہ آپ مخلوق ہیں ۝

ف

عام مفسرین نے یہاں یہ قصہ بیان کیا ہے، کہ حوّا۔ جب
حاملہ ہوئیں، تو شیطان ان کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا، جانتی
ہو اب کیا ہوگا۔ تیرے پیٹ سے جانور پیدا ہوگا۔ اور خدا
جانے کس تکلیف کے انداز میں پیدا ہو، یا انسانی بچہ پیدا ہو
تو ناقص ہو، میں اللہ کا مقرب ہوں۔ اگر میری بات مانو اور ہونے
والے بچے کا نام عبدالحارث رکھو، تو کوئی اندیشہ نہیں، حوّا
اس پر راضی ہوگئیں۔ اور بچے کا نام عبدالحارث رکھا۔ حارث شیطان
کا نام ہے۔ یہ آیت اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ مگر یہ
واقعہ حقیقتاً درست نہیں۔ کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے
کہ خدا کا پیغمبر دوبارہ شیطان کے دھوکے میں آگیا۔ حالانکہ مرد
مومن بھی دو دفعہ دھوکا نہیں کھاتا۔ اَلْمُؤْمِنُ لَا يُلْدَغُ مِنْ
جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ۔ نیز اس واقعہ کے صاف صاف معنی یہ ہیں
کہ انبیاء بھی مشرکیہ افعال کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے
قرآن نے میاں بیوی دونوں کو برابر کا مجرم قرار دیا ہے۔ جَعَلَا لَهٗ
شُرَكَآءَ۔ حالانکہ یہ منصب نبوت کے منافی ہے۔ ہو سکتا
ہے کہ اجتہاد و فہم میں تسامح سرزد ہو۔ مگر توحید جیسی بین حقیقت
میں اشتباہ ناممکن۔

بات اصل میں یہ ہے کہ یہاں آدم و حوّا کا ذکر ہی سرے سے
موجود نہیں۔ عام انسانوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں
دیکھو ہم نے تمہیں ایک ہی نفس و نوعیت سے پیدا کیا ہے مگر
تم ہو کہ تخلیق اولاد کو دوسروں کی جانب منسوب کرتے ہو۔ اس
حقیقت کو نہایت دلنشین انداز میں بیان کیا ہے۔ یعنی بتایا
یہ ہے، کہ شرک کرتے وقت انسانی فطرت کیا ہوتی ہیں۔
عورت جب محسوس کرتی ہے کہ پاؤں بھاری ہیں، تو
خوشی خوشی کام کاج میں مصروف نظر آتی ہے۔ اور اس بوجھ
کو لئے لئے پھرتی ہے۔ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ۔ جب یہ
جانتی ہے کہ اب ولادت کا وقت قریب ہے۔ تو اس وقت
اس کے دل میں خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ جانے بچہ کس قسم کا پیدا

(باقی برصفحہ ۲۱۷)

۱۹۲- وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ
اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○
۱۹۳- وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا
يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ
اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ○
۱۹۴- اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ○
۱۹۵- اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ؗ اَمْ
لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ؗ اَمْ
لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ؗ
اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ

۱۹۲- اور وہ نہ اُن کی مدد کر سکتے ہیں۔ نہ اپنی
مدد کر سکتے ہیں ○
۱۹۳- اور اگر تم اُنھیں ہدایت کی طرف پکارو۔ تو وہ
تمہاری پیروی نہ کریں، تمہارے لئے برابر ہے کہ تم
اُنھیں پکارو، یا چپکے رہو ○
۱۹۴- خدا کے سوا جنھیں تم پکارتے ہو، وہ تمہاری
مانند بندے ہیں۔ سو اگر تم سچے ہو، تو
اُنھیں اس حال میں پکارو، جب وہ تمھیں
جواب دے سکیں ○
۱۹۵- کیا (بتوں) کے پیر ہیں کہ اُن سے چلیں، یا
اُن کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں، یا اُن کی
آنکھیں ہیں، جن سے دیکھیں۔ یا اُن
کے کان ہیں، جن سے وہ سنیں،

(بقیہ حاشیہ)

پھر۔ تندرست ہو یا بیمار۔ پھر خوف و
ہراس شروع ہوتا ہے۔ اللہ کرم کرتے ہیں
بچہ تندرست پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت
میاں بیوی دونوں کہتے ہیں، کہ سب
نیراں کی بخشش ہے۔ خواجہ کی
نوازش ہے۔ بڑے پیر کی مہربانی ہے
حالانکہ ان میں سے کسی بزرگ کو بھی
تخلیق و تولید میں کوئی دخل نہیں۔
فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا سے لے کر جَعَلَا
لَهٗ تک۔ تمام امتی کے ہمیشہ مستقبل کے

معنوں میں ہیں۔

حَلِّ لُغَات

تَغَشّٰى۔ تغشی سے ماضی کا صیغہ
ہے۔ چھا جانے کے معنوں میں ہے۔
صَالِحًا۔ چنگا بھلا۔ نیک کار۔

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ
فَلَا تُنْظِرُوْنِ ○
۱۹۶- اِنَّ وَلِيِّ َۦ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ
الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○
۱۹۷- وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ
اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○
۱۹۸- وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى
لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ
اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○
۱۹۹- خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ
اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○
۲۰۰- وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

تو کہہ کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر مجھ پر
مکر کرو، اور مجھے کچھ فرصت نہ دو ○
۱۹۶- میرا کارساز وہ اللہ ہے، جس نے کتاب نازل
کی، اور وہی نیکوں کا حمایتی ہے ○
۱۹۷- اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ
نہ تمہاری ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اور نہ اپنی
ہی مدد کر سکتے ہیں ○
۱۹۸- اور اگر تم انہیں راہ کی طرف پکارو، تو وہ
سُنتے نہیں۔ اور اے محمدؐ تو ان بتوں کو دیکھتا ہے
گویا وہ تیری طرف تاک رہے ہیں ف۱ مگر وہ کچھ نہیں دیکھتے
۱۹۹- معافی کی خو پکڑ۔ اور نیک باتوں کا حکم دے
اور نادانوں سے منہ موڑ ○ ف۲
۲۰۰- اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تجھے

ف۱

اس سے قبل بتوں کا ذکر ہے۔ کہ ان میں کوئی خصوصیت نہیں۔ وہ بھی تمہاری طرح عبودیت و تذلّل کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور پھر اس درجہ بے بس ہیں کہ چل پھر نہیں سکتے۔ نہ ہاتھوں سے چھو سکتے ہیں، نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ کان ہیں کہ سن سکیں۔ اس کے بعد بت پرستوں سے کہا، کہ تم ان کو مقابلے کے لئے آمادہ کرو۔ اور دیکھو اللہ کی دوستی اور حمایت کس طرح ہوتے کام آتی ہے اس کے بعد کی آیات میں تعریض ہے۔ کہ بتوں سے نصرت کی توقع نہیں ہو سکتی۔ وہ نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں، اور نہ تمہاری اس کے بعد خطاب مشرکین سے ہے۔ کہ اگر ان کو ہدایت کی طرف دعوت دی جائے، تو غور و فکر کی غرض سے کان نہیں دھرتے۔ باوجود ان حقائق کے بتوں کی بیچارگی اور بے بسی کے پھر بھی متنبّہ نہ ہیں •

ف۲

مقصد یہ ہے کہ حضورؐ ان مشرکین کے طعن و تشنیع سے درگزر فرمائیں۔ ان کی زیادتیوں پر توجہ نہ دیں، اور اپنا کام وقار و متانت سے انجام دیتے رہیں، یہ جہالت و نادانی کی وجہ سے مجبور ہیں •

درحقیقت یہ حکم حضورؐ کی سیرت مرحمانہ کا ایک تابناک صفحہ ہے۔ آپ نے ہمیشہ عفو و کرم سے کام لیا ہے۔ اور کبھی کسی شخص سے ذاتی انتقام نہیں لیا •

حلِّ لغات

العُرف۔ یعنی معروف •

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ ○

٢٠١ - اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ
طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا
فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○

٢٠٢ - وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ
ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ○

٢٠٣ - وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا
لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ
مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا
بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ
رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

٢٠٤ - وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ

ڈالے، تو اللہ سے پناہ مانگ، وہ سنتا
جانتا ہے ○ ف۱

٢٠١ - جو ڈرتے ہیں جب انہیں شیطان سے
کوئی وسوسہ پہنچے، وہ چونک اٹھتے ہیں
پھر ناگہاں وہ دیکھنے لگتے ہیں ○

٢٠٢ - اور ان کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں
پھر وہ کمی نہیں کرتے ○

٢٠٣ - اور جب تو ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتا تو کہتے
ہیں کہ کیوں کوئی آیت نہیں چھانٹ لایا، تو کہہ میں تو
صرف اسی کے تابع ہوں جو مجھے میرے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے،
یہ تمہارے رب کی ہدایت اور رحمت اور سمجھ کی باتیں
ہیں مومنین کے لئے ○ ف۲

٢٠٤ - اور جب قرآن پڑھا جائے تو چپ ہو کے اس کو

کشاکشِ نفس اور پیغمبر

ف۱

نزغ سے مراد وسوسہ اندازی ہے یعنی جب آپ کے دل میں ان
لوگوں کی کج روی اور مخالفت کی وجہ سے شیطان غم و غصہ کی
آگ بھڑکانا چاہے، تو آپ اللہ کی پناہ میں آ جائیں، وہ
آپ کی دعاؤں کو سنتا اور آپ کے حالات کو جانتا ہے۔

عصمتِ انبیاء کا مفہوم یہ نہیں، کہ انبیاء کے دل میں خواہشات
کی کشاکش نہیں ہوتی، یا نفسِ بشری بیکار ہو جاتا ہے۔
عصمت کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء باوجود زبردست کشاکشِ نفس کے
ہمیشہ لغزش سے محروم نہیں ہوتے، اور وہ ہر ترغیب
کو اپنی روحانی قوت سے دور کر دیتے ہیں جس میں برائی کا ذرا بھی دخل
ہو بھی ان کے دل میں تقاضا کرے، شیطانی وسوسہ اندازی ہوتی
ہے۔ مگر وہ باطنی قوت سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور شکست
دیتے ہیں۔ اور پیغمبر اسی کو عصمت انہیں ہر مقام پر محفوظ رکھتی ہے۔

قرآن معجزہ ہے!

ف۲

اس سے پیشتر کی آیت میں مکہ والوں کا قول نقل ہے کہ
آپ مطلوبہ معجزہ کیوں نہیں دکھلاتے۔ اس کے جواب میں آپ نے
قرآن کی زبان میں فرمایا۔ میں وحی و الہام کا پابند ہوں۔ اپنی طرف
سے کچھ ایزاد نہیں کر سکتا۔ اور قرآن میں تمہارے لئے بصائر
موجود ہیں۔ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ یعنی اگر اطمینان
مقصود ہے۔ تو قرآن کو پڑھو، اور اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو کم از
کم جب قرآن پڑھا جائے۔ غور سے سنو۔ پھر دیکھو، قرآن
کی صداقت کس طرح تمہیں اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔ اور
کیونکر تمہیں سزاوار کرم بنا رہی ہے۔

یعنی قرآن بجائے خود معجزہ ہے، ایک علمی تلوار ہے
نہایت دقیقہ کا موثر کلام ہے۔ اس کو پڑھ کر دیکھو انصاف
و عدل کے کانوں سے سن لو۔ پھر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا

حل لغات :- نزغ :- وہ خیال جو دماغ میں گھومے اور مستی پیدا ہونے کی کوشش کرے •

وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○
۲۰۵- وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا
وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ
الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا
تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ○
۲۰۶- إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ
عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ
يَسْجُدُونَ ○ السجدة

(۸) سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۸۸
آيَاتُهَا (۷۵) رُكُوعَاتُهَا (۱۰)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○
۱- يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ ۖ قُلِ
الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا

سنو۔ شاید تم پر رحم ہو ○
۲۰۵- اور اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و
شام گڑگڑا کر اور ڈر کر بغیر
بلند آواز کے یاد کر۔ اور غافلوں
میں نہ ہو ○ ف۱
۲۰۶- وہ جو تیرے رب کے نزدیک ہیں (فرشتے) اس کی
عبادت سے سرکشی نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے
اور اسے سجدہ کرتے ہیں ○

سورۂ انفال

مدنی۔ آیتیں (۷۵)۔ رکوع (۱۰)

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)
۱- مال غنیمت ف۲ کی بابت تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ
مال غنیمت اللہ کا اور رسول کا ہے۔ سو تم اللہ

ف۱

مقصد یہ ہے کہ آدمی ذکر میں بہت اگرچہ اپنے دل میں اللہ کو یاد کرے۔ تاکہ شور و شغب سے اس کے قلب میں انتشار نہ آسکے ۔

بات یہ تھی کہ مسلمان جب ذکر و شغل میں مصروف ہوتے تو شور کرتے ہوئے شور مچاتے۔ اور شغل اندر ہوتے اس پر یہ ہدایت ہوئی کہ صبح و شام جب چاہو، خدا کو یاد کرو۔ اور عاجزی اور انکسار کا اظہار ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ دوسرے بھی سنیں۔ البتہ غفلت نہیں کرنی چاہیے ۔

سورۂ انفال

ف۲

مدنی ہے۔ بدر میں غنائم کے سلسلہ میں تنازع ہوا۔ تو اس پر نازل ہوئی۔ اس میں خمس کی تفصیل ہے۔ نوجوان یہ کہتے تھے کہ ہم غنیمت کے زیادہ حقدار ہیں۔ مشیوخ کو یہ فضیلت تسلیم نہ تھی۔ اللہ تعالے نے اس عقدہ میں فرمایا۔ اصل میں یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے قبضہ و ملک میں ہے۔ وہ جیسا چاہیں تقسیم کریں۔ تمہیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے ۔
حضورؐ نے خمس نکال لینے کے بعد نوجوانوں اور بڈھوں میں مال برابر تقسیم کر دیا ۔

حلِّ لغات

اَنْصِتُوْا۔ مصدر انصات چپ رہنے کے لئے خاموش ہو جانا ۔
اَنْفَال ۔ جمع نفل۔ یعنی مال غنیمت ۔

اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ص وَاَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ○
۲ - اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا
ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا
تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ
اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○
۳ - الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○
۴ - اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط
لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○
۵ - كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ

سے ڈرو، اور آپس میں صلح کرو، اور اللہ
اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر
مومن ہو ○
۲ - وہی ہیں ایماندار کہ جب اللہ کا نام
آئے، اُن کے دل ڈر جائیں۔ اور جب
اُن کے سامنے اس کی آیات پڑھی جائیں اُن کا
ایمان بڑھے، اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ○ ف۱
۳ - جو نماز پڑھتے، اور ہمارا دیا ہوا
خرچ کرتے ہیں ○ ف۲
۴ - وہی سچے مومن ہیں۔ اُن کے لئے
اُن کے رب کے پاس درجے ہیں، اور مغفرت
اور عزت کا رزق ○
۵ - جیسے کہ تجھے اے محمد تیرے رب نے سچائی کے

ف۱

مقصد یہ ہے کہ مومن کو غیر مشروط طور پر مطیع ہونا چاہئے۔ اس کا دل ایسا اثر پذیر ہوتا ہے۔ کہ خدا کا نام سن کر کانپ جاتا ہے قرآن کی آیات کو سنتا ہے تو دل میں ایمان کا سمندر موجزن ہو جاتا ہے۔ اس کی بصیرت اور صاحب وجدیہ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ وہ متوکل ہے۔ ہر بات میں اللہ پر اسے بھروسا ہے۔

ف۲

درحقیقت مومن وہ ہے جو صلوٰۃ و زکوٰۃ کے نظام پر عمل پیرا ہے۔ اس کے لئے روحانی درجات ہیں۔ یہی مغفرت الٰہی کا تحفہ ہے۔ اور یہی وہ ہے جس کی روزی پاک اور طیب ہے۔

مگر صلوٰۃ و زکوٰۃ کا مفہوم محض ہر سو مراد کا وار عیسے کا ادا کرنا نہیں، نہ سال کے بعد ایک متعین رقم ادا کرنا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ روح و مغز کا حصول ضروری ہے نماز پڑھے۔ اور نمازی کی علامات و خصائل کا حامل بنے۔ زکوٰۃ دے اور قومی و ملی ضروریات سے آگاہ رہے۔

بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ
۶ - يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا
تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى
الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۗ
۷ - وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى
الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ
اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ
لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ
الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ
الْكٰفِرِيْنَ ۙ
۸ - لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ
الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ

ساتھ تیرے گھر سے نکالا، اور مسلمانوں کی
ایک جماعت راضی نہ تھی ○ ف۱
۶ - حق بات میں اس کے واضح ہونے کے بعد تیرے
ساتھ جھگڑتے تھے گویا وہ لوگ موت کی طرف
ہانکے جاتے تھے اور انہیں موت سامنے نظر آتی تھی ○
۷ - اور جب اللہ تمہیں دو جماعتوں میں سے ایک کا
وعدہ دیتا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم
چاہتے تھے کہ وہ جماعت تمہیں ملے جس میں کانٹا
نہ لگے۔ اور اللہ کا ارادہ تھا کہ حق کو اپنے
کلاموں سے سچا کرے۔ اور کفار کی جڑ
کاٹ ڈالے ○
۸ - تاکہ سچ کو سچا کرے۔ اور جھوٹ کو جھوٹا
اور اگرچہ مجرم پسند نہ کریں ○

غزوۂ بدر

ف۱ سنہ ۲ھ میں مسلمانوں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ مکے والوں کی شرارتوں کا قطعی سدِ باب کر دیا جائے۔ تقریباً ۳۰۰ میل کی دوری کے باوجود مسلمانوں کو چین سے نہیں رہنے دیتے تھے۔ اکثر دھمکیاں دیتے کہ ہم یثرب پہنچ کر تمہیں مزہ چکھائیں گے۔ ربیع الاول سنہ ۲ھ میں ایک شخص کرز بن جابر الفہری مدینہ پہنچا اور اونٹ لوٹ کر لے گیا۔

حضورؐ نے فیصلہ کر لیا۔ کہ مدینے سے باہر نکل کر فیصلہ کن جنگ ہو جائے۔ تاکہ کفر کو آئندہ ایمان کے خلاف جرأت نہ رہے۔

حضورؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ سب نے رضامندی کا اظہار کیا۔ ایک جماعت ایسی تھی۔ جسے باہر نکل کر لڑائی کا تجربہ نہ تھا۔ وہ کہتے تھے ہم اچھی طرح تیار نہیں ہیں۔ پہلے سے علم ہوتا تو تیاری کرلیتے مگر حضورؐ کا فیصلہ قطعی تھا۔ اللہ تعالےٰ یہ چاہتے تھے کہ احقاقِ حق ہو جائے۔ اور کفر کے سارے ارمان نکل جائیں۔

اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ

سے غرض یہ ہے کہ ایک قافلہ ابو سفیان کا جا رہا تھا جس کے تعاقب میں مسلمان نکلے۔ مگر کفارِ مکہ کا لشکر جرار مقابلے کے لئے آ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے تھے کہ تمہاری مڈبھیڑ لشکر سے ہو۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ایمان میں کتنی قوت ہے اور تم چاہتے تھے کہ قافلہ ہاتھ آ جائے۔ تاکہ آسانی سے مالِ غنیمت کے حقدار بن جائیں۔ اسی لئے وہی ہوا، جو خدا کا منشا تھا۔

حلِ لغات

يُسَاقُوْنَ۔ مصدر سوق۔ ہنکانا۔

۹ - اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝

۱۰ - وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

۱۱ - اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝

۹ - جب تم نے اپنے رب سے فریاد کی تو اُس نے تمہاری دُعا قبول فرمائی، کہ میں ایک ہزار فرشتے لگاتار بھیج کر تمہاری مدد کروں گا ۝

۱۰ - اور یہ وعدہ مدد جو اللہ نے کیا صرف خوشخبری تھی، اور تاکہ اس کے وسیلہ سے تمہارے دل تسکین پائیں اور فتح تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوا کرتی ہے، اللہ غالب حکمت والا ہے ۝ ف۱

۱۱ - جب اُس نے تم پر اونگھ ڈالی جو اس کی طرف سے چین تھی۔ اور آسمان سے مینہ برسایا تاکہ اس پانی سے تمہیں پاک کرے اور شیطانی نجاست تم سے دفع کرے۔ اور تمہارے دلوں پر محکم گرہ لگائے۔ اور تمہارے قدم ثابت کرے ۝ ف۲

فرشتوں کی تائید

ف۱

حضورؐ جب بدر میں تین سو تیرہ قدسی لے کر پہنچے ہیں، تو کفار ایک ہزار کی تعداد میں تھے۔ مسلمان نہایت بے سروسامانی میں تھے سارے فوج میں دو گھوڑے اور سات اونٹ۔ غور کرو، اتنی سی قوت کے ساتھ کفر کے خلاف صف آرائی کا خیال ہے۔

حضورؐ نے دعا کی، کہ اللہ اگر یہ مخلصین کی چھوٹی سی جماعت کٹ گئی۔ تو پھر تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک کون پھیلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت بخشا، اور مسلمانوں کی تائید کے لئے ایک ہزار فرشتے نازل فرمائے۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ فرشتوں کا نزول تمہاری تسکین کے لئے ہے، ورنہ اللہ کے پاس اور بھی نصرت واعانت کے بے شمار غیر معلوم وسائل ہیں۔

ف۲

عین میدان جنگ میں نیند یہ اللہ کی خاص نصرت تھی۔ اس سے مسلمان تازہ دم ہو گئے نیز کفار کے لئے یہ امر نہایت مرعوب کن ہے کہ مسلمان مصاف جنگ میں بے خطر ہو کر سو جاتے ہیں۔ یہ درحقیقت مسلمانوں کی طمانیت قلب کا بہترین نمونہ ہے۔

پانی کا برس جانا بھی خاص عنایت تھی طبیعتیں شگفتہ ہو گئیں۔ ضروریات کو پورا کر لیا گیا۔ اور دل میں کسی طرح کا میل باقی نہ رہا۔

۱۲۔ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ
الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ
بَنَانٍ ؕ
۱۳۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ
وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝
۱۴۔ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابَ النَّارِ ۝
۱۵۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا

۱۲۔ جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم مدد کو
چلو، میں بھی تمہارے ساتھ ہوں، تم مسلمانوں کو
مضبوط کرو۔ میں کافروں کے دل میں خوف
ڈالوں گا۔ پس تم گردنوں پر تلواریں
مارو۔ اور ان کے پور پور کاٹ
ڈالو ۝ ف ۱
۱۳۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی
تھی۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا
تو اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۝
۱۴۔ یہ تو تم چکھ لو۔ اور جان رکھو کافروں کے لئے
آگ کا عذاب (آگے بھی) ہے ۝
۱۵۔ مومنو! جب تم میدان جنگ میں کافروں
کے مقابل ہو، تو ان کو ہرگز

ف ۱

فرشتے اللہ کا حکم پاکر کفر کو مرعوب
کرتے رہے، اور اس کا اثر آج تک
مسلمان محسوس کرتا ہے۔ وہ بیزار کردہ
ہے۔ کفر کے خلاف پوری طرح جانباز
ہے۔ گو وہ تمام قوموں سے پیچھے
ہے۔ مگر رعب اب تک قائم ہے کفر
وطاغوت کی تمام قومیں مسلمان سے
خائف ہیں۔ کیونکہ یہی تنہا استعمار
کے لئے خطرہ ہے ۔

حلِّ لغات

(صفحہ گذشتہ)

مُرْدِفِیْن۔ مردف کی جمع ہے،
یعنی فرشتے رویف وار آتے رہیں گے۔
لِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ۔ ربط
علیٰ قلبہ۔ محاورہ ہے مراد حوصلہ
افزائی کرنا ہے ۔

تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝
١٦ - وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ
اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا
اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝
١٧ - فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ
الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝
١٨ - ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ
كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پشت نہ دو ۝
١٦ - اور جو کوئی اُس دن اُن کو پشت دے گا، سوائے اُس کے جو ہنر کرتا ہے لڑائی کا، یا (کہ) فوج میں جا ملتا ہے، وہ اللہ کا غضب لے پھرے گا۔ اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اور وہ بُری جگہ ہے ۝ ف۱
١٧ - پس تم نے اُنہیں نہیں مارا، لیکن اللہ نے مارا۔ اور تُو نے مُٹھی خاک نہیں پھینکی تھی جب پھینکی تھی، مگر اللہ نے پھینکی تھی۔ اور وہ مومنین پر اپنی طرف سے خوب احسان کیا چاہتا تھا۔ اور اللہ سُنتا جانتا ہے ۝ ف۲
١٨ - یہ تو ہو چکا، اور جان رکھو کہ اللہ کافروں کی تدبیر کو سُست کرے گا ۝

ف۱

اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ اگر جب کفر و طاغوت کا مقابلہ آ پڑے، اُس وقت کسی رواداری اور بُزدلی کو جائز قرار نہیں دیتا۔

میدانِ جہاد سے فرار بدترین گناہ ہے۔ اسلام بہادروں کا مذہب ہے۔ البتہ جنگ بدلنا اور طرح دینا اس سے مستثنےٰ ہے۔

مقصد یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں صرف بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ عقلمندی اور دانائی کا ادا بھی ضروری ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ

ف۲

مقصد یہ ہے کہ تم لوگوں نے میدانِ جہاد میں محض اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ ورنہ کامیابی اور نُصرت تو تمہاری کوششوں کی رہینِ منت نہیں، تم نے بلاشبہ ان سے جنگ کی اور بہادری کا ثبوت دیا، اور اگر اللہ کفر کو ہزیمت نہ دینا چاہتا۔ تو تم فتح پر قادر نہ ہو سکتے۔

اسی طرح حضور کے متعلق فرمایا۔ آپ نے جو مُٹھی شاهت الوجوه کہہ کر پھینکی اور مخالفین کی آنکھیں چندھیا گئیں، یہ بھی محض اللہ کا فضل تھا۔

غرض یہ ہے کہ بڑی سے بڑی کامیابی بھی اللہ کے فضل سے بے نیاز نہیں۔

حلِ لغات

مُتَحَرِّفًا۔ حرف کے معنی پھرنا کنارے کے ہیں۔ تحرف سے مُراد ایک طرف ہو جانا ہے بچاؤ کے لئے۔

مُتَحَيِّزًا۔ حیز کے معنی جگہ کے ہیں۔ یعنی دوسری جگہ کی طرف ہونے والا۔

١٩ - اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ
الْفَتْحُ ۚ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَعُوْدُوْا
نَعُدْ ۚ وَ لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ
فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ
وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ ع
٢٠ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ
وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ○
٢١ - وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا
يَسْمَعُوْنَ ○
٢٢ - اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ

١٩ - (اے اہلِ مکہ) اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو فیصلہ
تم کو پہنچ چکا۔ اب اگر تم باز آؤ۔ تمہارے لیے
بہتر ہے۔ اور جو تم پھر کے آؤ گے، ہم بھی پھر
کے آئیں گے۔ اور تمہاری جمعیت کچھ تمہیں
مفید نہ ہوگی۔ اگرچہ بہت ہو۔ اور
اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے ف۱ ○
٢٠ - مومنو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی
اطاعت کرو۔ اور اس سے گردن نہ موڑو
حالانکہ تم سنتے ہو ○
٢١ - اور ان کی مانند نہ ہو، جو کہتے
ہیں، کہ ہم نے سنا۔ اور وہ نہیں
سنتے ○
٢٢ - خدا کے نزدیک سب جانداروں میں بدتر

ف۱

مکے والے جب گھروں سے
جنگ کے لیے نکلے تو یہ کہتے
ہوئے نکلے۔ اللہ ہم میں سے
جو ہدایت پر ہے۔ اس کی نصرت
فرمائیو۔ اب بدر کی فتح نے یقین
دلا دیا۔ کہ مسلمان حق پر تھے،
کیونکہ باوجود قلت تعداد کے
اور بے سرو سامانی کے یہ حیرت
انگیز کامیابی بجز صداقت و
تائید ربانی کے کیونکر ممکن
ہے ●

فرمایا شرارتوں سے اب
بھی رک جاؤ۔ تمہیں کثرت تعداد
پر غرور نہ ہونا چاہیے۔ اللہ
کی نصرتیں حق و صداقت کے ساتھ
ہیں، کثرت کے ساتھ نہیں ●

الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا
يَعْقِلُوْنَ ○
۲۳- وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا
لَّاَسْمَعَهُمْ ۚ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا
وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○
۲۴- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا
لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ
لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ
اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ
وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○
۲۵- وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۤصَّةً ۚ
وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

بہرے، اور گونگے ہیں۔ جو نہیں سمجھتے ○ ف۱

۲۳- اور اگر خدا ان میں بھلائی جانتا، تو انہیں سنوا دیتا۔ اور اب اگر انہیں سنوائے تو وہ منہ موڑ کے اُلٹے بھاگیں ○

۲۴- مومنو! اللہ اور رسولؐ کی مانو۔ جب وہ تمہیں اس کام کے لئے بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے۔ اور جانو کہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان خدا حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تم اس کی طرف جاؤ گے ○ ف۲

۲۵- اور تم اس فتنہ سے ڈرتے رہو، جو تم میں سے بالخصوص ظالموں ہی کو نہیں پکڑے گا (بلکہ عام ہے)۔ اور جان لو، کہ اللہ کا عذاب سخت

ف۱

غرض یہ ہے کہ بدترین مخلوق کی توضیح کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کان اس لئے دیئے ہیں کہ وہ حق و صداقت کی آواز سنے۔ زبان اس لئے عطا کی ہے، تاکہ سچائی کا اعلان کرے۔ مگر جب وہ صداقت کی جانب سے کان بند کرلے اور اس کے لب حق کی حمایت میں نہ ہلیں۔ تو پھر اس میں اور حیوانات میں کیا فرق ہے۔ بلکہ ان سے بھی بدتر ٹھہرا۔ وہ اپنے وظائف قویٰ کو ادا کرتے ہیں مگر یہ عقل و خرد سے کام نہیں لیتا۔

ان آیات میں خطاب منافقین کے گروہ سے ہے جو کبھی بالکل متاثر نہیں ہوتے اور برابر کفر و شرک کے مرض میں مبتلا رہتے ہیں۔

حیات آفرین پیغمبر

ف۲

مسلمان کو اطاعت مطلقہ کی دعوت ہے۔ مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ ہر دعوت رسول پر لبیک کہے۔ کیونکہ اس کا پیغام حیات آفرین ہے۔ اس کی ہر ادا زندگی ہے اور زندگی پرور ہے۔ جب تک مسلمان اپنے پیغمبر کے اسوہ پر عمل پیرا رہے۔ زندہ رہے۔ اور جب بدعات و رسوم کی پیروی اختیار کی ہے۔ زندگی کے تمام آثار مفقود ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے قریب ہیں۔ اور ہر شخص کے قلب میں اس کی قدرتوں کا انعکاس ہے۔ اب جیسا تمہارے قلب کا شیشہ ہے۔ خدا ویسا ہی قلب میں نظر آئے گا۔ اگر تم

(باقی بر صفحہ ۴۲۸)

الْعِقَابِ ○

۲۶ - وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ
مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ
تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ
النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ
بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ
الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

۲۷ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا
اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

۲۸ - وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ
اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ
اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ ع ۱۴

ہے ○

۲۶ - اور (اے مہاجرین) یاد کرو۔ جب تم زمین
میں کمزور اور تھوڑے سے تھے۔ ڈرتے
تھے، کہ تمہیں لوگ اچک لیں گے سو اس نے
تمہیں (مدینہ میں) جگہ دی۔ اور اپنی فتح (بدر)
سے تم کو قوت پہنچائی۔ اور ستھری چیزوں سے روزی
دی۔ شاید کہ تم شکر کرو ○ ف۱

۲۷ - مومنو! اللہ اور رسول سے، اور
آپس کی امانتوں میں خیانت نہ کرو،
اور تم جانتے ہو ○

۲۸ - اور جانو، کہ تمہارے مال اور اولاد
فتنہ ہیں۔ اور اللہ کے پاس
بڑا ثواب ہے ○

(بقیہ حاشیہ)

منکر ہو۔ تو تمہارے اور ہدایت و پرہیزگاری کے درمیان وہ حائل ہے۔ اگر پاکباز ہو تو کفر کے خلاف تمہارے دل میں نفرت پیدا کر دے گا۔ یعنی نیک انسان کے لئے نیکی کی توفیق ہے۔ اور برے کے لئے برائی کا میلان و رجحان ہے ●

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً الخ

سے مراد یہ ہے، کہ بعض وقت تبلیغ و اشاعت میں تساہل کی وجہ سے دونوں فریق مبتلائے فتنہ ہو جاتے ہیں۔ تم اس سے بچو۔ اور منکرات کے خلاف جہاد میں کوشاں رہو۔ تاکہ تغافل کی پاداش میں تمہیں بھی گرفتار بلا نہ ہونا پڑے ●

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱

یعنی اللہ کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ تم قلیل و کمزور تھے۔ تمہیں طاقت و قوت بخشی۔ تم اطمینان و فراغت سے محروم تھے۔ اللہ نے جگہ دی۔ اور اطمینان بخشا ●

حلِ لغات صفحہ ۴۲۸

اِسْتَجِيْبُوْا - قبول کرو اور مان لو ●

يَحُوْلُ - حائل ہو جاتا ہے ●

فِتْنَةً عذاب و رسوائی۔ یعنی مال و اولاد کی محبت میں بسا اوقات انسان ایثار و قربانی سے محروم رہتا ہے ●

۲۹ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ
فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ ○
۳۰ - وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ
يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَ
يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ
الْمٰكِرِيْنَ ○
۳۱ - وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا
قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا
مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

۲۹ - مومنو! اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے،
تو وہ تمہارے لئے (مخالفین کی نسبت) فیصلہ
کر دے گا۔ اور تمہارے گناہ دور کر دے گا
اور تمہیں بخشے گا۔ اور اللہ بڑے (ہی) فضل
والا ہے ○ ف۱
۳۰ - اور جب کفار (مکہ) تیری نسبت مکر کرتے تھے
کہ تجھے قید، یا قتل، یا جلاوطن
کریں۔ اور وہ تدبیر کرتے تھے۔ اور اللہ
بھی تدبیر کرتا تھا۔ اور اللہ اچھا تدبیر
کرنے والا ہے ○ ف۲
۳۱ - اور جب ہماری آیات ان (کے سامنے) پڑھی جاتی تھیں
کہتے تھے ہم سن چکے۔ اگر ہم چاہیں تو ایسی ہی
ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو صرف اگلوں کی

مومن کا امتیاز

ف۱

مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وعدہ ہے، کہ اگر اس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو، اور وہ سچے دل سے اسلام کے احکام کا احترام کرتا ہو۔ تو دنیا میں اس کی زندگی خاص امتیاز سے بسر ہوگی۔ وہ "فرقان" یعنی سلوک خاص کا مستحق ہوگا۔ اس میں اور کفر و طاغوت میں تباین ہوگا۔ اس کے طور و طریق کا مقابلہ نہ ہو سکے گا۔ اور وہ شان سے جلال الٰہی کا اظہار کرے گا۔

ف۲

احسانات الٰہی کا ذکر ہے یعنی ایک وقت وہ تھا، کہ حضورؐ کے متعلق مشورے کر رہے تھے۔ کچھ کہتے تھے۔ اس کو قید کر لو۔ کچھ چاہتے تھے، زندگی ہی سے محروم ہو جائے اور ایک طبقہ وہ تھا۔ جو مکے سے نکال دینے پر مصر تھا۔ ان کی تمام تدبیریں ناکام رہیں، اور اللہ نے حضورؐ کو مدینہ پہنچا دیا۔ جہاں سینکڑوں جاں نثار پیدا ہو گئے۔ اور بالآخر یہ تجویزیں سوچنے والے بدر میں ذلیل ہوئے۔

حلِ لُغات

لِيُثْبِتُوْكَ۔ اثبات کے معنی روک لینے کے ہیں۔ یعنی قید کر رکھنا۔

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝
٣٢ - وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا
هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ
عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ
اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝
٣٣ - وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ
وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ
اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ
يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝
٣٤ - وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ
وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۚ اِنْ
اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ

کہانیاں ہیں ۝ ف١
٣٢ - اور وہ وقت یاد کر جب اُنہوں نے کہا تھا کہ خدا
اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو آسمان
سے ہم پر پتھر برسا دے - یا ہم پر دکھ
کا عذاب نازل کر ۝
٣٣ - اور اللہ ہرگز اُنہیں عذاب نہ کرتا جب
تک تُو اُن میں تھا - اور اللہ اُن کو عذاب
نہ کرتا - جب تک کہ وہ استغفار
کرتے ۝ ف٢
٣٤ - اور کیونکر اللہ اُنہیں عذاب نہ کرے گا جبکہ
وہ مسجد حرام سے لوگوں کو روکتے ہیں
اور وہ اُس مکان کے والی نہیں - اُس کے
والی صرف مُتقی ہیں - لیکن اُن میں

ف١

یعنی یہ لوگ قرآن کی عظمت حقیقی سے آگاہ نہ ہو سکے - قرآن کو جب سنتے - تو کہتے، قصے کہانیاں ہیں - ہم بھی اس طرح کے قصے بیان کر سکتے ہیں ۔

مگر یہ توفیق نصیب نہ ہوئی - کہ قبول کریں، یا قرآن کے مقاصد اصلی تک ان کی رسائی ہو ۔

ف٢

حضورؐ کی رحمۃ للعالمین کا تذکرہ ہے یعنی گو یہ لوگ عذاب طلب کرتے ہیں - مگر جب تک آپ کا وجود گرامی ان میں رہے گا - اللہ تعالےٰ عذاب نہیں بھیج سکتے - حضورؐ کا احترام مطلب عصان نہ ہے - اور پھر دوسری وجہ یہ تھی، کہ عذاب طلبی میں وہ صادق بھی نہ تھے - دل میں خائف تھے، کہ کہیں واقعی عذاب نہ آ جائے اس لئے چھپ چھپ کر استغفار کرتے ۔

جب حضورؐ نے مکہ کو چھوڑ دیا - اور مدینے میں رہنے لگے - تو اس وقت بدر کی صورت میں قریش کی طلب بھی پوری ہو گئی یعنی عذاب آیا - اور اُن کے بڑے بڑے سردار مارے گئے ۔

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○
۳۵ - وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ
إِلَّا مُكَاءً وَّ تَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ○
۳۶ - إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ
أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ
اللّٰهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ
عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۚ
وَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ
يُحْشَرُونَ ○
۳۷ - لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ
الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيثَ
بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ

اکثر نہیں جانتے ○ ف۱
۳۵ - اور اُن کی نماز خانہ کعبہ میں صرف سیٹی
اور تالیاں بجانا تھی۔ سو اب اپنے کفر کے
بدلے میں عذاب چکھو ○ ف۲
۳۶ - کافر اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں
کہ لوگوں کو خدا کی راہ سے روکیں۔ خرچ
تو کریں گے۔ پھر وہ خرچ اُن پر باعثِ
حسرت ہوگا۔ آخر مغلوب ہوں گے
اور کافر دوزخ کی طرف ہانکے جائیں
گے ○ ف۳
۳۷ - تاکہ اللہ ناپاک اور پاک میں فرق
کرے۔ اور ناپاک (یعنی کفار) کو ایک کو
ایک پر رکھ کے سب کو ڈھیر لگائے

ف۱

غرض یہ ہے کہ وہ کس برتے پر عذاب طلب کرتے ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ مسجد حرام سے مسلمانوں کو روکنا بہت بڑا جرم ہے یعنی جہاں تک اُن کے جرائم کا تعلق ہے وہ قطعاً سزاوار تعزیر ہیں ۔

ف۲

حضورؐ جب صحن کعبہ میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو مکے والے احترامِ بیت اللہ کو بالائے طاق رکھ کر تالیاں اور سیٹیاں بجاتے۔ تاکہ نماز کو آپ دلجمعی اور سکون کے ساتھ نہ ادا کر سکیں ۔

فرمایا اگر ان کی یہی عبادت ہے اور یہی جذبۂ احترام ہے تو آج بدر کے دن اس گستاخی کا مزہ چکھیں ۔

ف۳

یعنی مکہ والے پوری قوت کے ساتھ اسلام کے خلاف صف آراء ہوں۔ انجام کار انہیں شکست ہوگی۔ کیونکہ فتح و کامرانی کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ دولتِ ایمان کی احتیاج ہے، بدر میں شکست کھا کر ان لوگوں نے آئندہ کے لئے تیاریاں کیں۔ عمرو نے مالی امداد دی۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ مال و دولت جو اسلام کی مخالفت میں صرف کیا جا رہا ہے۔ اُن کے لئے بالآخر حسرت و ندامت کا باعث ہوگا ۔

حلِ لغات

مُكَاءً - پرندے کی آواز۔ سیٹی بجانا ۔
تَصْدِيَةً - صدی سے ہے یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا۔ یعنے تالی بجانا ۔

جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۟

۳۸- قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ
يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ
سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ
مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۟

۳۹- وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ
فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ
لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۟

۴۰- وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى
وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۟

پھر اس ڈھیر کو دوزخ میں ڈالے یہی لوگ
زیاں کار ہیں ○

۳۸- کافروں سے کہہ دے۔ اگر باز آئیں
تو جو کچھ ہو چکا ہے، معاف ہو جائے گا
اور جو (لڑنے کو) پھر آئیں۔ تو اگلوں کی
عادت واقع ہو چکی ہے ○

۳۹- اور تم (اے مسلمانو) انہیں یہاں تک قتل کرو
کہ فساد نہ رہے۔ اور تمام دین خدا کا ہو
جائے۔ پھر اگر وہ باز آئیں۔ تو خدا ان کے
کام دیکھتا ہے ○ ف

۴۰- اور اگر وہ (اسلام سے) منہ موڑیں، تو جانو
کہ خدا تمہارا حمایتی ہے۔ وہ اچھا حمایتی
ہے۔ اور اچھا مددگار ○

جہاد کی غرضِ اقصیٰ

ف

اسلام جنگ و جدال کو بالطبع ناپسندیدہ ٹھہراتا ہے۔ اس کے نزدیک صلح و آشتی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ البتہ جب کفر فتنہ کا باعث ہو جائے یعنی مسلمانوں کی آزادی چھین جائے۔ ایمان وجہ ابتلا بن جائے۔ محض مسلمان ہونا مصیبت قرار پائے۔ اس وقت جہاد فرض ہو جاتا ہے اسلام جہاں صلح و امن کا خواہاں ہے وہاں کفر سے دب کر رہنا بھی پسند نہیں کرتا، اور کون نہیں جانتا، کہ صلح و امن کے لئے بھی بعض دفعہ خون بہانا پڑتا ہے۔

اسلامی جہاد کی غرض و غایت یہ ہے کہ دین میں آزادی ہو۔ اللہ کے دین میں اور کوئی قوت حائل نہ ہو۔ ہر مسلمان پوری آزادی سے اسلامی احکام کو ادا کر سکے۔

۴۱-وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ
شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ
وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ
بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا
يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ
وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○
۴۲-اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ
بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ
اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ
لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ
لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ
مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ

۴۱ - اور جان لو کہ جو مالِ غنیمت لاؤ اس کا
پانچواں حصہ اللہ اور رسول اور (اس کے)
قرابتیوں اور یتیموں، اور محتاجوں اور مسافروں
کے لئے ہے (ف۱) اگر تم اللہ پر اور اس بات پر
ایمان لائے ہو جو ہم نے فیصلہ کے دن جب
دو فوجیں بھڑ گئی تھیں اپنے بندہ پر نازل کی تھی
اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ○

۴۲ - جب تم میدان کے ورلے کنارے اور قریش
پرلے کنارہ پر تھے ۔ اور قافلے کے سوار تم سے
نیچے دریا کی طرف اتر گئے تھے اور اگر تم آپس
میں کچھ وعدہ کر لیتے ۔ تو تمہیں وعدہ خلاف
ہونا پڑتا ۔ لیکن خدا کو مقدر (ف۲) کام کرنا
تھا ۔ تاکہ جو ہلاک ہو، دلیل سے

خمس

ف۱ اسلام میں جہاں اخلاق و عقائد کی آسانی ہے وہاں
عسکری ضابطوں کی توضیح بھی ہے ۔ کیونکہ یہ جامع مذہب ہے
جس میں تمام ضروریات انسانی سے بحث ہے ۔
خمس کے معنی پانچویں حصے کے ہیں ۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب
مسلمان میدان جنگ میں جائیں ۔ اور دشمنوں کا مال لے کر لوٹیں
تو اس کے پانچ حصے کر دیئے جائیں ۔ پانچواں حصہ بیت المال
میں رہے ۔ وہ دینی و ملی ضروریات پر صرف ہو ۔ اسے یتیموں،
مساکین یا مسافر جو زادِ راہ کے محتاج ہوں ۔ انہیں حسب ضرورت
و احتیاج دیا جائے ۔ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر
دیئے جائیں ۔

یہ واضح رہے کہ اسلام کے عہد اول میں باقاعدہ فوج نہ
تھی ۔ نہ ان کی تنخواہیں مقرر تھیں ۔ ہر مسلمان سپاہی تھا ۔ اور وقت
پڑنے پر ملک کی حفاظت کے لئے قربان کا فرض تھا ۔ جب ضرورت
ہوتی، تمام گھروں سے نکل کھڑے ہوتے، اور جہاد میں شریک
ہو جاتے تھے ۔ اس لئے شریعت نے باقاعدہ مال غنیمت کے
حصے مقرر کر دیئے ۔ اور ہر سپاہی کا اس میں حصہ ہے ۔ جس کے
صاف صاف معنی یہ ہیں ۔ کہ سپاہی ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے
اور جنگ میں وہ دوسرے انسانوں کی طرح شریک ہوتا ہے ۔

ف۲ غرض یہ ہے کہ جب بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قریش کے
باقاعدہ لشکر سے مڈبھیڑ کرا دی ۔ ورنہ اگر وعدہ کر کے گھروں سے
نکلتے ۔ تو شاید وقت پر دونوں نہ پہنچ سکتے ۔ اللہ تعالیٰ نے
اس طرح کا انتظام فرما دیا ۔ کہ مسلمان جو ابو سفیان سے دو دو ہاتھ کرنے
کے لئے گھروں سے نکلے تھے ۔ ایک بڑے لشکر سے
بھڑ گئے ۔ اور وہ جو قافلہ کی حفاظت کے لئے آئے تھے
مسلمانوں سے دوچار ہو گئے ۔ اس طریق سے مسلمانوں کی
لڑائی ہوئی ۔ مدینے کے ادھر مسلمان تھے ۔ اور دوسری جانب
مکے والے ۔ قافلہ دور نکل گیا ۔ لڑائی عجیب حیرت انگیز طریق

هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ
حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ
۴۳- اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ
قَلِيْلًا ۚ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا
لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ
فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۚ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
۴۴- وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ
فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ
فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا
كَانَ مَفْعُوْلًا ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
الْاُمُوْرُ ۝ ع

ہلاک ہو۔ اور جو زندہ رہے دلیل سے
زندہ رہے۔ اور اللہ سنتا اور
جانتا ہے ○
۴۳۔ جب تجھے (اے محمدؐ) اللہ نے تیری خواب
میں انہیں تھوڑا دکھلایا۔ اور اگر وہ تجھے ان کی
کثرت دکھلاتا۔ تو تم (مسلمان) نامردی کرتے اور کام
میں جھگڑا ڈالتے لیکن اللہ نے تمہیں نامردی سے بچا لیا
وہ دلوں کا حال جانتا ہے ○ ف
۴۴۔ اور جب تم ملے تھے تو تمہاری نظروں میں
انہیں تھوڑا کر دکھلایا۔ اور ان کی آنکھوں میں
تمہیں تھوڑا کر دکھلایا۔ تاکہ وہ کام کرے، جو
پہلے ہو چکا تھا۔ اور سب کام اللہ کی طرف
پھرتے ہیں ○

(بقیہ حاشیہ)
سے بھی۔ مسلمان غالب آگئے اور کافرین
کو یہ معلوم ہو گیا کہ اسلام کے پاس روحانی
قوتیں بھی ہیں۔ ورنہ اس قلیل جماعت کا
یوں آسانی سے کامیاب ہو جانا۔ محال تھا،
جب کہ کفر والے پوری تیاری کر کے آئے
تھے۔

ف

یعنی حضورؐ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ کفار
نہایت قلیل تعداد میں ہیں۔ یا منام سے
مراد آنکھ ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فِیْٓ
اَعْیُنِکُمْ کا لفظ موجود ہے۔ بہر حال
غرض یہ ہے کہ وہ تمہاری نگاہوں میں کم نظر
آئے۔ تاکہ تمہاری ہمتیں پست نہ ہو
جائیں۔ یہ بھی نصرت الٰہی کی ایک مخصوص
صورت ہے۔

حلِ لغات

وَلِذِی الْقُرْبٰی۔ رسولؐ کے عزیز و
اقارب۔
یَوْمَ الْفُرْقَانِ۔ بدر کا فیصلہ کن دن۔
الْعُدْوَۃِ۔ کنارہ، موڑ، قطعۂ
جبالہ۔

۴۵ - يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ
فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ
۴۶ - وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا
تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ
رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ
۴۷ - وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ
النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○
۴۸ - وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ

۴۵ - مومنو! جب تم کسی فوج سے بھڑ جاؤ
تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو
شاید مراد پاؤ ○ ف۱
۴۶ - اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو
اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور
تمہاری ہوا جاتی رہے گی۔ اور صبر کرو۔ اللہ
صابروں کے ساتھ ہے ○ ف۲
۴۷ - اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جو اپنے گھروں
سے اتراتے اور لوگوں کو شان دکھلاتے نکلے
(یعنی قریش) اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے
اور اللہ کے قابو میں ان کے کام تھے ○ ف۳
۴۸ - اور جب شیطان ان کے کام انہیں اچھے
دکھلانے لگا۔ اور کہتا تھا آج لوگوں میں سے

مسلمان سپاہی

ف۱ اسلامی فتوحات چونکہ دنیوی اغراض و مقاصد کے لئے نہیں اس لئے سپاہیوں کو جو ہدایت دی جاتی ہے وہ بھی خاص روحانی ہے یعنی ثبات و استقلال کے ساتھ اللہ کا ذکر کثیر کیونکہ مسلمان کی جنگ خدا پرستی اور حریت کی جنگ ہوتی ہے۔ وہ جب جلو میں آتا ہے تو مقصد کفر و طغیان کی بیخ کنی کرتا ہے، مال و دولت کو سمیٹنا نہیں ۔

اسلامی فتوحات کا راز یہی تقدیس ہے۔ غیر مسلم سپاہی شراب میں مخمور فسق و فجور کے علاوہ لہو و لعب کرتے اور طیبات بھگتے ہوئے میدان جنگ میں آتے اور مسلمان نشۂ توحید سے سرشار اللہ کا علم بلند کرتے ہوئے پھر جن کے دلوں میں اللہ کی محبت ہے اور جو تلواروں کی جھنکار میں بھی اس محبوب حقیقی کو نہیں بھولتے۔ ان کے لئے زمینی فتوحات تو کیا آخرت میں بھی کامرانیاں ہیں ۔

یہ مسلمان سپاہی کا کیرکٹر ہے۔ کہ وہ توپوں اور تلواروں کے سامنے بھی ذکر کثیر میں مشغول رہتا ہے ۔

آج کل بھی سپاہی کے لئے آسانیاں مہیا ہیں اور عسکری اخلاق میں حد درجہ بیباکانہ افعال کی اجازت ہے۔ یہی موجودہ سپہ گری کا مروجہ ہے۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ ہر حال میں پابند رہو، صف نماز میں جس طرح تم تضرع و ابتہال کا پیکر ہو۔ اسی طرح مصاف جنگ میں خدا کا نام ورد زبان رہے ۔

ف۲ یہ آیت صرف جہاد سے متعلق نہیں۔ بلکہ ہر حال میں مسلمان کو اطاعت کے شیرازہ میں منسلک رہنا چاہئے۔ جب بھی کتاب و سنت کو چھوڑ کر مسلمان اختلاف و تنازع پیدا کریگا ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور ہمتیں پست ہو جائیں گی۔ قوت و عظمت اعتصام بحبل اللہ میں مضمر ہے۔ واصبروا قرآن کی اصطلاح میں ثبات و استقلال کا دوسرا نام ہے ۔

ف۳ جب قافلہ ابو سفیان کا بچ کر نکل گیا۔ تو انہوں نے ابوجہل سے کہا۔ کہ لوٹ چلیں۔ کیونکہ ہم صرف تجارتی (باقی بر صفحہ)

لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ
جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ
نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ
بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا
تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ربع
۴۹- اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ
دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى
اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝
۵۰- وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ
كَفَرُوا ۙ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ
وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا

کوئی تم پر غالب نہ ہوگا۔ میں تمہارا رفیق کار ساتھ ہوں۔ پھر جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں تو شیطان اپنی ایڑیوں کے بل الٹا پھرا اور کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں، میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے ف۱ ○

۴۹- جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے، کہتے تھے، کہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں۔ اور جس نے اللہ پر بھروسا رکھا، تو اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۲ ○

۵۰- اور کاش تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں۔ تو ان کی کمروں میں ہتھوڑوں کی (آگ کے ہتھوڑے ہاتھوں میں لئے) کہتے ہیں کہ

حفاظت کے لئے جمع ہو کر آئے تھے۔ ابو جہل نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم بدر تک جائیں گے۔ اور شان و شوکت کا اظہار کرتے ہوئے بدر، لنگر کے دور چلیں گے۔ اونٹ ذبح ہوں گے۔ عورتیں گائیں گی۔ اور عرب ہماری کامرانی سے آگاہ ہوں گے ۔

چنانچہ یہ فخر و غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے جام پر جام لنڈھاتے ہوئے آئے۔ اور شکست کھا کر لوٹے ۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان جب کسی جشن یا جنگ میں شریک ہوں۔ تو متواضع ہو کر، وقار و متانت کے ساتھ نکلیں۔ کیونکہ غرور کا سر نیچا ہے ۔

ف۱

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں قریش کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا تم چلو۔ میں بنی کنانہ کی طرف سے ذمہ دار ہوں۔ وہ تم سے تعرض نہیں کریں گے۔ [illegible] بنی کنانہ میں

باہمی عداوت تھی)۔ جب لڑنے والے میدان میں نکلے اور مسلمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ تو یہ بھاگ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے کہا بھاگ رہے ہو؟ سراقہ نے جواب دیا کہ تمہیں کیا معلوم ہوا کیا ہے۔ فرشتے مسلمانوں کی اعانت میں آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ مجھے وہ کچھ نظر آ رہا ہے۔ جو تم نہیں دیکھ سکتے ۔

ف۲

یعنی یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ منافقین نے کیونکر بزدلی کا ثبوت دیا۔ انہیں تعجب تھا کہ مٹھی بھر مسلمان کس طرح غالب آ جائیں گے۔ وہ سمجھتے کہ یہ مذہب کی محبت میں الٹے ہو رہے ہیں۔ مگر ان کو معلوم نہیں تھا کہ کامیابی کا تعلق ایمان و توکل سے ہے۔ اللہ اپنے دوستوں کو ذلیل نہیں کرتا ۔

حل لغات

تراءت۔ نظر پڑے، دکھائی دیئے ۔ نکص۔ لوٹ گیا، پھر گیا ۔ غرّ۔ غرور سے بے دینی دھوکا دیا ۔

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○
۵۱ - ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ
اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○
۵۲ - كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○
۵۳ - ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا
نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰي قَوْمٍ حَتّٰى
يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ
اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○
۵۴ - كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ

جلنے کا عذاب چکھو ○ ف۱
۵۱ - یہ تمہارے کاموں کا بدلہ ہے۔ اور اللہ
بندوں پر ظلم نہیں کرتا ○
۵۲ - قوم فرعون ف۲ اور ان کے اگلوں کی عادت کی
مانند جنہوں نے اللہ کی آیات جھٹلائیں،
پھر اللہ نے ان کے گناہوں میں انہیں پکڑا،
اللہ زور آور سخت عذاب دینے والا ہے ○
۵۳ - یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم کو کوئی نعمت
دے کر بدلا نہیں کرتا۔ جب تک وہ خود
اپنے دلوں کی بات نہ بدلیں۔ اور اللہ
سنتا جانتا ہے ○ ف۳
۵۴ - فرعون اور اس کے پہلوں کی عادت کی
مانند۔ جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو

ف۱

یعنی اگر ان منافقین کو معلوم ہو جائے کہ موت کے بعد ان کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ تو کبھی غداری کا ارتکاب نہ کریں۔ اور آپ دیکھیں، تو حیرت زدہ ہو جاویں •

ف۲

کدأبھم خبر ہے۔ اور مبتدا محذوف ہے۔ یعنی ان کی حالت اہل آل فرعون کی سی ہے۔ کہ ایمان و یقین کی آیات کو ٹھکراتے ہیں •

اللہ کا قانون

ف۳

قوموں کے متعلق اللہ کا قانون یہ ہے کہ جب تک ان میں کوئی تبدیلی نہ پیدا ہو۔ وہ خود ان میں تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ یعنی ہر قوم جو باعروج ہے اور اس کے عروج کے اسباب و علل ہیں۔ جب تک وہ خود ذلت و مسکنت کے اسباب نہ پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نعمتوں کو ذلت سے نہیں بدلتا •

حل لغات

کدأب - دأب - حالت، شان، کیفیت •

رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ
اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ
كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○
۵۵ - اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ○
۵۶ - اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ
يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ
مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ○
۵۷ - فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ
فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○
۵۸ - وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ

جھٹلایا۔ پھر ہم نے اُن کے گناہوں کی وجہ سے
ہلاک کیا۔ اور قوم فرعون کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب
ظالم تھے ○
۵۵ - خدا کے نزدیک سب جانداروں میں
بدتر کافر ہیں۔ جو ایمان نہیں
لاتے ○ ف۱
۵۶ - جن سے تُو نے عہد کیا تھا۔ پھر وُہ ہر
بار اپنا عہد توڑتے رہتے ہیں،
اور نہیں ڈرتے ○
۵۷ - سو اگر تُو کبھی اُن کو لڑائی میں پائے، اُن کو ایسی
سزا دے کہ اُن کے پچھلے دیکھ کر بھاگ جائیں
شاید وُہ عبرت پکڑیں ○ ف۲
۵۸ - اور جو تُو کسی قوم کی عہد شکنی کے دغا

بدترین خلائق

ف۱

یعنی جن کی آنکھیں انوارِ نبوت کو شب و روز دیکھیں اور نہ مانیں، جو تیس سال تک آفتابِ نبوت کو چمکتا دیکھیں۔ اور ایمان کی حرارت و تمازت سے متاثر نہ ہوں، اُن کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ بدترین لوگ ہیں ●

ف۲

یہود سے بنی قریظہ نے غداری کی اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد کی۔ حضور نے باز پرس کی، تو کہہ دیا ہم بھول گئے تھے آئندہ محتاط رہیں گے۔ غزوۂ خندق میں پھر ان لوگوں نے ساتھ مل گئے۔ اس لئے حضور کو حکم ہوا۔ کہ بار بار کی معاہدہ شکنی ناقابلِ برداشت ہے۔ ان لوگوں کے معاہدہ کو توڑ دو۔ اور عبرتناک سزائیں دو، تاکہ دوسروں کو نصیحت ہو۔ اور آئندہ ان کی شرارتوں سے امن ملے ●

حلِ لغات

فَشَرِّدْ بِهِمْ۔ تتر بتر کر دے، تشرید کے معنی بُری طرح منتشر کر دینے کے ہیں ●

خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ○
۵۹ - وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ○
۶۰ - وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ
قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ
تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ
وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ
اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ
شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ
إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ○
۶۱ - وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ
لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ

سے ڈرے تو ان کا عہد ان کی طرف اسی طرح پر
پھینک دے کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ۔ خدا دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا
۵۹ - اور کافر یہ نہ سمجھیں۔ کہ وہ بھاگ نکلے ہیں۔
وہ (ہمیں) تھکا نہ سکیں گے ○
۶۰ - اور مسلمانو! جنگ کفار کے لئے جس قدر
تم سے ہو سکے۔ قوت اور گھوڑوں کے باندھنے کی تیاری
کرو۔ بلکہ ایسا کرنے سے تم دشمن خدا کو اور اپنے دشمنوں کو
ڈراؤ گے۔ اور ان کے سوا اور لوگوں کو بھی جنہیں تم
نہیں جانتے۔ انہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ اور جو کچھ
تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ تمہیں پورا
ملے گا۔ اور تم پر ظلم نہ ہو گا ○ ف ا
۶۱ - اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں۔ تو تم بھی اس
کی طرف جھک۔ اور خدا پر بھروسہ رکھو

ع

ف ا

قوت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔
غرض یہ ہے کہ مسلمان کو دشمنوں کے
مقابلہ میں ہر وقت صاحب قوت رہنا
چاہئے ۔
توپ و تفنگ کے مقابلہ میں توپ و
تفنگ۔ اور علم و سائنس کے مقابلہ
میں علم و سائنس۔ جس طرح کے حالات
ہوں۔ جو ذرائع ہوں۔ قوت و غلبہ کے
حصول کے لئے واجب مسلمان کو مسلح
ہونا چاہئیں ۔
ہر زمانے اور ہر دور میں مسلمان کے
پاس قوت کا ایک خزانہ ہو۔ جس سے وہ
دشمن کو ڈرا دھمکا سکے ۔

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ
دشمنوں کے مقابلہ میں خوفناک و
خطرناک رہے ۔
اگر حصول علم قوت کے مفہوم میں داخل
ہو۔ تو سب سے زیادہ عالم ہو۔ اگر ثروت
و دولت کے اسلحہ کی حاجت ہو۔ تو
سرمایہ دار بنے۔ اگر سائنس اور علوم
جدیدہ قوت کے مفہوم میں داخل ہو جائیں
تو پھر ان علوم میں اس کا کوئی ثانی نہ ہو۔ اور
اگر ملکی قوتیں زیادہ لائق اعتناء ہوں۔ تو
ان کا خیال رکھے۔ غرض یہ ہے کہ ہر
حال دوسروں کے مقابلہ میں عاجز
نہ ہو ۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

سنتا جانتا ہے ○ ف۱

٦٢ - وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○

٦٢ - اور اگر وہ تجھے فریب دینا چاہیں، تو تجھے اللہ کافی ہے۔ اسی نے تجھے اپنی مدد اور مسلمانوں سے (بدر میں) قوت دی ○

٦٣ - وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

٦٣ - اور اُن کے دلوں میں اُلفت ڈالی اگر تُو ساری زمین کا تمام مال بھی خرچ کرتا اُن کے دلوں میں اُلفت نہ ڈال سکتا۔ لیکن اللہ نے اُن کے درمیان اُلفت ڈال دی۔ وُہ غالب حکمت والا ہے ○ ف۲

٦٤ - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

٦٤ - اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور جو کوئی مومنین میں سے تیرے تابع ہے سب کو بس ہے ○

٦٥ - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

٦٥ - اے نبی! مسلمانوں کو لڑائی پر اُبھار۔ اگر تُم میں سے بیس آدمی

مذہبِ امن

ف۱ غرض یہ ہے کہ اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے، وہ لڑنا خود نہیں چاہتا، اگر جنگ کی آگ بھڑکائی جائے البتہ جب مخالفین مجبور کر دیں۔ تو وہ بہادری کے ساتھ مقابلہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ سے مقصود یہ ہے کہ صلح کا پہلو زیادہ رہے۔ اور خدا پر بھروسہ کر کے ایک دفعہ مخالفین کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنا اعتماد ثابت کریں اور جنگ رک جائے۔

ف۲

یعنی مسلمانوں کے دلوں میں جو ضبط و وحدت اور اخوت کے جذبات ہیں۔ وہ صرف ایک مذہب سے وابستہ ہیں اور بعض خشک سیاسی نصب العین یا مادی اغراض ان کو ایک مرکز پر جمع نہیں کر سکتا۔

اسلام سے پہلے عرب ہمیشہ باہم دست و گریباں رہتے۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا دشمن ہوتا اور چھوٹی چھوٹی باتیں فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکا دیتیں۔ بچے جب پیدا ہوتے، تو منافرت کی فضا میں پلتے۔ اور پروان چڑھتے اس لئے وہ مخالفت و عداوت کے طوفان میں جکڑے رہتے۔ اور بالطبع مسلسل رذائل میں گرفتار۔ اسلام آیا۔ تو دلوں کے کینے دور ہو گئے۔ سب مسلمان بھائی بھائی قرار پا گئے۔ سب کا مفاد یکساں عزیز اور محبوب، باہمی تفریق مٹ گئی۔ اور مسلمان اللہ کے نام پر جمع ہو گئے۔

اس آیت میں اسی نعمت کی طرف اشارہ ہے۔

حلِ لغات

یَّخْدَعُوْ۔ امر ہے۔ خدیعت کے معنی فریب کرنے کے ہیں۔

عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ
وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا
اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ
قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○
٦٦ - اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ
اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ
مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا
مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ
اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ
وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○
٦٧ - مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ
لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي
الْاَرْضِ ۚ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ

ثابت قدم ہوں۔ دو سَو پر غالب آسکتے ہیں
اور جو تم میں سَو ہوں، تو ہزار
کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ کافروں کو
سمجھ نہیں ہے ○ ف۱

٦٦ - اب اللہ نے تمہارا بوجھ ہلکا کیا، اور معلوم
کر لیا کہ تم میں سستی ہے۔ پس اگر تم میں سَو
صابر ہوں۔ دو سَو پر غالب ہوں گے،
اور اگر تم میں ہزار ہوں، وہ ہزار پر
غالب ہوں گے۔ اللہ کے حکم سے
اور اللہ ثابت قدموں کے ساتھ ہے ○

٦٧ - نبی کو لائق نہیں، کہ اس کے پاس قیدی
آویں۔ جب تک کہ زمین پر دھلوں میں، اچھی
طرح خونریزی نہ کرلے ف۲ تم دنیا کا مال چاہتے ہو

ف۱

یَفْقَهُوْنَ سے غرض یہ ہے کہ کفار شہادت کی
قدر و قیمت سے آگاہ نہیں۔ وہ موت سے ڈرتے ہیں
اور مسلمان اُلٹی جانبازی سے لڑتا ہے۔ وہ جانتا
ہے، کہ جیتے تو غازی اور مرے تو شہید۔ یعنی مسلمان
کے لئے کامیابی کے زیادہ امکانات موجود ہیں۔
اس لئے اسے چاہئے، کہ کفار کی کثرت سے
ہراساں نہ ہو۔ کامیابی یقینی ہے ۔

بدر کے قیدی

ف۲

جب بدر میں ستّر آدمی قید ہو کر آئے جو مکہ کے
سردار اور معززین تھے۔ تو حضور نے صحابہؓ سے
پوچھا، کہ انہیں کیا کیا جائے؟
حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر
چھوڑ دیا جائے، اور جان بخشی کی جائے۔ شاید
انہیں بعد میں اسلام کی توفیق مرحمت ہو ۔
حضرت عمرؓ کی رائے تھی انہیں جان سے مار دیا
جائے کیونکہ مفسد ہیں ۔
حضور نے فرمایا، کہ ابوبکرؓ کی رائے حضرت ابراہیمؑ
اور مسیحؑ کی طرح ہے۔ دونوں نے مغفرت کی طلب کی
حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ
وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ حضرت
عیسیٰؑ قیامت کے دن یوں فرمائیں گے۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ
فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ اور عمرؓ نے حضرت نوحؑ کا سا
مطالبہ کیا ہے۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ
الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۔
اسی طرح حضور کا منشاء رحم حضرت ابوبکرؓ اور
دیگر صحابہؓ کے ساتھ متحد ہوگیا (باقی برصفحہ ۴۴۲)

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝
٦٨ - لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ
لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ۝
٦٩ - فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝ ع
٧٠ - يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ
اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ
يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا
يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اور اللہ آخرت چاہتا ہے۔ اور اللہ
زبردست حکمت والا ہے ۝
٦٨ - اگر پہلے سے خدا کا نوشتہ نہ ہوتا، تو
تمہارے اس (فدیہ) لینے میں تم کو بڑا
عذاب ہوتا ۝
٦٩ - پس جو غنیمت تم لائے ہو حلال پاک
تم کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ بخشنے والا
مہربان ہے ۝ ف١
٧٠ - اے نبی! اُن کو جو قیدیوں میں سے
تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ کہہ دو کہ اگر اللہ
تمہارے دلوں میں کچھ نیکی معلوم کرے گا
تو جو مال تم سے چھینا گیا ہے اُس سے بہتر تمہیں دیگا
اور تمہیں بخشے گا۔ اللہ بخشنے والا

جو فدیہ کی رائے دیتے تھے، قرآن کی نظر میں
چونکہ یہ لوگ خطرناک مجرم تھے۔ ان کا چھوڑ
دینا امن عامہ کے لئے سخت مضر تھا۔ اس
لئے یہ آیات نازل ہوئیں، کہ فدیہ لے کر چھوڑ
دینے میں غلطی ہوئی۔ انہیں جان سے مار
دینا چاہئے تھا۔

تُرِیْدُوْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں، جو کہ اخلاص
کی وجہ سے نہیں، بلکہ مال و متاع کی وجہ سے
فدیہ لینے کی رائے دیتے تھے۔

ف١

پچھلے دینوں میں غنیمت کا استفادہ ناجائز
تھا، انہیں حکم تھا۔ کہ جو کچھ میدان جنگ میں
اکٹھا ہو اُسے آگ کی نذر کر دو۔ کیونکہ وہ بہت

وہ بہ حرص ہو گئے تھے۔ مزید برآں بات
کی تھی، کہ ان میں زیادہ سے زیادہ اخلاص
پیدا کیا جائے۔

مسلمانوں کو اس آیت میں بتایا، کہ تمہیں
مال غنیمت کا استعمال درست ہے۔

حلِّ لغات

(صفحہ ٤٤١)

اَسْرٰی۔ ج اَسِیْر۔ بمعنے قیدی۔
حَتّٰی یُثْخِنَ۔ مصدر اِثْخَان ہے
اچھی طرح خون بہانا۔ یُثْخِنَ بمعنے جم
سکے۔

رَّحِيْمٌ ۝
٧١- وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا
اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
٧٢- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا
وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا
وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ
اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ
وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى
يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ
فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ

مہربان ہے ۝
٧١- اور اگر وہ تیرے ساتھ دغا کرنے کا ارادہ کریں گے
تو وہ پہلے اللہ سے دغا کر چکے ہیں سو اس نے تجھے
قابو دیا۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝
٧٢- جو ایمان لائے اور ہجرت کی۔ اور اللہ کی
راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کیا۔ اور جنہوں
نے (مدینہ میں) جگہ دی۔ اور مدد کی،
وہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں،
اور جو ایمان لائے، اور ہجرت نہ کی،
تم کو اُن کی رفاقت سے کیا کام ہے
جب تک وہ ہجرت نہ کریں۔ اور اگر وہ
دین کے کام میں تم سے مدد چاہیں۔ تو
تمہیں مدد دینا چاہئے۔ مگر اس

حفظِ عہد

ف مقصد یہ ہے کہ انصار اور مہاجرین باہم بھائی بھائی ہیں۔ ان میں باہمی اعانت کا ہر طریق جاری رہنا چاہئے۔ مگر وہ لوگ جو مومن تو ہیں۔ اور ہجرت سے محروم ہیں۔ انہیں مہاجرین و انصار کی حمایت وولایت کا قطعی استحقاق نہیں، جب تک کہ وہ اللہ کے لئے ہجرت اختیار نہ کریں۔ البتہ دینی اعانتیں بہر حال قائم رہیں گی مخالفین اگر ان مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر ستائیں یا تکلیف دیں، تو اس صورت میں ہر مسلمان اخلاقی و دینی طریق سے اپنے بھائیوں کی اعانت کرے گا۔

ہاں اگر مسلمان ان لوگوں سے تعرض کریں۔ جن سے مہاجرین و انصار عہد و میثاق کر چکے ہیں، تو اس وقت حفظ عہد کا تقاضا یہ ہے، کہ مسلمانوں کی مدد نہ کی جائے، کیونکہ پاس میثاق بہر حال ضروری ہے اور جن سے عہد کیا گیا ہے۔ نبھایا جائے۔

اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ
مِّيْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ○
۷۳- وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ
بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ
فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ○ ط
۷۴- وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ
جٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ
اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ○
۷۵- وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ
هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ

قوم پر نہیں، جن سے تم ہم عہد
ہو - اور اللہ تمہارے کام دیکھتا
ہے ○
۷۳- اور کافر بھی آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں
اگر تم (بھی) آپس میں ایسی (رفاقت) نہ کرو گے تو ملک
میں فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا ف۱ ○
۷۴- اور جو ایمان لائے - اور ہجرت کی اور اللہ
کی راہ میں جہاد کیا - اور جنہوں نے جگہ
دی، اور مدد کی - وہی سچے مسلمان
ہیں - اُن کے لئے مغفرت اور عزت کی
روزی ہے ○
۷۵- اور جو پیچھے ایمان لائے، اور
ہجرت کی - اور تمہارے ساتھ جہاد کیا

ف۱
یعنی بمصداق الکفر ملۃ
واحدۃ - تمام کافر کفر کی تائید پر
کمربستہ ہیں، اور آپس میں تعلق
و محبت کے تعلقات قائم رکھتے
ہیں - جہاں کہیں اور جب کبھی اسلام
سے تصادم ہوتا ہے، یہ سب
اکٹھے ہو جاتے ہیں، اور اپنے
اختلافات کو بھول جاتے ہیں؟
اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ
بھی متحد و منظم رہیں - اور پوری

طرح ایک دوسرے کے ساتھ
وابستہ رہیں - ورنہ کفر مسلمانوں
کے خلاف ایک طوفان پیدا کر
دے گا - کیونکہ کفر و اسلام میں
ایک دائمی جنگ اور ایک مستقل
کشمکش ہے ●

فَاُولٰٓئِکَ مِنْکُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ
بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ
کِتٰبِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ
عَلِیْمٌ ۝

وہ تم میں ہیں۔ اور خدا کی کتاب میں رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے ۝ ف۱

سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۲

اٰیَاتُھَا (۱۲۹) رُکُوْعَاتُھَا (۱۶)

سُوْرَۃُ تَوْبَۃ

مدنی۔ آیتیں (۱۲۹) رکوع (۱۶)

۱- بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی
الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝

۱- مسلمانو! جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا، ان کو اللہ اور رسول کی قطعی بیزاری (کا جواب ہے) ۝

۲- فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَۃَ
اَشْھُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی
اللّٰہِ ۙ وَاَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ ۝

۲- پس اے مشرکو چار مہینے تک اس ملک میں پھر لو۔ اور جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہ کر سکو گے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرے گا ف۲ ۝

۳- وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی
النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ

۳- اور حج اکبر کے دن لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان ہے

ف۱

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ سے مقصود یہ ہے کہ ہجرت اور اسلام کے تعلقات میں باہمی نصرت و تعاون ضروری ہے مگر میراث قرابت والوں کا حصہ ہے اس میں مہاجرین شریک نہیں ہو سکتے۔

بات یہ تھی کہ انصار نے مہاجرین کو جب بھائی کہا تو اپنے مال سے ان کا حصہ بھی مقرر کیا اس سے قرابت والوں کی حق تلفی ہوتی اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں محض اسلام کی وجہ سے کس بلا کا خلوص تھا۔ کوئی قوم اور کوئی مذہب اس طرح کی عظیم الشان اخوت و برادری کی مثال نہیں پیش کر سکتا۔

ان لوگوں کا مطمح نظر محض اللہ کے لئے جینا اور اللہ کے لئے مرنا تھا اس لئے وہ مال و دولت کو ایک بھائی کی محبت کے مقابلہ میں نہایت حقیر خیال کرتے تھے۔

سُوْرَۃُ بَرَاءَۃ

حدیث میں اس کے مختلف نام آئے ہیں التوبۃ۔ الفاضحۃ اور المبعوث۔ وغیرہ۔ یعنی جس میں توبہ کا ذکر ہے، منافقین کو ذلیل کیا گیا ہے۔ اور مشرکین کے حالات پر پوری بحث کی گئی ہے۔

اس کے سرعنوان بسم اللہ درج نہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ عرب جب نقض عہد کے لئے اعلان لکھتے۔ تو اس میں بسم اللہ نہیں ہوتی تھی۔ قرآن نے بھی اس مذاق کی رعایت رکھی ہے اور اس میں بسم اللہ نہیں پڑھا ہے۔

غالباً اس لئے بھی بسم اللہ کی ضرورت نہیں، کہ انفال و توبہ گو الگ الگ دو سورتیں ہیں مگر مسلسل متحد ہیں اور مضمون کے اعتبار سے دونوں کو ایک ہی سورۃ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اعلان استقلال

ف۲ اس سورۃ میں اعلان استقلال ہے مشرکین کہتے ہیں ار بار نقض عہد کا ارتکاب کیا۔ حضور جب (باقی بر صفحہ ۴۴۷)

اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین ۱۲

اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬
وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا
اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ وَ
بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ۙ○
۴ - اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ
يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا
اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○
۵ - فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا
الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ

کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے۔ اور
اُس کا رسُول بھی۔ پھر اگر تم توبہ کرو، تو وہ تمہارے
لئے بہتر ہے، اور جو نہ مانو، تو جان لو کہ خُدا
کو تم تھکا نہ سکو گے۔ اور کافروں کو
دُکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری
سُنا ○
۴ - مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا
پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ قصور نہیں کیا
اور کسی کو تمہارے مقابلہ میں مدد بھی نہیں دی، سو
اُن کا عہد اُن کی مدت تک تم پورا کرو،
اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے ○
۵ - پھر جب حرمت کے مہینے گزر جائیں۔ تو
مشرکوں کو جہاں پاؤ، قتل کرو، اور

(بقیہ حاشیہ)

تبوک کی طرف جانے لگے تو انہوں نے پوری کوشش کی کہ آپ کی غیر حاضری میں غلط سلط افواہیں مشہور کی جائیں۔ اس لئے یہ سورت نازل ہوئی۔ جس میں واضح الفاظ میں کہا گیا۔ کہ ان کو ہم تم سے کوئی عہد و میثاق نہیں رکھتے تمہیں چار ماہ کی مہلت ہے۔ جہاں چاہو، شگاف کر لو۔ اس کے بعد یا اسلام قبول کرو۔ اور یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اب زیادہ دیر تک تمہاری شرارتوں کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ حج کے دن یہ اعلان لے کر پہنچے، اور ایک ایک کے کان تک اس کو پہنچایا۔ غرض یہ تھی، کہ اس عہد طیبہ میں کفر و نفاق کی جڑ کٹ جائے۔ اور یہ خطۂ مقدس ہر نوع کی خباثتوں سے پاک ہو جائے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ سے مقصود وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے نقض عہد کا ارتکاب نہیں کیا، اور معاہدۂ حدیبیہ کی پابندی کی ان لوگوں کے متعلق ارشاد ہے، کہ اس مدت سے مستثنےٰ ہیں۔

حلِّ لُغات

(ص ۴۴۵)

بَرَآءَةٌ - کے معنی انقطاع - یعنی کسی تعلق و رشتہ کو منقطع کر دینا۔

اَذَانٌ - اطلاع۔

الْحَجِّ الْاَكْبَرِ - یوم النحر۔ اَشْهُرُ الْحُرُمِ - ذوالقعدۃ ذوالحجۃ - محرم اور رجب۔ ان میں جدال و قتال ممنوع ہے۔

خُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ
كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا
سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝
۶- وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ
كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝
۷- كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ
عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا
الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ

پکڑو۔ اور گھیرو۔ اور ہر گھات کی جگہ میں
ان کے لئے بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور
نماز پڑھیں۔ اور زکوٰۃ دیں، تو تم ان کی
راہ چھوڑ دو (جہاں چاہیں پھریں) اللہ بخشنے
والا مہربان ہے ۝ ف۱ ع ۱
۶- اور اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ
مانگے۔ تو اسے پناہ دے۔ یہاں تک کہ
وہ کلام اللہ سنے۔ پھر اسے اس کے امن کی جگہ
میں پہنچا دے۔ یہ اس لئے ہے ف۲ کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے ۝
۷- اللہ اور اس کے رسول کے پاس مشرکوں کے
لئے کیونکر عہد ہو سکتا ہے۔ مگر جن سے کہ
تم نے (حدیبیہ کے دن) مسجد حرام کے پاس عہد
کیا تھا۔ سو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں

ف ۱

اعلان جنگ کے بعد جنگ ضروری ہے
اس میں کوئی سستی اور لاجت روا نہیں ۔
جب کفر و شرک کی قوتیں حد سے گذر
جائیں، جب اللہ کے بندوں کو محض ایمان
کی وجہ سے مصائب کا آماجگاہ بنا لیا جائے
جب اللہ سے دوستی جرم قرار پائے، جب
توحید کا اعلان کفر کے لئے باعث تکلیف
ہو۔ اور مسلمان کے لئے باعث ابتلاء،
تو اس وقت آخری فیصلہ کی حاجت ہے یعنی
جنگ۔ اور اعلان کے بعد مشرک کے لئے
کہیں جائے پناہ نہیں۔ اس وقت بے دریغ
قتل کرنا ہی خلق خدا کے ساتھ رحم کرنا ہے
اس وقت شرارت و فساد کو بیخ و بن سے اکھاڑ
ڈالنا ہی امن و سلامتی ہے ۔

البتہ اگر مشرک تائب ہو جائے، کافر
اسلام قبول کر لے۔ اور نیک بننے کا عہد کر
لے۔ تو پھر اللہ کی آغوش رحمت وا ہے
اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی ۔

پناہ دو

ف ۲

ان حالات میں جبکہ کفر و اسلام کے
مابین جنگ کا آغاز ہو چکا ہو۔ جب تلواریں
نیام سے کھنچ چکی ہوں۔ اور خون کی ندیاں
بہ رہی ہوں۔ اگر کوئی مشرک تمہاری پناہ
میں آ جائے۔ تو تمہارا اسلامی فرض ہے کہ
اسے پناہ دو۔ کیونکہ اسلامی جنگ صرف
اس سے ہے۔ جو اس کے ساتھ برسرپیکار
ہے ۔

فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِيْنَ ۝
٨ - كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا
يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ
يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى
قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝
٩ - اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
١٠ - لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا
ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝
١١ - فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي

تم اُن سے سیدھے رہو، خدا متقیوں کو پسند
کرتا ہے ۝ ف۱
۸ - کیونکر صلح رہے اور اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو
تمہارے حق میں خویشی اور عہد کی رعایت نہ کرینگے
وہ اپنے مُنہ کی بات سے تمہیں راضی کرتے ہیں مگر
اُن کے دل قبول نہیں کرتے اور اُن میں اکثر بدکار ہیں ۝
۹ - اُنھوں نے اللہ کی آیات تھوڑی قیمت پر
بیچیں۔ اور اُس کی راہ سے لوگوں کو روکا،
بُرے کام ہیں، جو وہ کرتے ہیں ۝
۱۰ - کسی مُسلمان کے حق میں خویشی اور عہد کا کچھ
لحاظ نہیں کرتے۔ اور وُہی زیادتی پر ہیں ۝
۱۱ - سو وہ اگر توبہ کریں۔ اور نماز پڑھیں
اور زکوٰۃ دیں۔ تو وہ دین میں تمہارے بھائی

ف۱

مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ
معاہدہ کیوں کر قائم رہ سکتا ہے
جب ان کے دلوں میں مسلمانوں کے
خلاف سخت جذبات غیظ و غضب مشتعل
ہیں۔ اور موقع آنے پر یہ ذرا بھی نہیں
چوکتے۔ مُسلمان چاہے عزیز ہو،
چاہے قریبی، یہ لوگ وقت پر وار
کرنے سے باز نہیں آتے۔
زبان سے ضرور کہتے ہیں ہم تمہارے
دوست ہیں۔ مگر دل میں بدستور دشمنی
پنہاں ہے۔

اور یہ عجیب بات ہے، کہ آج
بھی اکثر کسی کی یہی ذہنیت ہے
مُسلمان سے جب ملے گا تو نہایت
عجز و انکسار کے ساتھ، زبان سے
نہایت میٹھا ہے، مگر دل کا کڑوا،
اور ناپاک ہے۔

حلِ لغات

اِلًّا - قرابت، رشتہ داری۔
ذِمَّةً - عہد۔

الدِّیْنِ ۚ وَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ○

۱۲- وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ○

۱۳- اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

۱۴- قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَیُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْكُمْ

ہیں۔ اور ہم اہل علم کے لئے پتے کھول دیتے ہیں ○

۱۲ - اور جو وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑیں۔ اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم اُن کفر کے اماموں سے لڑو۔ اُن کی قسمیں کچھ نہیں، شاید وہ باز آجائیں ○

۱۳ - کیا تم اُن سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں۔ اور رسول کو مکہ سے جلاوطن کرنے کا قصد کیا تھا۔ اور انہوں نے ہی اوّلاً تم سے چھیڑ کی ہے[ف] کیا تم اُن سے ڈرتے ہو سو اگر تم مسلمان ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اُس سے ڈرو ○

۱۴ - اُن سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھ سے انہیں دکھ پہنچائے گا۔ اور انہیں رسوا کریگا۔ اور اُن پر تمہیں

اسباب جنگ

ف ان آیات میں بتایا ہے کہ جب مشرکین کی یہ حیثیت ہے کہ وہ تمہیں نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے تھے جب وہ کسی عہد کی رعایت نہیں رکھتے۔ حدیبیہ کے عہد مصالحت کی انہوں نے مخالفت کی۔ جبکہ انہوں نے دارالندوہ میں بیٹھ کر حضور کو مکہ سے نکال دینے کی سازش کی۔ اور جب کہ بعد میں انہوں نے چھیڑ کا آغاز کیا۔ کرز بن جابر الفہری کو بھیجا۔ کہ جا کر مدینے میں مسلمانوں کے مویشی چرا لائے۔ گویا تین میل کے فاصلہ پر بھی وہ مسلمانوں کو چین سے نہیں رہنے دیتے تھے ؛

اور جبکہ وقتاً فوقتاً انہوں نے اپنے طرز عمل سے دعوت دی ہے تو پھر اب تمہیں ان سے لڑنے میں تامل کیا ہے ؟

یعنی اب پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ ہر رواداری اور ہمدردی کو بالائے طاق رکھ دو۔ اللہ نے یہ ٹھان کر لیا ہے۔ کہ کفر ذلیل ہو۔ اور انہیں اپنے کئے کی سزا مل جائے۔ یاد رکھو، فتح و کامرانی تمہارے حصے میں آئے گی ؛

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام یا تو جنگ کو جائز قرار نہیں دیتا۔ اور یا پھر جب کہ ضرورت محسوس ہو۔ بزدلی کو روا نہیں رکھتا ؛

ان آیات میں صاف صاف مذکور ہے۔ کہ آغاز ان کی جانب سے ہے۔ زیادتی انہیں کی ہے اسلام صرف جہاد و مدافعت چاہتا ہے ؛

حلِ لُغات

نَکَثُوْا۔ نکث اور نقض مترادف لفظ ہیں ؛
اَئِمَّۃَ۔ جمع امام۔ یعنی سردار یا لیڈر ؛

عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝
١٥ - وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۚ وَيَتُوْبُ
اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
١٦ - اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا
يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا
مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ
وَلِيْجَةً ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ۝
١٧ - مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ
يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ

مدد دے گا۔ اور مسلمانوں کے دلوں کو
ٹھنڈا کرے گا ۝
١٥ - اور ان کے دلوں کا غصہ دور کرے گا اور
جسے چاہے گا، اللہ توبہ کی توفیق دے گا اللہ
جاننے والا حکمت والا ہے ۝
١٦ - یہ گمان کرتے ہو کہ تم (جہاد سے) چھوٹ جاؤ گے
حالانکہ ابھی خدا نے یہ بھی ظاہر نہیں کیا کہ کون کون
تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ اور کون کون ہیں
جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے سوا کسی
کو بھیدی دوست نہیں رکھا۔ اور اللہ کو تمہارے
سب کاموں کی خبر ہے ۝ ف ١
١٧ - مشرکوں کا کام نہیں کہ اپنی جانوں پر کفر
کی گواہی دیتے ہوئے اللہ کی مسجدیں ف ٢

ف ١

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو امتحان
میں ڈالتا ہے۔ اور جب تک مجاہدین اور وہ
لوگ جو صرف مسلمانوں کے دوست ہیں۔ عام
منافقین سے الگ اور ممتاز نہ ہو جائیں۔
اس برابر ابتلا و آزمائش کے مواقع پیدا کرتا
رہتا ہے۔
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ سے مقصود یہ ہے کہ
وہ جب تک ان سے جہاد اور اسلام دوستی کو
صدور عملی طور پر خدا کے علم میں نہ لے آئیں۔ گو
خدا تو بہرحال عالم ہے۔

ف ٢

غرض یہ ہے کہ بیت اللہ کی تولیت کا شرف
کفار کو کوئی استحقاق نہیں۔ کیونکہ وہ بت پرست
ہیں۔ اصل بانی کعبہ موحد تھا۔ اس کی تولیت تو انہی
لوگوں کو دی جا سکتی ہے۔ جو مسلک ابراہیمی
پر کاربند ہیں۔ جو مومن ہیں، اور صلوٰۃ و زکوٰۃ
کے پابند ہیں۔
غرض یہ ہے کہ مساجد پر قبضہ صرف ان لوگوں
کا رہے گا۔ جو اللہ کے مشن کو پورا کرتے رہیں
گے۔ وہ لوگ جنہیں دین سے کوئی واسطہ نہیں،
جو فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ انہیں کیا حق حاصل
ہے۔ کہ اللہ کے گھر کی پاسبانی کریں۔

حلِّ لُغات

وَلِيْجَةً۔ ولوج سے مشتق ہے، جس کے
معنی اندر آنے کے ہیں۔
یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو محرم راز دوست ہو
مفرد و جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے۔

عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ بِالۡكُفۡرِ ؕ اُولٰٓئِكَ
حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ ۖۚ وَفِى النَّارِ
هُمۡ خٰلِدُوۡنَ ○
۱۸ - اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ
يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ
اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ ○
۱۹ - اَجَعَلۡتُمۡ سِقَايَةَ الۡحَآجِّ وَعِمَارَةَ
الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ كَمَنۡ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجٰهَدَ
فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسۡتَوٗنَ
عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى

آباد کریں۔ اُن کے اعمال ضائع
ہوگئے۔ اور وہ ہمیشہ آگ میں
رہیں گے ○
۱۸ - خدا کی مسجدیں فقط وہ آباد کرتے ہیں جو اللہ
اور آخری دن پر ایمان رکھتے۔ اور نماز
پڑھتے، اور زکوٰۃ دیتے، اور اللہ کے
سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ پس توقع ہے
کہ وہی ہدایت یافتہ ہوں ○ ف
۱۹ - کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا، اور مسجد
حرام کا آباد رکھنا، اُس شخص کے برابر سمجھ لیا
جو اللہ پر اور آخری دن پر ایمان لایا۔ اور اللہ کی
راہ میں جہاد کیا۔ وہ خدا کے نزدیک برابر
نہیں۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت

مفاخر قریش

ف قریش کو مسلمانوں سے فخر یہ کہتے۔ ہم تم سے اچھے ہیں۔ بیت اللہ کے خادم ہیں۔ حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اُن کی مہمان نوازی کرتے ہیں، اور بیت اللہ کی آبادی کا خیال رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن مفاخر کا جواب دیا ہے۔ کہ جب تک ایمان نہ ہو یہ فضائل قبول نہیں۔ جب تم شعار کعبہ کے مقصد سے ہی ناآشنا ہو تو تمہیں کیا فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ افضل وہ ہیں جو ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہیں۔ جن کے دلوں میں ایمانی جوش و حرارت ہے۔ جو اُس کے نام پر دشمنوں سے لڑ سکتے ہیں۔ نہ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی خدمات پر خوش ہیں۔ اور روح دین سے بیگانہ ہیں۔

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝
٢٠ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ
جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً
عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفَآئِزُوْنَ ۝
٢١ - يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ
رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا
نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝
٢٢ - خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝
٢٣ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا
اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ

نہیں کرتا ۝
٢٠ - جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور
اللہ کی راہ میں اپنی جان مال سے جہاد
کیا۔ اللہ کے نزدیک اُن کا درجہ
بڑا ہے۔ اور وہی کامیاب
ہیں ۝
٢١ - اُن کا رب اُنہیں اپنی رحمت اور رضامندی
کی۔ اور اُن باغوں کی جہاں اُن کے لئے دائمی
نعمت ہے، بشارت دیتا ہے ۝
٢٢ - وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کے
پاس بڑا ثواب ف۱ ہے ۝
٢٣ - مومنو! اگر تمہارے باپ اور بھائی
ایمان کی نسبت کفر کو دوست رکھیں تو

ف

ان آیات میں اُن لوگوں کے درجات گنائے ہیں۔ جنہوں نے ایمان کی نعمت کو قبول کیا۔ اور اللہ کی راہ میں مالی و جانی جہاد کیا۔ فرمایا ان کے مرتبے نہایت بلند ہیں۔ یہ دراصل فائز اور کامیاب ہیں۔ اللہ نے انہیں سندِ رضا عنایت کر رکھی ہے ان کے لئے جنّت کے دروازے کھلے ہیں۔ یہ اجرِ عظیم کے مستحق ہیں۔ غور کرو۔ قرآن جنہیں مہاجر و مجاہد کے لقب سے نوازے۔ جنہیں فائز و کامران کہے۔ جنہیں اپنی رضا دے، جن کے مرتبے بلند کرے۔ جنہیں اجرِ عظیم کا مستحق قرار دے۔ ان کی شان کتنی بلند ہوگی۔ اور ان کا رتبہ کتنا اونچا ہوگا۔

حلِ لغات

نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ - دائمی نعمت۔
اَبَدًا - ہمیشہ۔

اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَ
مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الظَّالِمُونَ ○
۲۴ - قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ
وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَ
عَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ
تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ
فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ
وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○
۲۵ - لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ
كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ

تم اُن کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ اور جو تم
میں سے اُن کی رفاقت کرے گا، وہی
ظالم ہیں ○ ف۱
۲۴ - تُو کہہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے، اور
بھائی، اور عورتیں، اور برادری، اور وُہ
مال جو تم نے کمائے۔ اور وُہ تجارت
جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور وہ
مکانات جن سے خوش ہو۔ تمہیں اللہ اور اس کے
رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز
ہیں تو ذرا صبر کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم تم پر بھیجے
اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا ○ ف۲
۲۵ - بہت جگہوں میں خدا تم کو مدد دے چکا
ہے۔ اور جنگ حنین کے دن، جب

ف۱

غرض یہ ہے کہ اسلام کے بعد پرانے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔ اور نئے رشتے استوار ہوتے ہیں۔

وہ لوگ جو منکر ہیں، جنہوں نے کفر کو ترجیح دی اور ایمان کو ٹھکرا دیا، ان سے ایک مسلم کا کوئی رشتہ ربط نہیں۔ وہ اخلاقی معاملات کے مستحق ہیں۔ مگر اس بات کی اجازت نہیں کہ مسلمان انہیں محرم سمجھیں اور ان سے مسلمانوں کے راز کی بات کہہ دیں۔ اُن پر بھروسہ کرنا گناہ ہے، کیونکہ ان کے تعلقات قلبی طور پر مسلمانوں کے ساتھ ہو سکتے ہیں، مگر بالعموم وہ اسلام کی شان و شوکت کو نہیں دیکھ سکتے۔

بات یہ ہے کہ جب اعلان برأت ہوا، اور معاہدات ختم ہو کر جنگ اختیار کر لی گئی۔ تو اس وقت بعض نے کہا ہمارے عزیز ان سے مکہ میں ہیں، ہم ان سے کیسے چھوٹ سکتے ہیں۔ اس پر اللہ نے فرمایا۔ ان سے دوستداری کے تعلقات منقطع ہیں۔ اور جو اس واضح اعلان کے بعد بھی ان سے تعلقات قائم رکھے گا، وہ ظالم ہے۔

یعنی سیاسی مصالح کا انحصار یہ ہے کہ مخالفین پر اعتماد نہ کیا جائے۔

دین کی محبت

ف۲ غرض یہ ہے کہ مسلمان رشتہ اطاعت کو ہر آن ملحوظ خاطر رکھے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں تمام تعلقات کو ٹھکرا دے۔

اور جو شخص اس طرح والہ محبت کی دولت سے بہرہ ور نہیں۔ جس کی لگن دنیوی مال اور عزیز و اقارب سے زیادہ ہے۔ جو ان بندھنوں میں بندھا ہے۔ اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے محروم ہے۔ وہ فاسق ہے۔ اُسے عذاب الٰہی کا منتظر رہنا چاہئے۔ مسلمان وہ ہے جو عزیز چھوٹے اور نقصان کو برداشت کرے۔ مگر دین کا نقصان اور دین کا گھاٹا اس کے لئے ناقابلِ برداشت ہو۔

أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ○

تم اپنی کثرت پر اترا رہے تھے، اور وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی تھی۔ اور زمین باوجود اپنی فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی تھی پھر تم پشت دے کے بھاگ گئے تھے ○ ف

٢٦ - ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ○

٢٦ - پھر اللہ نے اپنے رسولؐ اور مومنین پر اپنی تسکین نازل کی تھی۔ اور ایسی فوجیں بھیجی تھیں۔ جو تم نے نہیں دیکھیں اور کافروں کو عذاب دیا تھا۔ اور کافروں کا بدلہ یہی تھا ○

٢٧ - ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

٢٧ - پھر اس کے بعد اللہ جس پر چاہے رحم کرے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

٢٨ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ

٢٨ - مومنو! مشرک لوگ پلید ہیں

غزوۂ حنین

ف سنہ ٨ھ میں فتح مکہ کے بعد ہوازن و ثقیف کے قبیلوں نے جنگ کی طرح ڈال دی۔ ان کا خیال تھا کہ اگر ہم نے مسلمانوں کو شکست دے دی۔ تو مکہ والوں کی تمام جائیداد جو طائف میں ہے وہ ہماری ہو جائے گی۔ اور ہم مسلمانوں سے بت شکنی کا انتقام بھی لے سکیں گے۔

حضورؐ مقابلہ کے لئے نکلے تو ایک جم غفیر ساتھ ہو گیا۔ جس کی تعداد تقریباً بارہ ہزار تھی۔ اس لئے مسلمان مغرور تھے۔ نہایت بے پروائی سے لڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شکست کھائی، اور میدان سے بھاگ نکلے۔ حضورؐ پہاڑ کی طرح کھڑے رہے۔ اور آپ نے للکار للکار کر کہا:۔

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

آپ کے استقلال کو دیکھ کر اور دعوت کو سن کر مسلمان پھر جمع ہو گئے۔ اللہ نے ان کی گھبراہٹ دور کی۔ اور فرشتے تسلی کے لئے نازل فرمائے۔ اور بالآخر مسلمانوں کو عظیم کامیابی ہوئی۔ اسی آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ
عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ
فَضْلِهِ إِنْ شَآءَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝
٢٩- قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ
وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ
مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا
يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى
يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ
صٰغِرُونَ ۝
٣٠- وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ

سو اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ
آنے پائیں۔ اور اگر تم محتاجی سے ڈرو،
تو خدا اگر چاہے گا۔ تو اپنے فضل سے
تمہیں غنی کر دے گا۔ اللہ جاننے والا
حکمت والا ہے ۝ ف۱
۲۹ - اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور آخری
دن پر ایمان نہیں لاتے۔ اور اللہ اور اس کے
رسول کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حرام نہیں جانتے
اور دین حق قبول نہیں کرتے، تم مسلمان
ایسوں سے مقابلہ کرو، یہاں تک کہ
وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں۔ اور ذلیل
ہو کر رہیں ۝ ف۲
۳۰ - اور یہود نے کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے

مشرک ناپاک ہیں!

ف۱

یعنی مشرک عقیدوں کے ناپاک اور دلوں کے خبیث ہیں۔ اس لئے اعلان برأت کے بعد انہیں بیت الحرام کے قریب نہ آنے دیا جائے۔

مقصد یہ ہے کہ یہ خطۂ پاک خالصۃً ایسا ہو۔ جس میں شرک و بت پرستی کے جراثیم کلیۃً ناپید ہوں۔ تاکہ یہاں سے توحید خالص کے چشمے پھوٹیں۔ اور ایک دنیا کو سیراب کر دیں۔

جزیہ

ف۲ یہودی بنی قریظہ و بنی نضیر باوجود اس کے کہ مسلمانوں سے پُرامن رہنے کا وعدہ کر چکے تھے پھر بھی شرارت اور انگیخت سے باز نہ آئے۔

اس آیت میں ان سے مقابلہ و جہاد کی اجازت دی گئی ہے۔ یعنی ان کی شرارتیں چونکہ حد سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ اور یہ اپنے عہد پر قائم نہیں رہے۔ اس لئے ان سے جہاد کرو۔ جب تک کہ جزیہ نہ دیں۔

جزیہ ایک رقم ہے جو مصالحین سے لی جاتی ہے۔ شرط تعین نہیں کہ کس قدر ہو۔ اس کی تشکیل کے مقصد دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کو ذلت و تحقیر کا احساس ہو۔ اور پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف آمادہ جنگ نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ ان کی حفاظت کے لئے بطور معاوضہ کے یہ رقم لی جائے اور انہیں فوجی خدمات سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ
اللّٰهِ ۔ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ
يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ قَبْلُ ۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى
يُؤْفَكُوْنَ ۝
۳۱۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ
ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا
لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
۳۲۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ
يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ

اور نصاریٰ نے کہا، کہ مسیح خدا کا بیٹا
ہے۔ یہ اُن کے مُنہ کی باتیں ہیں اگلے
کافروں کی بات کی ریس کرتے ہیں
انہیں خُدا کی مار کہاں اُلٹے جاتے
ہیں ○ ف۱
۳۱۔ خُدا کے سوا اپنے عالموں اور درویشوں
اور مسیح بن مریم کو خُدا ف۲ بنایا،
حالانکہ اُن کو یہی حکم ہُوا تھا، کہ ایک خدا
کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود
نہیں ہے، اُن کے شرک سے وہ پاک ہے ○
۳۲۔ وہ چاہتے ہیں، کہ اللہ کے نور کو اپنے مُنہ
کی پھونکوں سے بجھا دیں ف۳۔ اور اللہ یہ چاہتا
ہے، کہ اپنے نور کو پُورا کرے، اگرچہ کافر

ف۱

یہود مدینہ کا عقیدہ تھا۔ کہ حضرت عزیرؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ موجودہ یہودی اس بات کے قائل نہیں۔ نصرانی اب تک مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے، کہ یہ بُت پرستانہ عقیدہ اللہ کے دین پر افترا ہے۔ عیسائیوں نے اسے کفار کی تقلید میں گھڑ لیا ہے۔

ف۲

احبار و رہبان کو خدا ماننے کے معنی یہ ہیں، کہ وہ علماء و مشائخ کی باتوں کو انتہا درجہ بلاتحقیق کے مان لیتے تھے۔ [illegible] کے لئے انہیں بہت گمراہی میں مبتلا رکھتے تھے ہمیشہ [illegible] کی تکفین کرتے رہتے تھے۔ حالانکہ [illegible] توحید کی تعلیم دی ہے۔ جو روشنی اور نور کی تسلیم ہے۔ جس میں انسانیت کا اعزاز ہے۔ غرض یہ ہے کہ اندھی عقیدت ناجائز ہے۔

ف۳

یعنی کفار چراغ ہدایت کو بجھانے کی کوشش میں ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس روشنی کو دُنیا کے کناروں تک پہنچائے۔ وہ پُوری کوشش کر دیکھیں۔ یہ مصباح منیر روشن ہی رہے گا۔

حلِ لغات

اَحْبَار۔ جمع حبر۔ یعنی دانشمندان و علماء یہود
یعنی عابد و زاہد قوم نصاریٰ سے ترسایان۔

الْكٰفِرُوْنَ ○
۳۳ - هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُوْنَ ○
۳۴ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا
مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ
اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَ
الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ
الْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ○

ناخوش ہوں ○
۳۳ - اُسی نے اپنا رسُول ہدایت و دین حق دے کر
بھیجا ہے۔ تاکہ وہ اُس دین حق کو تمام دُنیا
کے دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرک
بُرا مانیں ○ ف۱
۳۴ - مومنو! اہل کتاب کے اکثر علماء
اور درویش لوگوں کے مال ناحق کھاتے
اور لوگوں کو اُس کی راہ سے روکتے
ہیں۔ اور جو لوگ سونا چاندی جمع
کرتے۔ اور اللہ کی راہ میں اُسے
خرچ نہیں کرتے۔ تو انہیں دُکھ
دینے والے عذاب کی بشارت
سُنا ○ ف۲

دین غالب

ف۱ اسلام کی فطرت میں ایسی خصوصیات موجود ہیں۔ جن
کی وجہ سے یہ کائنات خالق کا مشترکہ مذہب قرار دیا جا سکتا
ہے۔ اس میں توحید ہے، مساوات ہے، تمام انسانوں کا
احترام ہے۔ اس میں خدا ان کی حدود سے واضح ہے، تعصبات
سے پاک ہے، مختصر ہے، واضح ہے۔ عمل ہے، اور سب سے
بڑی بات یہ ہے کہ با دلیل ہے۔
اس لئے عالمگیر غلبہ و سطوت کے لئے جن محاسن کی
ضرورت ہے۔ وہ اس میں موجود ہیں۔ دُنیا کا علم پڑھتا
جاؤ۔ تم دیکھو گے کہ اسلام اور عقل، تجربہ دونوں ایک ہیں اور
ان میں کوئی منافات نہیں۔
ف۲ مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ (یہودی عیسائی) صرف شرک سوء عقیدہ
ہی میں مبتلا نہیں۔ ان میں اخلاقی برائیاں بھی موجود ہیں۔
علماء و مشائخ جو صحیح معنوں میں قومی اخلاق و عادات کے
آئینہ دار سمجھتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے کہ اکل حلال کی
توفیق سے محروم ہیں۔ مشیخیت و علم کو ذریعہ معاش بنا لیا ہے
طرح طرح سے لوگوں کو ٹھگتے ہیں۔ اور ہر دینی اصلاح کی
مخالفت کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کے دام تزویر میں بدستور
پھنسے رہیں۔ عوام میں حرص و آز کے جذبات زیادہ ہیں۔
ان کی زندگی محض روپیہ اکٹھا کرنا ہے۔ مذہب و ایثار سے
کوئی واسطہ ہی نہیں۔ دن رات دولت کی دُھن میں لگے
رہتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں یہ عذاب ہے، کہ
سونے چاندی کے وہی سکّے جو خدا جانے کن کن سختیوں
سے جمع کئے ہیں۔ گرم کر کے ان کے اعضاء پر لگائے
جائیں گے۔ اور انہیں سے ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔
اسلام روپیہ اکٹھا کرنے کو ناجائز قرار نہیں دیتا۔ البتہ وُہ
مال جسے غلط اور ناجائز ذرائع سے جمع کیا جائے۔ اور
وہ مال جس میں سے اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیا جائے،
ضرور منحوس ہے۔

۳۵- يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ
فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ
وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ
تَكْنِزُوْنَ ۝

۳۵- جس دن وہ خزانہ دوزخ کی آگ میں حکایا جائیگا
پھر اُن کی پیشانی اور کروٹوں اور کمروں میں اُس سے
داغ دیے جائیں گے۔ اور کہا جائیگا کہ یہ تمہارا خزانہ
ہے۔ جو تم نے اپنی جانوں کیلئے جمع کیا تھا ۔ اب اپنے
خزانہ کا مزہ چکھو ۝

۳۶- اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ
اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ
اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا
فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا
الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا
يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا

۳۶- خدا کے نزدیک مہینوں کا شمار خدا
کی کتاب میں جس دن اُس نے آسمان اور
زمین کو پیدا کیا۔ بارہ مہینے ہیں،
اُن میں چار مہینے ادب کے ہیں،
یہی سیدھا دین ہے۔ پس اُن میں
اپنے اُوپر ظلم نہ کرو۔ اور مشرکوں سے
سب اکٹھے ہو کر لڑو۔ جیسے وہ سب تم
سے اکٹھے ہو کر لڑتے ہیں ف۱۔ اور جان رکھو

ف۱
مقصد یہ ہے، کہ مسلمان اشہر
حرم میں جدال و قتال کو درست
نہیں سمجھتا۔ البتہ اگر اُسے مجبور
کر دیا جائے۔ تو پھر وہ دریغ نہ
کرے۔ اپنی تمام قوتیں اکٹھی کر کے
مقابلہ کے لئے جمع کرے۔

حَلِّ لُغَات

(صفحہ ۴۵۷)

بِالْبَاطِلِ - یعنی ناحق، ناجائز۔
الذَّهَبَ - سونا۔
الْفِضَّةَ - چاندی۔
جِبَاهُهُمْ - جمع جبہ یعنی پیشانیاں۔

أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝
٣٧ - اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ
يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ
عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا
عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا
حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ
اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
٣٨ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ
اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ
الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

اللہ متقیوں کے ساتھ ہے ۝
٣٧ - مہینہ آگے پیچھے کر لینا (عہد) کفر کی زیادتی ہے
کافر اس سے گمراہی میں پڑتے ہیں۔ ایک
سال اُسے حلال سمجھتے (اور دوسرے) سال اسے حرام ٹھہراتے
ہیں۔ تاکہ اللہ کے حرام مہینوں کی شمار پوری کر لیں
اور خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کریں اُن کے
بُرے اعمال اُن کے لئے آراستہ کر دیئے گئے ہیں اور اللہ
کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ۝ ف۱
ع ۵
٣٨ - مومنو! تمہیں کیا ہوا۔ جب تمہیں
کہا جاتا ہے، کہ اللہ کی راہ میں باہر نکلو،
تو تم زمین کی طرف گرے پڑتے ہو،
کیا تم آخرت کو چھوڑ کر حیاتِ دنیا پر
راضی ہو بیٹھے ہو؟ سو حیاتِ دنیا کی پونجی

ف۱

عربوں میں عام قاعدہ یہ تھا، کہ حرمت کے چار مہینوں میں جدال و قتال سے باز رہتے۔ اور ان مہینوں میں جنگ کو ناجائز خیال کرتے۔

مگر جب ان کی ذاتی مصلحتیں جنگ کی آگ بھڑکا دیتیں۔ اور انہیں اس آگ میں کودنا پڑتا۔ تو پھر اشہر حرم کا لحاظ نہ کرتے۔ اور کہتے اس وقت تو لڑو بعد میں چار مہینے دہرائیں گے۔ اللہ کا منشاء اس سے پورا ہو جائے گا۔

قرآن کہتا ہے، یہ کفر و معصیت ہے چار مہینوں کی حد بندی کا مقصد تو یہ تھا کہ تم صلح و امن کی برکات سے آگاہ ہو جاؤ اور جب کہ تم برابر ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اس حد بندی کا کیا فائدہ؟

اس طرح کی حیلہ جوئی جس سے خدا کے قانون کی مخالفت لازم آئے ناجائز ہے۔

حل لغات

النَّسِیْٓءُ: مؤخر کر لینا۔ فعیل ہے مصدر کے معنوں میں ہے۔ نسأت الشئ کے معنی ہوتے ہیں۔ اَخَّرْتُهٗ کے معنی میں۔ اسے مؤخر کر دیا ہے۔

الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ○
۳۹ - اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ۭ وَ
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

۴۰ - اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ
اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي
الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا
تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ

آخرت کے مقابلہ میں حقیر ہے ○
۳۹ - اگر نہ نکلو گے خدا تمہیں دکھ کا عذاب کرے گا۔ اور تمہارے سوا اور لوگ بدل لائے گا۔ اور تم اس کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ○ ف
۴۰ - اگر تم محمد کی مدد نہ کرو گے (تو خیر) خدا نے اس کی اس وقت مدد کی تھی جب کافروں نے اس کو اس حال میں نکالا کہ وہ دو میں دوسرے تھے جب وہ دونوں (ابوبکر و محمد) غار ثور میں تھے جب (محمد) اپنے ساتھی کو کہتے تھے مت غم کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان اس پر اتارا

تخلف گناہ ہے!

ف غزوہ تبوک میں کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان آیات میں ان کو مخاطب فرمایا ہے کہ جب جہاد کا اذن عام ہو جائے تمہیں تخلف کی اجازت نہیں۔ اللہ بہانوں میں جنت نصیب ہے؟ یوں سمجھ لیجئے (الخطہ جرح ہے) ہر شخص کو رکھا کرتا ہے کہ جہاد سے بچے رہو۔ جب اللہ تمہیں ہمت دیتا رہتا ہے تو تخلف کیا۔ کیا دنیا کی مختصر زندگی پر قانع ہو گئے۔ کیا آخرت میں شہداء کے درجات سے آگاہ نہیں۔ اس کے بعد بتایا کہ اللہ کی نصرت تمہاری رہین منت نہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول کو دشمنوں نے گھر سے بے گھر کر دیا تھا۔ اس وقت کس نے انھیں پناہ دی تھی۔ اسی وقت ہم نے ان کی مدد کی اور کافروں کی تلواروں سے انھیں بچا لیا۔

مقصد یہ ہے کہ اب بھی وہ رسول کی نصرت پر قادر ہے۔
ثانی اثنین سے مراد حضرت صدیق ہیں جو ہجرت میں آپ کے رفیق سفر تھے۔

غار میں حضرت صدیق اکبر نبوی کی وجہ سے گھبرا رہے تھے کہ کہیں حضور کفار کی گرفت میں نہ آجائیں۔ اسی لئے حضور نے جواب دیا کہ ان اللہ معنا یعنی اللہ کی نصرت ہمارے شامل حال ہے، تم بے فکر رہو۔

بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ سمجھا کہ حضرت صدیق کو اپنی گرفتاری کا ڈر تھا۔ کیونکہ یہ نہیں سوچتے کہ جس نے عمر بھر حضور کی رفاقت کی۔ جو سب کچھ چھوڑ کر گھر سے نکلا ہے۔ اسے اپنی نسبت کیا خوف ہو سکتا ہے۔ گھبراہٹ اس وجہ سے ہوئی کہ حضور کی جان خطرہ میں تھی۔ لاتحزن ان اللہ معنا کہ گھبراؤ نہیں۔ تمہارا خدا تمہارے ساتھ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی مجھ کو جو تمہارے محبت میری گرفتاری کا خدشہ ہے اس کو دل سے نکال دے۔

اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ
كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ
كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَ اللّٰهُ
عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝
٤١ - اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ
جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝
٤٢ - لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّ سَفَرًا
قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْۢ
بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ سَیَحْلِفُوْنَ
بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا
مَعَكُمْ ۚ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ

اور فوجوں سے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اُس کی مدد کی
اور کافروں کی بات نیچی رکھی۔ اور
خدا کی بات وُہی بلند ہے۔ اور اللہ
غالب حکمت والا ہے ۝ ف١
٤١ - مسلمانو! ہلکے اور بوجھل نکل پڑو۔ اور
اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں
جہاد کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر
ہے۔ اگر سمجھتے ہو ۝ ف٢
٤٢ - اگر کچھ مال نزدیک ہوتا۔ اور سفر ہلکا
ہوتا۔ تو ضرور تیرے ساتھ چلتے۔ لیکن مسافت
بعید نظر آتی ہے۔ اور اللہ کی قسمیں کھائیں گے
کہ اگر ہم چل سکتے۔ تو ضرور تمہارے ساتھ
نکلتے (جھوٹی قسموں سے) اپنی جانیں ہلاک کرتے ہیں۔

خدا کی بات

ف١ غار ثور میں جب آفتاب نبوت جاکر چھپا ہے تو کرنیں پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی تھیں۔ وہاں غار پر کفار موجود تھے۔ ان کے پاؤں کی چاپ صاف سنائی دیتی تھی۔ اسی لئے حضرت صدیق گھبرائے۔ مگر ان کی بصارت گم تھی۔ خدا یہ چاہتا تھا کہ اس کی تدبیر کارگر ہو اس کی بات بلند رہے۔ اور یہ خائب و خاسر رہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ناکام واپس لوٹ گئے حضورؐ ہجرت میں کامیاب ہو گئے۔ غار ثور سے جب یہ آفتاب و ماہتاب نکلے ہیں تو مدینہ چمک اٹھا۔ اللہ کا جلال چاروں طرف پھیلا۔ چند ہی دنوں میں مکے والوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ انہوں نے سخت غلطی کی ہے۔ اور وہ تمام برکات سے محروم ہو گئے ہیں۔

ف٢

اعلان عام کے بعد ہر مسلمان پر لازم ہو جاتا ہے۔ کہ میدان جہاد میں نکل کھڑا ہو۔ چاہے کیسی حالت ہو، کیونکہ اسلام کی عزت و حرمت کے لئے کٹ مرنا مسلمان کے لئے عین سعادت و برکت ہے۔ مسلمان کا اللہ سے عہد ہے۔ کہ جب تک جیئے گا۔ اسلام کی عزت کو بچائے گا۔

حلِّ لُغات

اِنْفِرُوْا۔ لفظ نفر سرعت کو متضمن ہے۔ صاحب علم طور پر مخلص کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور آدمیوں کے گروہ کو بھی نفر کہتے ہیں۔ جس میں کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس آدمی ہوں۔
قَاصِدًا۔ درمیانہ، آسان۔
اَلشُّقَّةُ۔ سفر بعید۔ بعض نے اسے بالکسر بھی پڑھا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

اور خدا جانتا ہے، کہ وہ جھوٹے ہیں ۝ ف۱

۴۳ - عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا
وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

۴۳ - خدا تجھے معاف کرے اے محمدؐ تو نے کیوں
ان کو رخصت دی۔ اس سے پہلے کہ تجھے عذر
میں سچے اور جھوٹے معلوم ہوں ۝ ف۲

۴۴ - لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ
يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

۴۴ - وہ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتے
ہیں۔ وہ تم سے اس بات کی رخصت نہیں مانگتے
کہ اپنی جان و مال سے جہاد میں شریک نہ ہوں
اور اللہ ڈرنے والوں کو جانتا ہے ۝

۴۵ - اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ
فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ
يَتَرَدَّدُوْنَ ۝

۴۵ - تم سے رخصت وہی مانگتے ہیں،
جو خدا پر اور آخری دن پر ایمان نہیں
رکھتے اور ان کے دل (اسلام کی نسبت)
شک میں ہیں۔ سو وہ اپنے شک میں
بھٹکتے ہیں ۝

ف۱

بات یہ ہے کہ تبوک کا مقام بہت دور تھا، موسم
بھی گرم تھا۔ مقابلہ پر رومی تھے۔ اس لئے منافقین
اور کمزور عقیدے کے لوگ گھبرا گئے۔ بعض لوگوں نے
رسول اللہؐ کو دھوکا دیا۔ انھوں نے یہ ظاہر کیا کہ
وہ معذور ہیں۔ اگر استطاعت ہوتی، تو ضرور
ساتھ دیتے۔ اللہ تعالٰے نے ان آیات میں ان کی
منافقت کا اظہار کر دیا۔ اور بتا دیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔

ف۲

مقصد یہ ہے۔ کہ متخلفین کو اجازت دینے
میں آپ سے تسامح ہوا ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ
چند ے انتظار فرما لیتے۔ اور دیکھ لیتے، کہ اللہ
تعالٰے ان کے باب میں کیا تصریحات نازل فرمانے
والا ہے ۰

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ کہہ کر بدرجۂ غایت تلطف
و مدارات کا اظہار فرمایا۔ جس کے معنی یہ ہیں، کہ
حضورؐ کا ہر تسامح چونکہ ایک بلند اخلاقی نصب العین
کے ماتحت صادر ہوتا ہے۔ اس لئے ابتداء
ہی سے در خور عفو ہے۔ گو اس سے منشاء الٰہی
کی مخالفت ہو ۰
آپ نے انہیں اجازت اس لئے مرحمت فرما
دی کیونکہ آپ کی فطرت میں عفو و کرم بدرجۂ اتم
موجود تھا۔ آپ بے پناہ محبت و ملاطفت کی وجہ سے
مجبور تھے۔ کہ ان کی معذرت قبول فرمالیں ۰

۴۶ - وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا
لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ
انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ
اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ○
۴۷ - لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ
اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَ۟اوْضَعُوْا
خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ
وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○
۴۸ - لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ
قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ
حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ
اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○

۴۶ - اور اگر وہ نکلنا چاہتے۔ تو جہاد کے لئے پہلے سے اسباب تیار کرتے۔ لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا ناپسند آیا۔ سو اس نے انہیں سُست کردیا اور انہیں حکم ہوا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ○ ف۱

۴۷ - اگر تم میں شامل ہو کے نکلتے، تو تم میں فساد ہی بڑھاتے۔ اور تمہارے درمیان گھوڑے دوڑاتے۔ بگاڑ کروانے کی تلاش میں، اور ان کے بعض جاسوس تم میں موجود ہیں، اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے ○ ف۲

۴۸ - وہ تو پہلے ہی سے فتنہ کی تلاش کرتے اور تیرے کام اُلٹتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حق آگیا۔ اور اللہ کا امر ظاہر ہوا۔ اور وہ ناپسند ہی کرتے رہے ○

ف۱

مقصد یہ ہے، کہ یہ لوگ اذن طلبی میں مخلص نہیں منافق ہیں۔ اگر جہاد کے لئے پہلے سے تیار ہوتے، اور ان کے دلوں میں ایمان کی حرارت موجود ہوتی۔ تو عذر و معذرت کی قطعی ضرورت نہ تھی۔ یہ تردد، یہ بے چینی، یہ حیص بیص ان میں بالکل نظر نہ آتا۔ اور اصل بات یہ ہے، کہ اللہ کو یہ منظور ہی نہیں تھا۔ کہ اس قسم کے کمزور لوگ جہاد میں نکلیں۔

جاسوس

ف۲ یعنی یہ لوگ اگر میدان جہاد میں جاتے، جب بھی مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچاتے الٹے یہ مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرتے اور منافقین سے ملے رہتے۔ جس طرح کہ اس سے پہلے ان لوگوں نے ہمیشہ کفر کا ساتھ دیا ہے۔ اس لئے ان کا عدم شمولیت باعث افسوس نہیں، باعث مسرت ہے۔

حلِ لُغات

خَبَالًا - یعنے تباہی، گمراہی، ہلاک و رنج۔ خبل بفتحتین کے معنی دیوانگی کے ہیں۔

۴۹ - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ
لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ
سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ
بِالْكٰفِرِيْنَ ۝
۵۰ - اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ
وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا
قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ
قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ
فَرِحُوْنَ ۝
۵۱ - قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا
كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝
۵۲ - قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ

۴۹ - اور اُن میں وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھے
رخصت دے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈال۔ سُن رکھ کہ
وہ آپ ہی فتنہ میں پڑے ہیں اور دوزخ کافروں کو
گھیر رہی ہے ○ ف۱
۵۰ - اگر تجھے بھلائی پہنچے، انہیں بُری معلوم
ہوتی ہے۔ اور جو تجھ پر مصیبت آئے کہتے
ہیں ہم نے تو اپنا کام پہلے ہی سے سنبھال لیا
تھا۔ اور خوشیاں کرتے لوٹ جاتے
ہیں ○ ف۲
۵۱ - تُو کہہ ہمیں وُہی پہنچے گا۔ جو اللہ نے ہمارے
لئے لکھا ہے۔ وہ ہمارا کارساز ہے
اور چاہئے کہ مومن اللہ پر بھروسا رکھیں ○ ف۳
۵۲ - تُو کہہ ہمارے حق میں تم کیا توقع کرو گے

ف۱

یعنی نفاق و بزدلی بجائے خود فتنہ ہے
آزمائش ہے، کفر ہے، غضب الٰہی کا سبب
ہے۔

منافق جہاد سے بچنے کے لئے معذرت
کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ یاد رکھو اللہ
تمہارے نفاق سے آگاہ ہے۔

ف۲

اس آیت میں منافق کی نفسیات بتائی ہیں
کہ یہ مسلمانوں کی مصیبتوں پر خوش ہوتے ہیں
اور ان کی کامیابیوں پر جلتے ہیں۔

مولٰے

ف۳ مولٰے کا اشتقاق ولایت سے ہے
جس کے معنی نصرت و دوستی کے ہیں یعنی اللہ
تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز اور دوست ہے کیا
یہ محبت و شفقت کا آخری تخیل نہیں؟

جہاں وہ رب ہے، مالک ہے، قادر ہے وہاں
مسلمانوں کے لئے وہ نہایت درجہ رحیم ہے جس
کے رحم میں دوستانہ اور محبانہ بے تکلفی اور
رحمت ہے۔

خدا کو باپ کہہ کر فخر کرنے والے "مولٰے"
کی جامعیت پر غور فرمائیں۔

إِلَّآ إِحْدَى ٱلْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ
نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ ٱللَّهُ
بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِۦٓ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ
فَتَرَبَّصُوٓا۟ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ
٥٣ - قُلْ أَنفِقُوا۟ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا
لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ ۖ إِنَّكُمْ
كُنتُمْ قَوْمًا فَٰسِقِينَ ○
٥٤ - وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ
مِنْهُمْ نَفَقَٰتُهُمْ إِلَّآ أَنَّهُمْ
كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَبِرَسُولِهِۦ
وَلَا يَأْتُونَ ٱلصَّلَوٰةَ إِلَّا
وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ
إِلَّا وَهُمْ كَٰرِهُونَ ○

مگر دو خوبیوں میں سے ایک (فتح یا شہادت)۔
اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا
اپنی طرف سے تم پر عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے
سو تم انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں ○ ف۱
۵۳ - کہہ دو کہ تم (مال) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی
سے خدا تم سے ہرگز قبول نہ کرے گا۔ کہ تم
فاسق لوگ ہو ○
۵۴ - اور اُن کا وہ خرچ اس لئے قبول
نہیں ہوتا۔ کہ وہ اللہ اور اُس کے
رسول کے مُنکر ہیں۔ اور سستی
سے نماز پڑھنے آتے ہیں
اور بُرے دل سے خرچ کرتے
ہیں ○ ف۲

ف۱

غرض یہ ہے کہ منافقین مُسلمانوں کے لئے دو باتوں کے منتظر رہتے۔ غنیمت کے، اور عام شہادت کے۔ پہلی صورت میں شرکت و حصہ داری کا خیال۔ اور دوسری میں مُوت پر اظہار مسرت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دونوں باتیں مُسلمان کے لئے باعث برکت ہیں، کامیاب رہیں تو دنیا کے مال و دولت سے حصہ پائیں۔ میدان میں کھیت رہیں، تو حیات جاوید کے حقدار ٹھہریں۔ البتہ ہم جس چیز کا انتظار کر رہے ہیں، وہ منافقین کے حق میں اچھی نہیں، ہم اللہ کے عذاب کے منتظر ہیں، جو آئے اور تمہارے مفسدوں کو ختم کر دے۔

ف۲

یعنی منافقین گو عام مُسلمانوں کے ساتھ بظاہر رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ان کی عبادت و قربانی مقبول نہیں۔ کیونکہ دلوں میں خلوص موجود نہیں۔ وہ چندے دیتے ہیں، تبرعات میں حصہ لیتے ہیں، مگر مجبوری سے۔ اللہ کی محبت سے نہیں، رفع الوقتی یا شہرت و ریا کاری کے لئے نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روحانی حظ اُٹھانے کے لئے نہیں، محض بوجھ سمجھ کر، اور ثقل خیال کر کے۔ اس لئے ادا کرتے ہیں، کہ لوگ انہیں مُسلمانوں سے الگ نہ سمجھیں۔

اسلامی خدمات و عبادات کا تعلق کیفیت قلب سے ہے، اصل میں اگر خلوص و ایمان کی روشنی موجود نہ ہو۔ تو ظاہری اعمال مقبول نہیں، کیا آج کل ہماری مذہبی حالت بالکل یہی نہیں؟

(باقی بر صفحہ ۴۶۶)

٥٥ - فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ
اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ
وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○
٥٦ - وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ
لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ
وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ○
٥٧ - لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ
مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا
اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ○
٥٨ - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي
الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا

٥٥ - سو تُو ان کی دولت و اولاد سے تعجب
نہ کر۔ اللہ فقط یہ چاہتا ہے، کہ
ان چیزوں سے انہیں حیاتِ
دُنیا میں عذاب دے۔ اور
وہ کافر مریں ○
٥٦ - اور خدا کی قسمیں کھاتے ہیں، کہ وہ تم
میں سے ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں
لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں ○
٥٧ - اگر وہ کوئی بچاؤ کی جگہ، یا غار، یا کوئی
سر گھسانے کی جگہ پائیں تو ضرور اس کی
طرف لگام تڑا کر بھاگیں ○ ف۱
٥٨ - اور ان میں کوئی ہے جو تقسیم زکوٰۃ کی بابت
تجھے عیب لگاتا ہے، سو اگر اس میں سے انہیں ملے

(بقیہ حاشیہ)

ہم کیوں دینی مصالحت میں ہر بات تسلیم کر لیتے ہیں۔ اس لئے نہیں، کہ ہمیں دین سے محبت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ہم شہرت چاہتے ہیں۔ عزت چاہتے ہیں۔ اور وجاہت کے طالب ہیں۔ ہمارے جذبات اللہ کے لئے نہیں، محض نفس کے لئے ہیں۔ ہماری نمازیں بھی محض دکھاوا ہیں۔ ریاکاری ہیں۔ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ۔

ف۱

یعنی منافقین بصد مجبوری ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ محض جبراً و قہراً بیٹھے ہیں۔ الخ

انہیں اسلام کی صحبت گوارا نہیں، انہیں کہیں ذلیل ترین جگہ بھی پناہ کی مل جائے، تو قبول کریں۔ اور دوڑتے ہوئے جائیں۔

حلِ لُغات

کُسَالٰی - جمع کسلان - بمعنی سُست، کاہل سُست۔
مَغٰرٰت - جمع مغارۃ - اخفش کہتے ہیں اس کے معنی گڑھے کے ہیں۔ بعض کے نزدیک پہاڑ کے غار کو کہتے ہیں۔

رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ
اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ○
۵۹۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ
اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَ قَالُوْا
حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ
اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○
۶۰۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ
وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا
وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي
الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ
وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ
السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ

تو راضی ہیں۔ اور جو انہیں اس میں سے نہ ملے
تو فوراً ہی ناراض ہیں ○ ف۱
۵۹۔ اور اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے
رسول نے انہیں دیا۔ اور کہتے کہ ہمیں اللہ
کافی ہے۔ ہمیں اللہ اور اس کا رسول اپنے
فضل سے عنقریب دے گا۔ ہم تو اللہ کی طرف
رغبت کرنے والے ہیں۔ تو بہتر تھا ○ ع
۶۰۔ زکوٰۃ کا مال صرف مفلسوں اور محتاجوں
کے لئے ہے اور ان کے لئے جو اس پر کام کرنے والے ہیں
اور ان کیلئے ہے جن کے دل اسلام کی طرف راغب کرنے منظور
ہیں۔ اور گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں کے
اللہ کے رستہ میں۔ اور مسافروں کے لئے
ہے۔ خدا کی طرف سے فرض ٹھہرا ہے

ف۱
منافقین کے مصائب میں ایک
بڑا سبب یہ بھی ہے کہ غلط تنقید
کرتے ہیں۔ اگر انہیں صدقات وغیرہ
میں کچھ دے دیے جائیں تو بات بے
اعتراض ہے۔ اور اگر کچھ نہ ملے
تو پھر خوش نہیں۔ مگر ان کی زندگی کا
مقصد محض حب نفس ہے۔ خود
غرضی ہے۔ تو بھی ایمان سے الگ ہو
ہیں۔ اور جہاں یہ اسلامی دنیا و دینی
جمعیتوں میں کیا اصل یہی کیفیت

نہیں ہو جہاں طمع و خود غرضی ہو، پہلے
داری ہے، جہاں حق ہے اور جہاں
ایثار کرنا پڑے۔ تعلقات کا
معیار ہے۔ جو عدل و انصاف کے
بجائے ہر قوم کے جذبات کو ابھارنا چاہتا
ہے۔ مال کی غرض محض خود غرضی کی
آگ کو بھڑکاتا ہے ●

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○
۶۱ - وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ
قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ○
۶۲ - يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ
وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ
يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○
۶۳ - اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ ف۱

۶۱ - اور اُن میں بعض ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں، کہ وہ ذرا کان کا ہے تو کہہ وہ تمہارے لئے بھلائی کا سننے والا ہے۔ خدا پر ایمان لاتا اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتا ہے۔ اور وہ تم میں سے اہل ایمان کے لئے رحمت ہے۔ اور جو اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ انہیں دکھ کا عذاب ہوگا ○ ف۲

۶۲ - تمہیں راضی کرنے کو تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہیں کہ راضی کئے جائیں۔ اگر وہ ایماندار ہیں ○

۶۳ - کیا وہ نہیں جانتے، کہ جو کوئی اللہ اور اس کے

صدقات کے مصرف

ف۱ اس آیت میں صدقات وتبرعات قومیہ کا مصرف بتایا ہے۔ غور فرمایئے کہ اس نظم کے ساتھ صدقات کو ادا کیا جائے تو مسلمان ہمیشہ کے لئے چندوں سے بے نیاز ہو جائیں۔ اور ان کی قوم کو بنانے کے لئے مفید ثابت ہو۔ صدقات کو حسب ذیل آٹھ مدوں میں خرچ کرنا چاہیئے۔

(۱) - فقرا کے لئے۔ یعنی وہ لوگ جو محتاج ہیں، انہیں بھیک مانگنے سے روکا جائے۔ اور ان کی باقاعدہ مالی امداد کی جائے۔

(۲) - اُن مساکین کو دیا جائے، جو اپنے معاش کو بھی نہیں کر سکتے۔ یعنی عام مسلمانوں کی اقتصادی حالت سنواری جائے۔ مسکین کے لغوی معنی ہیں اس شخص کے جو کشاکش حیات میں زیادہ کامیابی کے ساتھ حصہ نہ لے سکے اور ایک جگہ پڑا رہے۔ یعنی ترقی نہ کر سکے۔

(۳) - تحصیل وصول کرنے والا یعنی صدقات منظم طور پر باقاعدہ چندہ وصول کرنے والے مقرر ہوں، جنہیں تنخواہ دی جائے۔

(۴) - قابل تالیف لوگ یعنی تبلیغ واشاعت کے لئے ایسے لوگوں کی مدد کی جائے، جو اسلام سے محبت رکھتے ہوں مگر حالات کی وجہ سے اسلام کو قبول نہ کر سکیں۔

(۵) - ملی ضروریات۔

(۶) - مسافروں کو مدد دی جائے، ان کی ضیافت اور سامان کیا جائے۔ تاکہ وہ آسانی سے ملی خدمات کے سلسلہ میں ملک میں گھوم پھر سکیں۔

یہ زندہ قوموں کے لئے اعلیٰ پروگرام ہے۔ جس پر مسلمانوں کا فقط عمل نہیں۔ اللہ رحم کرے۔

ف۲

انبیاء علیہم السلام جہاں بانتہا درجہ کے ذکی ہوتے ہیں، وہاں حضور کرم کا ادب بھی ان میں ہوتی (باقی بر صفحہ ۳۶۹)

اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ
جَہَنَّمَ خَالِدًا فِیْہَا ۭ ذٰلِکَ
الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ۝
۶۴- یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ
عَلَیْہِمْ سُوْرَۃٌ تُنَبِّئُہُمْ بِمَا فِیْ
قُلُوْبِہِمْ ۭ قُلِ اسْتَہْزِءُوْا ۚ اِنَّ
اللّٰہَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝
۶۵- وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا
کُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ
اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ
کُنْتُمْ تَسْتَہْزِءُوْنَ ۝
۶۶- لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ
اِیْمَانِکُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ

رسول کی مخالفت کرتا ہے، اس کے لئے
جہنم کی آگ ہے۔ وہاں ہمیشہ رہے گا۔
بڑی رسوائی ہے ۝ ف
۶۴- منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ تم پر
کوئی ایسی سورت اترے جس میں اُن کے دل کی
خبر اُن کو دی جائے۔ کہہ تم ٹھٹھا کرتے رہو خدا
وہی بات نکالے گا جس سے تم ڈرتے ہو ۝ ف۲
۶۵- اور جو تُو ان سے پوچھے۔ تو ضرور کہیں گے کہ ہم تو
بات کی بحث کرتے چلتے تھے۔ تُو کہہ!
کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے
ٹھٹھے کرتے تھے ۝
۶۶- بہانے نہ بناؤ۔ تم ایمان لا کے کافر ہو گئے
ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو

(بقیہ حاشیہ)

تناسب سے موجود ہوتا ہے، وہ حالات کو
جانتے ہیں، مگر یہ جو رحمت کے اکثر مظاہر ہے
درگزر کرتے ہیں، حضور کو منافقین آن کر طرح طرح
کے عذر سناتے، آپ تحمل فرما لیتے۔ اس پر وہ
اپنی مجلسوں میں کہتے، رسول کیا ہے، نرا کان ہے
سُن لیتا ہے، جانتا نہیں کہ ہم اسے دھوکا دے
رہے ہیں۔ کہو بخدا اس میں تو تمہاری بھلائی ہے
رسول کی اس ادا کو جسے تم سادگی
پر محمول کرتے ہو، وہ چشم پوشی اور ستاری
ہے۔ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملی ہے

رسولؐ کی مخالفت

ف

آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسول کی مخالفت اس
سے عناد و دشمنی غضب الٰہی کا باعث ہے۔
محادۃ کا لفظ مفہوم مخالفت ہے، وہ لوگ جو محمدؐ
اسوۂ رسولؐ پر عمل پیرا نہیں، جن کا ہر کام سنت
رسول سے مخالف ہوتا ہے، انہیں غضب الٰہی
سے ڈرنا چاہیئے۔

ف ۲

یعنی یہ سورۃ منافقین کے نفاق کو واضح
کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اس لئے اب
انہیں خوف پیدا ہو گیا ہے کہ ممکن ہے ہم تو
ہنسی مذاق ہی سے یہ کہہ رہے تھے۔ وہ ہمارے
دلی خبث کی حقیقت کھل رہی ہے، ایسی
حالت میں کہ عمل ہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ حالت
صحیح نہیں، کیونکہ [illegible]

حل لغات

نخوض ونلعب۔ خوض عام طور پر [illegible]

طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○
۶۷ - اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ
بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ
وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ
فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○
۶۸ - وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ
اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○
۶۹ - كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا

معاف کریں گے۔ تو دوسری جماعت کو
اُن کے جرم میں ضرور عذاب ہی دیں گے ○
۶۷ - منافق مرد اور منافق عورتیں سب کی ایک
چال ہے۔ بری بات کرنے کو، اور بھلی
بات نہ کرنے کو کہتے۔ اور اپنی مٹھی
خرچ سے بند رکھتے ہیں۔ خدا کو بھول گئے
سو وہ اُنہیں بھول گیا۔ بے شک منافق
ہی فاسق ہیں ○ ف۱
۶۸ - منافق مردوں اور منافق عورتوں اور سب
کافروں سے خدا نے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے وہ اس میں
ہمیشہ رہیں گے۔ یہی اُنہیں بس ہے۔ اور اللہ نے
اُن پر لعنت کی۔ اور اُن کے لئے عذاب دائمی ہے ○
۶۹ - جس طرح تم سے اگلے تھے۔ وہ قوت اور

ف۱

مقصد یہ ہے کہ منافقین میں باہمی کوئی امتیاز نہیں، سب برے ہیں۔ عورت مرد یکسان طور پر اسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔ سب کا نصب العین یہ ہے، کہ مسلمانوں میں برائیاں پھیلائی جائیں۔

بات یہ ہے، کہ ہر قوم میں ایک عنصر ایسے بدنیت مفسدوں کا ہوتا ہے۔ جو خبث باطن کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ حالانکہ ہی اللہ کوشاں رہتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح جماعت کو نقصان پہنچایا جائے۔ اسلام جب پھیلا ہے، تو وہ لوگ جو کھلے بندوں مخالف نہیں ہو سکتے تھے منافق ہو گئے۔ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ رہے۔ ان کی تقریبات اور عبادتوں میں شامل رہتے۔ اور عوام کو دھوکا دیتے۔ مگر موقع ملنے پر ہوشیاری سے اسلام کی مخالفت کرتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گروہ سخت ناپسند ہے۔ کیونکہ اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ یا تو ایمان و اسلام کی بابرکت دعوت کو قبول کرو۔ یا اپنے لئے کفر کو پسند کر لو۔ بہر حال جو کچھ ہو۔ کھلم کھلا ہو۔ دھوکا اور فریب روا نہیں۔

حلِ لُغات

بِالْمُنْكَرِ۔ یعنی امر قبیح و ناشائستہ و نامشروع۔
الْمَعْرُوْفِ۔ یعنی نیکی۔
فَنَسِيَهُمْ کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ نے ان سے تغافل اختیار کر لیا ہے اور اب اللہ کی نظر عنایت سے محروم ہو گئے ہیں۔
لَعَنَهُمْ کے معنی ذلیل اور رحمت سے دور کرنے کے ہیں۔ اور نفرین کرنے کے بھی ہیں۔

أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ أَكْثَرَ
أَمْوَالًا وَّ أَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا
بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ
كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ
خَاضُوْا ۭ أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ
أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
٧٠- أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ
وَّ ثَمُوْدَ ۙ وَ قَوْمِ إِبْرٰهِيْمَ
وَ أَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۭ
أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

مال، اور اولاد میں تم سے زیادہ
تھے۔ سو اپنے نصیب کا فائدہ دُنیا
میں اُٹھا گئے، پھر تم نے بھی اپنے نصیب کا فائدہ
اُٹھالیا جیسے تم سے اگلے اپنے نصیب کا فائدہ
اُٹھا گئے۔ اور تم نے ویسی بحث کی جیسے
وہ کر گئے۔ اُن کے اعمال دُنیا اور
آخرت میں ضائع ہوئے۔ اور وہی
زیاں کار رہے ○ ف
٧٠- کیا انہیں اگلوں کی خبر نہیں پہنچی
قوم نوحؑ، اور عاد، اور ثمود کی۔ اور
قوم ابراہیم، اور اہل مدین اور
اہل مؤتفکات (لوط کی بستیوں)، کی۔ ان کے
رسول ان کے پاس نشان لے کر آئے تھے

نفاق کا انجام تباہی ہے

ف

ان آیات میں منافقین کو بتایا ہے، کہ نفاق کے بادل مطلعِ حق وصداقت پر زیادہ دیر تک چھائے نہیں رہیں گے۔ جب آفتاب پوری حرارت سے چمکے گا۔ تو یہ بادل چھٹ جائیں گے۔ ان سے پہلے بھی بد باطن لوگوں نے انبیاء کی مخالفت کی ہے مگر نتیجہ کیا ہوا، کہ ان کا تمام غرور ٹوٹ گیا مال و دولت کی فراوانی اور اعوان و انصار کی کثرت انہیں عذابِ الٰہی سے نہ بچا سکی۔ اسی طرح تمہارا حشر ہونے والا ہے۔

حلِّ لغات

اَلْمُؤْتَفِكٰتِ۔ اُلٹی ہوئی بستیاں۔ مادہ افک۔ بمعنی تغیر و تحول اور منقلب ہونے کے ہیں۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○
۷۱ - وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ
الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ
وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ
اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ○
۷۲ - وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

سو خدا ایسا نہ تھا، کہ اُن پر ظلم کرتا۔ لیکن
اُنھوں نے اپنی جانوں پر آپ ظلم کیا ○ ف۱
۷۱ - اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں
دوست ہیں۔ بھلی بات کو کہتے، اور
بُری بات سے منع کرتے ہیں۔ اور نماز
پڑھتے، اور زکوٰۃ دیتے۔ اور اللہ
اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرتے
ہیں۔ یہ لوگ وُہ ہیں، کہ اُنھیں پر خدا رحم
کرے گا۔ بے شک خُدا غالب حکمت
والا ہے ○ ف۲
۷۲ - اللہ نے ایماندار مردوں اور عورتوں
سے باغوں کا وعدہ کیا ہے، جن کے
نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُس میں ہمیشہ رہیں گے

ف۱

اس آیت میں یہ بتایا ہے، کہ ان لوگوں کو
اللہ نے سرکشی اور تمرد کی وجہ سے ہلاک کر دیا
نوحؑ نے ہر چند قوم کو طویل مُدت تک سمجھایا۔ مگر
اُنھوں نے غرق ہونے کی ٹھان لی۔ اور بازنہ آئے
اسی طرح عاد و ثمود کی قومیں نافرمانی وعصیان کی
وجہ سے پکڑی گئیں۔ ابراہیمؑ کی قوم نہایت
متمدن تھی۔ وہ بھی عتاب سے نہ بچی۔ حضرت
شعیبؑ اور حضرت لوطؑ کی قوم بھی اپنی بدعنوانیوں
کی وجہ سے غارت ہوئی۔ غرض یہ ہے، کہ ثبات
واستقلال کا قانون صرف اُن لوگوں کے لئے ہے
جو اطاعت شعار ہوں۔ نافرمانوں کے لئے بجز
تباہی و ہلاکت کے اور کوئی چارہ نہیں۔ پھر ان
منافقین کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ عبرت حاصل نہیں
کرتے ●

ف۲

یعنی وہ لوگ جنھوں نے اخلاص کے ساتھ
اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ ان کے مشاغل پاک ہیں
وُہ ایک دوسرے کے ممدو معاون ہیں۔ نمازیں
پڑھتے ہیں۔ اور قومی ضروریات سے آگاہ ہیں
ان کی زندگی کا مقصد اللہ اور اس کے رسُول کی
اطاعت ہے اس لئے رحمت و عفو کے سزاوار ہیں●

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ
وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
٧٣- يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ
الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝
٧٤- يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ
قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا
بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ
يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ
اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ
فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا

اور مکان ستھرے رہنے کے باغوں میں،
اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے،
اور یہی بڑی مراد ملنی ہے ○ ف۱
٧٣- اے نبی! کافروں اور منافقوں سے
لڑائی کر۔ اور اُن پر سختی دکھلا۔ اور
اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُری
جگہ پہنچے ○ ف۲
٧٤- اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا
اور انہوں نے بے شک کلمۂ کفر کہا ہے اور مسلمان ف۳
ہو کر کافر ہو گئے۔ اور انہوں نے ارادہ کیا تھا
جو وہ نہ کر سکے۔ اور یہ اس بات کا بدلہ دیتے ہیں
کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل
سے دولتمند کیا ہے۔ سو اگر توبہ کریں یہاں کے

مومن کا ذوقِ معرفت

ف۱

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ سے غرض یہ ہے کہ جنت کا حصول مقصودِ اصلی نہیں۔ مطلوب یقین اللہ کی رضا و محبت کا احساس ہے۔ اس لئے بلند مرتبہ جماعت کے لوگ صرف جنت پر قانع نہیں بلکہ ان کی ذوقِ توحید میں اللہ کا وصال کی طالب ہے اور محض اس کی مسرت چاہتے ہیں [illegible] ہے۔ اصل لذت یہ ہے کہ اس کی محبت و عشق پر تسکین حاصل ہو ○

ف۲ جہاد و غلظت کے معنی یہ نہیں کہ ہر وقت منافقین سے جدال و تشدد ہی ہو۔ بلکہ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ کفار سے جہاد کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ تیغ و سنان کا استعمال کیا جائے اور منافقین سے جہاد یہ ہے کہ انہیں ذلیل کیا جائے اسلامی مجالس میں رسوا کیا جائے۔ اور اللہ کی رحمت [illegible] کیا جائے ○

ف۳ [illegible]

حلِ لغات

هَمُّوْا - ھم سے مشتق ہے۔ بمعنی قصد ○
مَا نَقَمُوْا - نقمہ۔ برا سمجھنا۔ نقمت الشیٔ اذا انکرتہ ○

لَهُمْ ۚ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ
اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۙ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي
الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ○
۷۵ - وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ
آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ
وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ○
۷۶ - فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ
بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ
مُعْرِضُونَ ○
۷۷ - فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ
إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا
أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ

بہتر ہے اور جو ہٹ جائیں۔ تو اللہ انہیں
دنیا اور آخرت میں دکھ کا عذاب دیگا
اور روئے زمین میں کوئی اُن کا
حمایتی اور مددگار نہ ہوگا ○
۷۵ - اور بعض اُن میں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے
عہد کیا تھا۔ کہ اگر ہمیں اللہ اپنے فضل سے دے گا تو ہم
ضرور خیرات کریں گے اور نیکوکار ہوں گے ○
۷۶ - پھر جب اُس نے انہیں اپنے فضل سے دیا
تو اُس میں اُنہوں نے بخل کیا۔ اور منہ
موڑ کے ہٹ گئے ○ ف ۱
۷۷ - پھر اللہ نے اُس کا انجام اُس دن تک کہ اُس سے
ملیں گے اُن کے دلوں میں نفاق رکھ دیا۔ کہ جو وعدہ
اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا اُس میں اُنہوں نے خلاف ورزی کی

ثعلبہ اور نفس انسانی

ف ۱

اس ضمن میں ثعلبہ کا قصہ مشہور ہے
وہ خاصا مفلس تھا۔ نمازیں باجماعت مسجد
میں حاضر رہتا۔ حضور نے اس کی خواہش
کی بنا پر دعا کی۔ اور وہ متمول ہو گیا
مدینے سے باہر ڈیرے ڈال دیے۔
مسجد کی حاضری کم ہو گئی۔ نماز کی پابندی
باقی نہ رہی۔ جمعہ و جنازہ میں بھی شرکت
سے محروم ہو گیا۔ اور آخر تمام پابندیوں

سے بے نیاز ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے
کہ یہ ضعاف نفسیات کی آئینہ دار ہے،
نفاق کی تفصیل میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے
وہ عام منافق کی نفسی گرہوں میں ملتا
ہے۔ کہ ہمیں اپنے خطرات قلب سے
آگاہی حاصل ہو۔ اور ہم صحیح معنوں میں
اللہ کے فرمانبردار ثابت ہوں ۔

وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○
۷۸- اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۚ
۷۹- اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ
وَ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا
جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ
سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَ لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
۸۰- اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ
لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ
سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ

اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے ○
۷۸ - کیا نہیں جانتے کہ اللہ ان کے بھید
اور مشورے جانتا ہے۔ اور اللہ بڑا
غیب دان ہے ○
۷۹ - وہ جو دل کھول کر خیرات کرنے والے مسلمانوں
کو ریاکار، عیب لگاتے۔ اور ان پر جو مزدوری
سے کچھ پیدا کر کے دیتے ہیں۔ پھر ان
سے تمسخر کرتے ہیں۔ اللہ ان سے
تمسخر کرتا ہے۔ اور انہیں دکھ کا
عذاب ہوگا ○ ف۱
۸۰ - ان کے لئے معافی مانگ یا نہ مانگ۔
اگر تو ستر دفعہ بھی ان کے لئے معافی
مانگے گا۔ تب بھی اللہ انہیں ہرگز

جہد المقل

ف۱

غریب غریب مسلمان جب اسلام کی محبت میں سرشار ہو کر خیرات وقت سے متاثر ہو کر رسول اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قلیل وحقیر رقم آپ کے سپرد کر دیتے۔ تو یہ منافقین پھبتے کہتے۔ واہ یہ بھی کوئی خیرات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان غریبوں پر ہنسو مت، یہ دل کے تونگر اور حاتم ہیں۔ یہ مخلص ہیں۔ اور تم سے بہرحال بہتر ہیں۔ اللہ کی نظر کم پر نہیں کیف پر ہے ۔

سخر اللّٰہ منہم سے مقصود یہ ہے کہ انہیں اس استہزاء کی سزا ملے گی، جو ان کے توقعات کے خلاف ہوگی۔ اور بالکل استہزاء کے مماثل ہوگی۔ یہ دیکھیں گے کہ جن اعمال پر دنیا میں غرور و ناز کرتے تھے۔ وہ اللہ کے ہاں کس درجہ حقیر ہیں۔ اور غریب مسلمانوں کا دیا ہوا جو اگرچہ کم ہے۔ اور تھوڑا ہے۔ اللہ کے نزدیک بیش قیمت ہے ۔

حل لغات

نَجْوٰی۔ سرگوشی ۔

یَلْمِزُوْنَ۔ کسی کے عیب پر آنکھ سے اشارہ کرنا۔ لمز سے مقصد عیب جوئی ہے ۔

جُهْدَهُمْ۔ یعنے توانائی و کوشش و سعی ۔

سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔ محاورہ ہے۔ تعیین مراد نہیں ۔

اللّٰهُ لَهُمْ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝
٨١ - فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ
خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا
اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ
اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ
قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ
لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝
٨٢ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ
لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ
جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

نہ بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ اللہ اور
اُس کے رسول سے منکر ہوئے۔ اور اللہ نافرمانوں
کو ہدایت نہیں کرتا ۝
٨١ - رسول اللہ سے جُدا ہو کر (غزوۂ تبوک کے)
پیچھے (مدینہ میں) بیٹھ رہنے والے خوش
ہوتے ہیں۔ اور انہوں نے اللہ کی راہ
میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنا مکروہ جانا اور
کہا کہ گرمی میں نہ نکلو۔ تو کہہ! جہنم
کی آگ سخت گرم ہے۔ اگر وہ
سمجھیں ۝ ف۱
٨٢ - سو تھوڑا ہنس لیں۔ اور بہت سا
روئیں۔ یہ اُن کی کمائی کا بدلہ
ہے ۝ ف۲

جہنم کی گرمی!

ف۱

منافقین یہ کہہ کر مسلمانوں کو بہکاتے رہے کہ بلا کی گرمی ہے۔ اس تپش میں کہاں گھروں سے نکلو گے۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ جہنم کی گرمی اس سے زیادہ شدید ہے اے کاش! یہ اس آگ سے بچنے کے لئے کوشش کرتے۔

رونا سزا ہے!

ف۲ یعنی منافقین کو چاہیے کہ اپنی ناکامی پر ماتم کریں۔ اور روئیں۔ کیونکہ اسلام باوجود ان کی مخالفت کے کامیاب رہا ہے اور مسلمان ان کے مزاحمات کے علی الرغم بڑھتے ہی چلے گئے۔ یہ محرومی و بدبختی ان کے اعمال کی سزا ہے۔

بعض نادان لوگ جو سال میں ایک دفعہ خوب رونا اور ماتم کرنا موجب ثواب تصور کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام مسرت و طمانیت کا مذہب ہے۔ اس طرح رونے کی محفلیں منعقد کرنا عذاب الٰہی ہے۔

۸۳ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى
طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ
لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا
مَعِيَ اَبَدًا وَّ لَنْ
تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ
اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ
مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝
۸۴ - وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ
مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى
قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ
وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ
فٰسِقُوْنَ ۝
۸۵ - وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ

۸۳ - سو اُن میں سے کسی فرقہ کی طرف اگر
تجھے اللہ پھر لے جائے۔ اور وہ تجھ سے
لڑائی میں نکلنے کے لئے اذن چاہیں تو کہہ
تم میرے ساتھ کبھی نہ نکلو گے۔ اور کسی
دشمن سے میرے ہمراہ ہو کر کبھی نہ لڑو گے تم
پہلی بار بیٹھ رہنے پر راضی تھے۔ سو اب
پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ۝
۸۴ - اور اگر اُن کا کوئی شخص مر جائے تو اُس پر
کبھی نماز نہ پڑھیو۔ اور نہ اُس کی قبر پر
کھڑے ہونا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول
کے منکر ہوئے۔ اور فاسق ہی مر
گئے ۝ ف۱
۸۵ - اور اُن کے اموال اور اولاد پر تعجب نہ کر،

دریائے رحمت کی طغیانی

ف۱

عبداللہ بن ابی ابن سلول جو رأس المنافقین تھا۔ جب مر گیا تو اُس کا لڑکا حضورؐ کے پاس آیا۔ اور تبرکاً آپ سے کُرتہ مانگا۔ یہ بھی درخواست کی کہ آپ نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ تیار ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے روکا۔ اور کہا اللہ نے تو استغفار سے روکا ہے، منافق کو جنازہ نہ پڑھانا چاہئے۔ مگر رحمت جوش پہ تھی بھلا کب رکتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ روکا نہیں گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور حضورؐ کی رحمت کی اس فراوانی کو طغیانی سے تعبیر کیا گیا۔ اور عمرؓ کی فراست دینی کی داد ملی۔

حلِّ لغات

الْقُعُوْد۔ تخلف سے کنایہ ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ○

اللہ ان چیزوں سے انھیں دنیا میں عذاب دینا چاہتا ہے جب ان کی جان نکلے گی کافر ہی مریں گے ○

۸۶ - وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُو الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُن مَّعَ الْقَاعِدِينَ ○

۸۶ - اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو، تو ان میں کے اہل دولت تجھ سے رخصت مانگنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں بیٹھنے والوں میں چھوڑ دو ○

۸۷ - رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ○

۸۷ - پچھلی عورتوں کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور ان کے دلوں پر مہر لگی ہے سو وہ نہیں سمجھتے ○ ف۱

۸۸ - لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَ

۸۸ - لیکن رسول اور اس کے ایمان والے ساتھی اپنی جان اور مالوں سے جہاد کرتے

ف۱

غرض یہ ہے کہ صاحب ثروت و مال لوگ جہاد سے پیچھے رہتے ہیں۔ [illegible] بے ہمتی اور بزدلی میں عورتوں کی مشابہ ہیں۔ ان کے دلوں پر حب نفس کی مہر لگی ہے۔ اس لئے بیداری نہیں۔ فقہ و فراست سے محروم ہیں، اس لئے جہاد کے فوائد سے آگاہ نہیں ○

حلِ لغات

اُولُوا الطَّوْلِ۔ صاحبِ وسعت و قدرت ○

الخوالف۔ جمع خالفۃ۔ گھر میں بیٹھنے والی ○

أَنْفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
۸۹ - أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ
ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝
۹۰ - وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ
لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ
كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ سَيُصِيبُ
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ۝
۹۱ - لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى
الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا
يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا

ہیں۔ اور انہیں کے لئے خوبیاں ہیں
اور وہی مراد کو پہنچیں گے ۝
۸۹ - اُن کے لئے اللہ نے باغ تیار کئے
ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ
رہیں گے یہی بڑی مراد ملنی ہے ۝
۹۰ - اور بہانہ کرنے والے گنوار آئے۔ کہ
انہیں رخصت ملے۔ اور جنہوں نے اللہ اور
اُس کے رسول کو جھٹلایا تھا وہ خود ہی بیٹھ رہے
اب ان میں سے کافروں کو دُکھ کا عذاب
پہنچے گا ۝ ف۱
۹۱ - ضعیفوں اور بیماروں اور اُن پر کچھ
گناہ نہیں ہے۔ جن کے پاس
خرچ نہیں۔ جبکہ وہ اللہ اور

معذرین

ف۱ اس وقت تک مدینہ والوں کا بیان تھا کہ کس طرح ان میں سے بعض نے ٹال مٹول کی اور کیونکر وہ جہاد سے پیچھے رہے۔ ان آیات میں دیہات والوں کا تذکرہ ہے۔ کہ ان میں بھی منافق ہیں۔ اعراب اصل میں وہ لوگ تھے جو حضری زندگی نہیں بسر کرتے تھے۔ اور بیابان و صحرا نورد تھے ان میں عامر بن طفیل کے آدمی آئے۔ کہنے لگے۔ کہ اگر ہم جہاد میں شریک ہو جائیں۔ تو بنی طے ہمارے مواشی لُوٹ کر لے جائیں گے اور ہماری غیر حاضری میں انہیں نقصان پہنچائیں گے بعض لوگ وہ تھے۔ جو یونہی گھروں میں بیٹھ رہے۔ عذر و معذرت کی بھی ضرورت ہی نہیں محسوس کی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ان میں کوئی بھی حقیقتاً معذور نہیں۔ کیونکہ جہاد کا اذن عام ہو چکا۔ اور ہر وہ شخص جو تخلف اختیار کرے گا منافق قرار پائے گا۔ اور قیامت کی جانب سے عذاب کی سزا کا مستحق ہوگا ۔

حل لغات

الخیرات - بھلائیاں ۔

الفوز - بمعنے فیروزی - کامیابی ۔

المعذرون - فراء - زجاج - ابن الانباری، ابو عبید، اخفش، ابو حاتم کے نزدیک اس سے مراد معذور ہیں۔ جن کے عذر صحیح ہوں اور زمخشری کے نزدیک اس کے معنی غلط عذر کرنے کے ہیں۔ اور یہی معنی درست ہیں ۔

نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى
الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اس کے رسول کے خیرخواہ رہیں۔ نیکوں
پر الزام کی راہ نہیں ہے۔ اور اللہ
بخشنے والا مہربان ہے ۝ ف۱

٩٢- وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ
لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ
اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّ
اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ
حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝

٩٢- اور نہ اُن پر گناہ ہے، کہ جب تیرے
پاس آئے، کہ تو انہیں سواری دے تو تو نے کہا کہ
میں اپنے پاس کوئی سواری نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کروں
تو وہ اُلٹے پھر گئے اور اُن کی آنکھیں اس غم سے
آنسو بہاتی تھیں، کہ وہ خرچ کرنے کو نہیں پاتے ۝

٩٣- اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى
الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ
اَغْنِيَاۗءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ
الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي
قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

٩٣- الزام صرف اُن پر ہے۔ جو غنی ہو کر تجھ
سے رخصت مانگتے۔ اور پچھلی عورتوں
کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں اور
اللہ نے اُن کے دلوں پر مہر کی ہے
سو وہ نہیں جانتے ۝ ف۲

جہاد سے کون کون مستثنےٰ ہیں!

ف۱

جہاد ایک اہم اسلامی فریضہ ہے، جس میں تساہل و
تخلف جائز نہیں۔ اس آیت میں بتایا ہے، کہ حسب ذیل
ذیل لوگ عام حکم سے مستثنےٰ قرار پائیں گے۔

(۱) الضعفاء یعنی کمزور و ناتوان اشخاص۔

(۲) مریض۔ (۳) مفلس یعنی جن کے پاس جہاد
کی تیاری کے لئے سامان نہ ہو۔ (۴) جو سواری نہ رکھتا ہو
فرض یہ ہے کہ جہاد میں شرکت کے لئے اچھے طبقے کے
لوگ جائیں۔ جن کی رگوں میں خون ٹھنڈا ہو۔ جو جہاد میں
اپنے مصلحت کی حفاظت کر سکیں۔ جن کے پاس آلات جہاد
ہوں جنہیں ہر طرح سپاہی قرار دیا جا سکے۔

رسول اللہ کے عہد مبارک میں کوئی مستقل فوج نہ تھی، ہر
شخص بجائے خود سپاہی تھا۔ اور ہر مسلمان کے فرائض کی جہات
تھا۔ اس لئے ہر سپاہی کے لئے، یہی ضروری تھا کہ وہ آپ
جہاد حتی المقدور خود تیار کرے۔

یہ لوگ جو مستثنےٰ قرار پائے ہیں ان کے لئے خلوص
اور ترشد شرط ہے۔ یہ ضروری ہے، کہ دلوں میں جہاد کا
زبردست جذبہ موجود ہو۔ اس حد تک کہ جانبازی ذوق
شوق کی صورت اختیار کرلے۔ اور جب یہ شوق سنجیدگی
وجہ سے پورا نہ ہو، تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔
یہ صرف حکم نہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی صحیح تصویر
ہے۔ کہ ان کے دلوں میں کس درجہ جہاد سے محبت تھی۔

ف۲ یعنی یہ ہیں جس سپاہیانہ دار چھوٹے ثروت دولت سے محبت ہے
اور دولت کو دین سے فوقیت، جو نفاق کا سا تنعم چاہتے ہیں
اور قوت کے رو سے تنگ قلب ہے۔ جو عین جہاد کے
وقت عورتوں کی طرح گھروں میں آرام فرما ہے انہوں نے
اللہ کی رحمت سے دور ہے۔

حل لغات ۔ نَصَحُوْا۔ خلوص برتا۔

۹۴- يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

۹۴- جب تم (تبوک سے) اُن کی طرف واپس جاؤ گے تو تمہارے سامنے عذر کریں گے۔ تو کہہ عذر نہ کرو، ہم تمہاری بات کا ہرگز یقین نہیں کریں گے۔ ہمیں اللہ تمہاری خبریں دے چکا ہے اور اب اللہ اور اُس کا رسول تمہارے کام دیکھے گا۔ پھر تم اُس کی طرف جاؤ گے جو ظاہر اور باطن سے خبردار ہے، سو وہ تمہیں بتلائے گا جو کام تم کر رہے تھے ۝ ف۱

۹۵- سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

۹۵- جب تم اُن کی طرف واپس جاؤ گے تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے، تاکہ تم اُن سے درگزر کرو، سو اُن سے درگزر کرو، وہ پلید ہیں، اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اُن کی کمائی کا بدلہ ۝

۹۶- يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ

۹۶- تیرے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن پر راضی ہو جاؤ

منافقین کی معذرت

ف۱ ایک وہ خوش نصیب مسلمان تھے جنہوں نے رسول کی پیروی کی اور توحید کی حفاظت کے لئے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے، میدانِ جنگ میں پہنچے اور کفار سے لڑے، اور ہر سعادت اور وہاں قسمت تھے، بعض وہ تھے جن کی دو جہانی کی، اور گھروں میں گھسے بیٹھے رہے اور اس وقت بیٹھے رہے جبکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ یہ لوگ سربکف ہو کر نکلتے اور اپنے خون سے شجرِ اسلام کو سینچتے۔ یہ جرم واقعی غداری ہے۔ خدا سے غداری ہے رسول سے غداری ہے اور اسلامی مصالح سے غداری ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب آپ لوگ جہاد سے لوٹیں گے تو یہ لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آئیں گے اور جھوٹے عذر پیش کریں گے، آپ کو یقین دلانے کی کوشش کریں گے کہ ان کے دلوں میں بھی اسلام کی ویسی ہی محبت ہے جیسی خود مسلمانوں کے دلوں میں، اور یہ چاہتے تھے کہ جہاد میں شریک ہوں اور کفار کی صفوں کو کاٹ کر رکھ دیں، مگر کچھ ایسی مجبوریاں تھیں جنہوں نے پاؤں پکڑ لیے۔ فرمایا، یہ جھوٹے ہیں، آپ ہرگز تسلیم نہ کیجئے گا۔ آپ کہہ دیجئے اللہ نے تمہارے سامنے سب کچھ کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ اور تمہاری ساری شرارتوں کو واضح کر دیا ہے۔ اس لئے ہم لوگوں کو دھوکہ نہ دو، ہم تمہارے حالات سے آگاہ اور باخبر ہیں۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ تمہارے نفاق کے ثمرات بہیں کھول کر رکھے گا۔ اور یاد رکھو یہ چالبازیاں تمہاری صرف اس دنیا تک کے لئے ہیں۔ بالآخر تم کو اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے جو چھپی ڈھکی اور کھلی، ظاہر ہر چیز کو جانتا ہے۔ جبکہ اس وقت کیا عذر پیش کر سکو گے۔ فرمایا، یہ لوگ اس قدر ذلیل اور مجبور ہیں کہ قسمیں کھائیں گے تاکہ آپ ان سے تعرض نہ کریں، آپ واقعی ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیجئے۔ یہ لوگ پلید ہیں اور قابلِ التفات نہیں ہیں۔ ہرگز کوشش نہ کریں۔ اللہ ان سے خوش نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ انہوں نے اس کو اس کے دین کو اور صحابہ اور ان کی مخلصوں کو دھوکہ دیا ہے۔ فرمایا، ان میں سے جو لوگ دیہاتی ہیں، وہ کفر و نفاق میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ انہیں تو یہ معلوم ہی نہیں کہ قواعدِ اسلامی کیا ہیں۔ یہ طبائع کے سخت اور اکھڑ ہیں ۔

فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا
يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝
٩٧- اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ
نِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
٩٨- وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ
مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ
بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ
السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝
٩٩- وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا
يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

سو اگر تم ان سے راضی ہو گئے، تو خدا
فاسق قوم سے راضی نہ ہوگا ۝
٩٧- دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت سخت
ہیں۔ اور جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا،
اُس کے قاعدے نہ سیکھنے کے زیادہ لائق ہیں اور
اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝
٩٨- اور بعض دیہاتی وہ ہیں کہ (اسلام کی راہ میں) جو خرچ
کرتے ہیں اُسے چٹی سمجھتے ہیں، اور تمہاری نسبت
گردش زمانہ کا انتظار کرتے ہیں، بُری گردش
انہیں پر پڑے، اور اللہ سنتا جانتا ہے ۝ ف
٩٩- اور دیہاتیوں میں کوئی کوئی ایسا ہے جو اللہ پر اور
آخری دن پر ایمان رکھتا، اور جو خرچ کرتا ہے
اُس کو قربت الٰہی اور رسول سے دعا لینے کا وسیلہ

ف

منافق کی ہر بات چونکہ ریاکاری پر مبنی ہوتی ہے اسلئے بالطبع اس کو اسلامی احکام سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، نمازوں کے لئے آتا ہے تو بے رغبتی کے ساتھ۔ اور کچھ دیتا ہے تو تاوان سمجھ کر۔ یہی نہیں، بلکہ دل سے منتظر رہتا ہے کہ کسی طرح مسلمانوں پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑے اور زمانہ کی گردشوں سے وہ بالکل پس جائیں۔ مگر ان کی ان ناپاک خواہشات سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ کو تو یہ منظور ہے۔ کہ یہ لوگ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے اجساد و آزار نفس کی پریشانیوں سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور ان کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو رسوا اور ذلیل نہیں کرتا ہے۔ اور ہمیشہ ان کے اعزاز و تکریم میں ممد و مساعد رہتا ہے؟

حلِ لُغات

(صفحہ ۴۸۱ و صفحہ ۴۸۲)

اَخْبَارِكُمْ۔ یعنی حالات ۔

عَالِمِ الْغَيْبِ۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز بھی اوجھل نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جن چیزوں کو تم سمجھتے ہو کہ آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ وہ ان کو بھی جانتا ہے ۔

رِجْسٌ۔ ناپاک۔ نجس اور رجس میں فرق یہ ہے کہ لفظ نجس جسم کی ناپاکی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور رجس عقیدے کی گندگی کے لئے ۔

اَلْاَعْرَابُ۔ گنوار، دیہاتی ۔

اَجْدَرُ۔ زیادہ موزوں ہے، مناسب یا لائق ہے ۔

مَغْرَمًا۔ تاوان، جرمانہ ۔

الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ
سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
۱۰۰- وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ
الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ۝
۱۰۱- وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ
مُنٰفِقُوْنَ ڕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ڐ
مَرَدُوْا عَلَي النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ

ٹھہراتا ہے، سنتا ہے، وہ اُن کے لئے قربت
ہے، اللہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل کریگا بیشک
اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۱

۱۰۰- اور مُہاجرین اور انصار میں سے جنہوں نے
سبقت کی، اور اوّل رہے اور جو لوگ نیکی
سے اُن کے بعد آئے۔ اللہ ان سے راضی
ہُوا، اور وہ اللہ سے راضی ہُوئے، اور ان کے
لئے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی
ہیں، ہمیشہ وہاں رہیں گے، یہی بڑی مُراد
ملنی ہے ○ ف۲

۱۰۱- اور بعض دیہاتی جو تمہارے گرد اگرد ہیں،
منافق ہیں اور بعض مدینہ والے نفاق پر اَڑ
رہے ہیں۔ تو اُنہیں نہیں جانتا،

ف۱

قرآن حکیم نے تمام دیہات والوں کو نفاق سے متہم نہیں کیا بلکہ
ارشاد فرمایا ہے کہ ان لوگوں میں ایسے صاحبِ ایمان و ذوق بھی
ہیں جن کو اللہ سے محبت ہے۔ اور آخرت و جنت کے عقیدہ پر
ایمان رکھتے ہیں، وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اس سے
اللہ کے تقرب کو حاصل کر رہے ہیں۔ نیز پیغمبر کی دعاؤں کے
مستحق و سزاوار ہو رہے ہیں۔ یقیناً ان کی یہ آرزو بھی حق بجانب
ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی آغوشِ رحمت میں داخل کرے گا۔ اور ان
کو رحمت و مغفرت سے نوازے گا۔

سندِ رضا

ف۲ اس آیت میں وضاحت کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ جن صحابہ کو
ایمان میں سبقت کا فخر حاصل ہوا ہے وہ مہاجر ہوں یا انصاری اور
تمام وہ لوگ جن کو ان کی پیروی کی سعادت نصیب ہوئی ہے ہمیشہ
رضا پروانہ ہیں۔ یعنی اللہ ان سے خوش ہیں، اور وہ ہمیشہ اس کی
رضا کے جویاں رہے۔ ان کے لئے جنات خلد کے ابواب
کھلے ہیں۔ اور یہی فوزِ عظیم کی خوشخبری ہے۔ جس سے وہ بہرہ مند
ہیں۔ کتنے وہ لوگ جو صحابہ کی شان میں گستاخی سے پیش آتے
ہیں۔ اور ان لوگوں کی توہین کرنا جزوِ ایمان سمجھتے ہیں۔ جو جب تک
زندہ رہے پیغمبر کی آنکھوں کا نور رہے۔ اور جب مرے تو رضا الٰہی
کی سند حاصل کر گئے۔ کیا یہ بدبختی و محرومی نہیں۔ اور کیا اس سے بڑھ کر
الحاد و بے دینی کا تصور کیا جا سکتا ہے۔

ان لوگوں کی عقل و دانش پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔
یہ حضرت رسولِ حنیف گویا خود صاحبِ دین سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اور
معاذ اللہ! خود پیغمبر سے زیادہ دین کا درد اپنے پہلو میں رکھتے ہیں۔
پیغمبر تو ان اصحاب کو اپنی محفل میں جگہ دے کر شرفِ مصاحبت سے
نوازے۔ ان کو اپنے عزیز اور دوست قرار دے۔ اور یہ لوگ یہ فیصلہ
کر دیں کہ یہ پیارے ہیں۔ اور یہ کہیں کہ نہیں، یہ دوست نہیں۔
دشمن ہیں۔

حلِّ لغات: مَرَدُوْا اس کے معنی سرکشی کے بھی ہیں اور

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ
ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ ○
۱۰۲- وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ
خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○
۱۰۳- خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ
عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○
۱۰۴- اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ
التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ
وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

ہم جانتے ہیں، ہم اُنہیں دُنیا میں دو بار عذاب دینگے
پھر بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے ○ ف۱
۱۰۲- اور دُوسرے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں
کو مان لیا۔ اور اپنے بھلے اور بُرے کام کو ملا دیا
شاید اللہ اُنہیں معاف کرے، بے شک
اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۲
۱۰۳- اُن کے مال میں سے زکوٰۃ لے، تاکہ تُو
اُنہیں پاک صاف کرے، اور ان کے لئے دُعا
کر کہ تیری دُعا اُن کی تسلی ہے۔ اور اللہ
سُنتا جانتا ہے ○
۱۰۴- کیا وہ نہیں جانتے، کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ
قبول کرتا ہے ف۳۔ اور ان کی زکوٰۃ لیتا ہے
اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○

ف۱

تمرد کے معنی سرکشی اور شدت کے ساتھ نافرمانی اور قبول حق میں منکر ہو جانے کے ہیں یعنی کچھ لوگ ایسے ہیں جو نفاق کو ظاہر طور پر اظہار دے رہے ہیں اور مُصِر ہیں۔ غالباً یہ اس وقت کے بعض لوگوں کی جانب اشارہ ہے۔ انہیں دو گونہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ دُنیا میں رسوائی و ذلت اور عاقبت میں نارِ جہنم۔ اس لئے کہ انہوں نے عیب کو صواب اور گمراہی کو ہدایت قرار دیا معصیت اور کفر پر اڑے رہے۔

ف۲ غزوۂ تبوک سے تخلف کرنے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو سخت نادم تھے۔ ابولبابہ اور اس کے ساتھیوں نے تو خود اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ لیا۔ اور کھانا پینا ترک کر دیا۔ حضورؐ جنگ سے جب لوٹے، تو لوگوں نے درخواست کی۔ ان کو معاف فرما دیجئے۔ یہ اب نادم ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا جب تک اللہ ان کی معذرت کو قبول نہ فرما دے۔ میں کس طرح ان سے خوش ہو سکتا ہوں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ غرض یہ ہے کہ اظہار ندامت کے بعد گناہ دُھل جاتے ہیں اور اللہ اپنے کرم سے معاف کر دیتا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً سے مقصود یہ ہے کہ مال کی وجہ سے یہ لوگ رُکے رہے اور میدان جہاد میں نہیں پہنچے اس لئے اب تزکیہ باطن کے لئے انہیں اللہ کی راہ میں صدقہ دینا چاہئے۔ تاکہ دلوں سے روپیہ کی محبت و توقیر اُٹھ جائے۔

شانِ کریمی

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ صرف ایسی گناہ کے بعد فوراً گناہ بخش دیتا ہے اس لئے کہ اس کی شانِ کریمی کا تقاضا یہی ہے۔ عَنْ عِبَادِهٖ میں لطیف اشارہ ہے۔ بندوں کے ... کی جانب یعنی جب انسان اس کا بندہ ہے تو وہ خود بیچارگی کا خیال رکھیگا۔ اور باوجود اس کے نقائص و عیوب کے نگاہِ عفو سے کام لے گا۔ کیونکہ بندگی و بیچارگی کے بعد ... ہی کیا رہ جاتی ہے۔ جو گناہ ہوں گے خدا کے مقابلے کی ...

۱۰۵- وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ
وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ
اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ ع
۱۰۶- وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ
اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
۱۰۷- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا
وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ
اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ
يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

۱۰۵- اور تو کہہ کہ عمل کرو اللہ اور اُس کا رسول اور
مسلمان تمہارے کام دیکھیں گے۔ پھر تم اُس کی طرف
جو ظاہر اور باطن سے واقف ہے لوٹائے جاؤ گے
سو وہ تمہارے کام تمہیں بتائے گا ۝
۱۰۶- اور بعض اور لوگ ہیں جو اللہ کے حکم کا انتظار کر رہے
ہیں، وہ یا اُنھیں عذاب کرے گا، یا اُن پر متوجہ ہوگا
اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝
۱۰۷- اور جنھوں نے (مدینہ میں) بہ نیت ضرر و کفر ضرور
مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور اُس کی گھات کے لئے
جو اللہ اور اُس کے رسول سے پہلے لڑ چکا ہے
ایک مسجد بنائی ہے۔ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے
کہ ہم نے تو صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ اور اللہ
گواہی دیتا ہے، کہ وہ جھوٹے ہیں ف۱ ۝

مسجدِ ضرار

ف۱ حضور جب مدینے تشریف لے گئے، تو اسلام مدینے والوں کا قومی مذہب قرار پایا۔ توحید کا اجالا گھر گھر پہنچا۔ اور لوگوں کے نصیبے اسلام سے جگمگا اٹھے۔ منافقین کے لئے یہ ترقی ناقابل برداشت تھی۔ انھوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے دو مرکز ہو گئے ہیں۔ ایک قبا، دوسرا مسجد نبوی۔ اور دونوں آباد ہیں۔ مومن دونوں جگہ فیوض و معرفت سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اور دونوں جگہوں سے ہدایت و رشد کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔

مسجدیں اس زمانے میں، اسلامیوں کی ہر تحریک خیر و برکت کی مرکز ہوتی تھیں۔ مسجدیں صرف سجدہ گاہیں نہ تھیں۔ بلکہ علم و ہنر و جمعیت کی اشاعت بھی یہیں سے ہوتی۔ یہ درس گاہیں بھی تھیں، دارالشوریٰ بھی، حکمت و معرفت کا منبع بھی۔ اور آستانۂ عقیدت و محبت بھی۔ اس لئے منافقین نے سوچا کہ مسلمانوں کو تکلیف و نقصان پہنچانے کے لئے۔ ان میں کفر و نفاق پیدا کرنے کے لئے

اور انہیں سیاسی سازشوں میں مبتلا کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی صورت ممکن نہیں۔ کہ ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جائے۔ اور اسے ان مشورہ اغراض کے لئے استعمال کیا جائے۔ چنانچہ ابو عامر راہب نے انہیں مشورہ دیا کہ تم ایک مسجد تعمیر کرو۔ وہاں اپنے اغراض کے لئے پروپیگنڈا کرو۔ جب اس طرح کی جماعت تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع دو۔ میں قیصر روم سے مل کر تمہیں مدد دوں گا۔ اور اس طرح بچے کھچے مدینے سے اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت کو ختم کیا جا سکے گا۔

اللہ تعالےٰ نے حضور کو تمام حالات کی اطلاع دے دی اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اور کہہ دیا، کہ مقصد اور نیت نیک نہیں۔ لہٰذا آپ ان کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسجد مسمار کر دی گئی۔ اور اس طرح مسلمان ایک عظیم فتنے سے بچ گئے۔

اس قصے میں انہیں واقعات کی جانب اشارہ ہے۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مساجد کی تعمیر سے غرض (باقی بر صفحہ ۴۹۹)

١٠٨- لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ
اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ
يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ
رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○
١٠٩- اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى
تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ
خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ
عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ
بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○
١١٠- لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا
رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ

١٠٨- سو تُو کبھی اُس مسجد میں کھڑا ہو۔ وہ مسجد جس کی
بُنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے
زیادہ لائق ہے، کہ تُو اُس میں کھڑا ہو۔ اُس میں
وہ لوگ ہیں، جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں۔
اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ○
١٠٩- کیا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوفِ خدا
اور اُس کی رضامندی پر رکھی وہ بہتر ہے یا
جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ڈہنے والی کھائی
کے کنارہ پر رکھی۔ پھر اُسے لے کر دوزخ
کی آگ میں گر پڑی۔ اور اللہ ظالموں کو
ہدایت نہیں کرتا ○
١١٠- یہ عمارت جو اُنھوں نے بنائی ہمیشہ اُن کے
دلوں میں شبہ کا باعث ہوگی، جب تک

(بقیۂ حاشیہ)

تقوٰے اور پاکبازی ہے۔ جو مسجد فتنہ اور ناپاک
اغراض کے لئے تعمیر کی جائے جس سے مسلمانوں
میں تفرقہ پیدا کرنا مُراد ہو۔ اور اسلام کے خلاف
بطور مرکز استعمال کی جائے۔ جہاں تقوٰے و پاکیزگی
ناپید ہو۔ اور خبث و نفاق کا سرچشمہ ہو۔ جسے
ایک قوم کا محاذ جنگ بنایا جائے۔ وہ مسجد
مسجد ضرار ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس کا وجود
ناقابل برداشت ہے۔ وہ بالکل احترام کے
لائق و قابل نہیں ۔

حلّ لغات

(ص٤٨٦ و ص٤٨٧)

مُرْجَوْنَ۔ جنھیں ڈھیل دی جائے ۔
اِرْصَادًا۔ الرصد الاستعداد للترقب
یعنی انتظار کرنا۔ اور تیار رہنا ۔
لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى۔ مسجد نبوی ہے
بعض کے نزدیک قبا سے مُراد ہے ۔
رِيْبَةً۔ پھانس، وہم اضطراب ۔

تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ۝

۱۱۱- اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ
الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۟ وَعْدًا
عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ
وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ
مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

۱۱۲- اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ
السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

اُن کے دل پارہ پارہ نہ ہوں اور اللہ جاننے والا
حکمت والا ہے ○

ع ۱۳ / ۱۱ / ۲

۱۱۱- مسلمانوں سے اُن کی جانیں اور مال اللہ نے
بہشت کے بدلے خرید لی ہیں۔ وہ اللہ کی راہ
میں لڑتے ہیں۔ پھر مارتے اور مرتے
ہیں۔ یہ سچا وعدہ ہے جو اللہ پر لازم ہے
اور توریت اور انجیل اور قرآن میں لکھا
ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کا پورا
کرنے والا کون ہے۔ سو اپنی اس بیع پر جو تم
نے اُس سے کی، خوشی کرو۔ اور یہ بڑی
مراد پانی ہے ○ ف

۱۱۲- یہ لوگ توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے تعریف کرنے والے
سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے

شاندار سودا

ف غرض یہ ہے کہ مسلمان کی جان عزیز اور متاع گرانبہا خدا کی راہ میں وقف ہے۔ اللہ مسلمانوں سے ان کی جان و مال خرید چکا ہے۔ یہ طے ہے کہ دم دیدار سے لے کر رگ حیات تک سب کچھ محبوب پر قربان ہے۔ نہ دولت اپنے اختیار میں ہے۔ اور نہ زندگی کے قیمتی لمحات پر۔ سودا خدا کی جانب سے ہو چکا۔ بات پختہ ہو گئی۔ وہ حسین نصب العین ہے۔ کہ جنت لو۔ اور دنیا کی تمام آسائشیں دین پر نثار کر دو۔ یہ کس قدر بلند نصب العین ہے جس سے نفس میں پاکیزگی اور رفعت پیدا ہو جاتی ہے۔

اب ہمیں ترمیم و تنسیخ کی فرصت نہیں۔ اور ضرورت بھی کیا ہے۔ یہ سودا گھاٹے کا سودا نہیں۔ جب سب کچھ اسی کا ہے۔ جان اس کی ہے۔ مال اس کا ہے۔ دنیا کی آسائشیں اسی کی عطوفت نگاہی کا نتیجہ ہیں۔ تو ہم ان نعمات مستعار کو اس کے سپرد کر دینا کیا مشکل ہے۔ یہ اس کی کرم ہے۔ کہ وہ اپنی چیز کو بطور بیع کے قبول فرماتا ہے۔ ورنہ سودا کیسا۔ ہم اس کے، جنت اس کی، وہ جو چاہے سو کرے، جسے چاہے جنت عطا کرے۔ اور جسے چاہے جہنم میں پھینک دے۔ مگر وہ کریم و رحیم ہے۔ اس کی نوازش نے بندوں کو بہشت میں پہنچانے کے لئے ایک بہانہ پیدا کر دیا ہے۔ ورنہ بیع کس کی؟

حلِ لغات

اَلسَّآئِحُوْنَ - سیاحت کرنے والے۔

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے اور حدود الٰہی کے تھامنے والے ہیں، اور تُو ایسے ایمانداروں کو بشارت دیدے ۝ ف۱

۱۱۳- مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

۱۱۳- نبی اور ایمانداروں کو مناسب نہیں، کہ مشرکوں کے لئے مغفرت مانگیں جب کہ انہیں معلوم ہو گیا، کہ وہ دوزخی ہیں۔ اگرچہ قرابتی کیوں نہ ہوں ۝

۱۱۴- وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝

۱۱۴- اور ابراہیم نے جو اپنے باپ کیلئے مغفرت طلب کی تھی، وہ ایک وعدہ کے سبب تھی جو وہ اپنے باپ ہی سے کر چکا تھا، پھر جب اُسے معلوم ہوا کہ وہ خدا کا دشمن ہے، تو وہ اُس سے بیزار ہو گیا۔ ابراہیم نرم دل، بُردبار تھا ۝ ف۲

ف۱

اس آیت میں مسلمان کی سات صفتیں گنائی ہیں جن کی وجہ سے وہ بشارت و خوشخبری کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اُس کو خدا سے عشق ہوتا ہے اور وہ ہر وقت اُس کے گُن گاتا ہے۔ سبق جہاد میں دُنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچتا ہے۔ عابد اور زاہد ہوتا ہے۔ گناہوں اور لغزشوں پر نادم ہوتا ہے۔ نیکی سے محبت کرتا ہے۔ اور بُرائی سے نفرت۔ خدا کی حدود پر کڑی نگاہ رکھتا ہے۔

آج کل کے دعی مسلمان۔ اپنی مذہبی زندگی کا جائزہ لیں کیا ان میں توبہ و عبادت کا جذبہ موجود ہے۔ کیا وہ حمد و ستائش کے عادی ہیں۔ ان کے ہونٹ کبھی خدا کی تعریف میں ہلتے ہیں۔ ان کے پاؤں جہاد و ہجرت کے لئے کبھی حرکت میں آتے ہیں۔ کیا بُرائیوں سے انہیں نفرت ہے۔ اور کہاں تک وہ احکام خداوندی کی رعایت ملحوظ رکھتے ہیں۔

کفار کیلئے مغفرت طلبی

ف۲

سورۂ برأت کے ابتدا میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ ایمان کی طرف سے کفر و شرک کو اعلان بیزاری سُنایا جا چکا ہے۔ کہ مسلمانوں کی دوستی یہ لوگ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اس سے پیشتر کی آیت میں حضورؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی نرمی کا رویہ وابستہ نہ رکھیں۔ یہ لوگ فضل اور رحمت کا قطعاً استحقاق نہیں رکھتے۔ اس آیت میں ایک شبہ کا جواب ہے۔ وہ یہ کہ جب مسلمان ہو جانے کے بعد کفر سے کوئی تعلق خاطر باقی نہیں رہتا۔ تو مسلمان دُنیائے کفر سے بالکل بے تعلق ہو جاتا ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لئے کیوں دُعائے مغفرت کی۔

جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ چونکہ نہایت درجہ حلیم الطبع اور شفیق تھے۔ اس لئے تمام زیادتیاں کو جو منکرین کی جانب سے کی جاتیں۔ بخندہ پیشانی برداشت فرماتے۔ اور پیوستہ خواہش رہتی کہ یہ لوگ دولت اسلام سے مالامال ہو جائیں (باقی برصفحہ ۲۸۹)

[illegible]

١١٥- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ
إِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا
يَتَّقُوْنَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ○

١١٥ - اور خدا ایسا نہیں ہے کہ بعد ہدایت کسی
قوم کو گمراہ کرے جب تک اُن چیزوں کو جن سے
بچنا ہے اُن پر ظاہر نہ کر دے، اللہ ہر شے کو
واقف ہے ○

١١٦- إِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۚ وَمَا لَكُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا
نَصِيْرٍ ○

١١٦ - اللہ ہی ہے جس کی سلطنت زمین اور آسمانوں
میں ہے۔ وہی جلاتا اور مارتا ہے۔ اور اللہ
کے سوا کوئی تمہارا حمایتی اور مددگار
نہیں ○

١١٧- لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ
الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ
بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ
مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهٗ

١١٧ - اللہ نبی اور اُن مہاجرین اور انصار پر
مہربان ہوا۔ جو تنگی کے وقت اس کے ساتھ
رہے تھے ف۱ اس کے بعد کہ اُس میں سے
ایک فریق کے دل ڈگمگانے کے نزدیک آ
گئے تھے پھر اللہ اُن پر متوجہ ہوا۔ بیشک وہ

(بقیہ حاشیہ)

ایسی خواہش کی بنا پر حضرت ابراہیم نے اپنے والد کی
بخشش طلبی کا وعدہ فرمایا۔ اور ایفائے عہد کے لئے
دعا بھی کی۔ مگر ان کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ پتھروں میں
دل نہیں ہوتا۔ اس لئے آئندہ کامل طور پر باپ سے
الگ ہو گئے۔ غرض یہ نہیں کہ کفر و اسلام کا تفاوت
پسر و پدر کے تعلق میں حائل ہو جاتا ہے اور باپ کی
عزت و اعانت سے روکتا ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ
اسلام قبول کر لینے کے بعد روحانی تعلق قریب سے
قریب رشتہ دار کے ساتھ بھی باقی نہیں رہتا۔
یہ بھی مقصد نہیں کہ منکرین کے لئے التجا و ہمدردی
ناجائز ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ کفر کو قابل عفو سمجھنا
گناہ ہے۔

ف۱ غزوۂ تبوک گرمی کے موسم میں واقع ہوا۔ اس میں
عام صحابہ میں اضطراب تھا کہ گرمی کی اس شدت میں کیونکر
سفر طے ہوگا۔ اور کیونکر ہم اس قابل ہو سکیں گے کہ دشمن سے
لڑ سکیں۔ پانی بہت کم تھا۔ اثنائے سفر میں یہ خطرہ لاحق ہو گیا
کہ کہیں ہلاک ہی نہ ہو جائیں۔ غرض دوران سفر گرمی کے علاوہ
دشمنوں سے جہاد۔ بہت لوگوں نے ہمت ہاری۔ لیکن
تھوڑے افراد میں استقلال پیدا کیا۔ وہاں کو صبر کی
توفیق مرحمت فرمائی۔ تو صحابہ میں ایک زندگی پیدا ہو گئی
مخلصین کی ایک جماعت حضرت کے ساتھ نکل کھڑی ہوئی
اس آیت میں اسی توفیق ارزانی کا ذکر ہے۔
لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ۔ سے غرض یہ نہیں
کہ نبی کے پائے استقلال میں بھی معاذ اللہ لغزش پیدا
ہو گئی تھی۔ یا ان کی ہمت میں بھی کمزوری اور سستی کا
ظہور ہو گیا تھا۔ بلکہ بعض صحابہ کی حوصلہ افزائی کے لئے حضور
کے نام کو ان کے ساتھ ضم کر دیا ہے۔

حلِ لغات

تَابَ اللّٰهُ عَلٰى فُلَانٍ۔ کے معنی التفات و مہربانی کے ہیں

بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○
۱۱۸- وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا
حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ
وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○
۱۱۹- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○
۱۲۰- مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ
حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ
عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ

اُن پر شفیق اور مہربان ہے ○
۱۱۸- اور اُن تین شخصوں پر بھی مہربان ہوگیا، جو پیچھے
رہے تھے، یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی کشادگی
کے اُن پر تنگ ہوگئی، اور وہ اپنی جان سے بیزار ہوگئے
اور سمجھے کہ خدا سے کہیں پناہ نہیں مگر اسی کی طرف
پھر وہ اُن پر مہربان ہوا، کہ وہ توبہ کریں۔ بیشک
اللہ مہربان رحم والا ہے ○ ف
۱۱۹- مومنو! خدا سے ڈرو، اور سچوں کے
ساتھ رہو ○
۱۲۰- اہلِ مدینہ اور اُن کی نواحی کے دیہاتیوں کو
مناسب نہیں کہ رسول کے ساتھ جانے سے
پیچھے رہیں۔ اور نہ یہ مناسب ہے کہ نبی کی جان کی
اپنی جانوں کو زیادہ چاہیں، یہ اس لیے کہ انہیں اللہ کی راہ میں

ف
ان تینوں کا ذکر گزشتہ اوراق
میں گزر چکا ہے۔ یہ تین کعب بن
مالک، مرارہ بن ربیع، اور ہلال بن
امیہ واقفی تھے۔ غزوۂ تبوک
میں شریک نہ ہوسکے۔ حضور ناراض
ہو گئے۔ آپ کی نگاہِ کرم کا پھرنا تھا
کہ سب نے بھی چشمِ التفات پھیر
لی۔ اب دنیا جہان سے علیک
سلیک بند۔ ذرا زمین کی کرنی پوچھ

ہے۔ مگر یہ مستورات نے خدمت
سے انکار کردیا۔ آخر اللہ نے معذرت
قبول کرلی۔ اور یہ آیات نازل ہوئیں۔
اللّٰھم اغفر
لکاتبہ
ولمن سعیٰ
فیہ ولوالدیہ
اجمعین
آمین۔

ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَۃٌ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا
یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ
مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ
بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا
یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۙ
۱۲۱ - وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَۃً صَغِیْرَۃً
وَّلَا کَبِیْرَۃً وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا
اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ
اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝
۱۲۲ - وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا
کَآفَّۃً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ
فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا

جو پیاس اور رنج اور بھوک اُن پر آئے
اور جہاں اُن کے قدم جائیں، تاکہ کافر
خفا ہوں، اور جو کچھ وہ اپنے دشمن سے
چھین لیں، مگر ان کے لئے اُس پر نیک
عمل لکھا جاتا ہے۔ اللہ نیکوں کی مزدوری
ضائع نہیں کرتا ۝ ف۱
۱۲۱ - اور جو وہ خرچ کرتے ہیں۔ تھوڑا ہو یا
بہت، اور جس میدان کا وہ سفر طے کرتے
ہیں اُن کے لئے لکھا جاتا ہے، تاکہ اللہ اُن کے
نیک عمل کی جزا اُنہیں دے ۝
۱۲۲ - اور یہ تو لائق نہیں کہ سب مومن لڑائی میں
نکلیں، پھر اُن کے ہر فرقہ میں سے ایک حصہ
کیوں نہ نکلا۔ تاکہ اُنہیں دین میں سمجھ

نمازیوں کے درجے

ف۱ رسولؐ کی مرکزِ محبت ہیں جس کے لئے رسولؐ کا وجود باجود باعثِ صد ہزار برکت ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی جان کے متعلق تساہل ہو جائے۔ مگر رسولؐ سے تغافل گناہ ہے، کفر ہے۔ اور معصیت ہے۔ مسلمان کبھی حضورؐ کے منشاء و ارادہ کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ وہ تو سب کچھ حرمتِ رسولؐ کے لئے قربان کر چکا ہے۔

وہ لوگ جو حرمتِ رسول کے لئے جہاد کرتے ہیں اُن کی ہر تکلیف لائقِ ستائش اور ولولہ ہے۔ اُن کی پیاس اور بھوک میں اجر ہے۔ اُن کا قدم برکت لزوم ہے۔ ان کی تکلیف اللہ کو عزیز ہے۔

اصل میں وہ لوگ ہیں جو صحیح معنوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے محب ہیں۔ جو محسن اور نیک ہیں۔ محبتِ رسولؐ اور عشقِ رسولؐ عافیت کا کام نہیں۔ بلکہ سراپا ابتلاء و آزمائش ہے

مراد یہ کہ دل میں عارضِ نبوت اور لطفِ وحی والہام کا خیال ہو۔ اور جہاد سے نفرت ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ عشقِ رسولؐ کا جذبہ وہ اضطراب آفریں جذبہ ہے۔ کہ اس کے بعد دل کا چین اور آرام رخصت ہو جاتا ہے۔ چونکہ عطرِ نبوت سے مستنیر ہو۔ وہ آرام کی تمنا سے تیرہ نہیں ہو سکتی۔

ان آیات میں بتایا ہے کہ غازی اللہ کے محبوب ہیں ہر دکھ جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچتا ہے۔ وہ انہیں اللہ کے اور قریب کر دیتا ہے۔

حلِ لغات

ظَمَاٌ۔ پیاس۔ نَصَبٌ۔ تھکن، ضعف۔
مَخْمَصَۃٌ۔ بھوک۔
وَلَا یَنَالُوْنَ۔ نال ینال کے معنی دشمن کو دکھ پہنچانے کے ہیں۔

فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ
اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَحْذَرُوْنَ ۝

۱۲۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا
الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ
وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

۱۲۴- وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ
فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ
زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا
وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

۱۲۵- وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

پیدا ہوتی، اور تاکہ اپنی قوم کو جب وہ
اُن کے پاس واپس آتے تو ان کو ڈراتے
شاید وہ ڈرتے ۝ ف۱

۱۲۳- مومنو! اپنے نزدیک کے کافروں سے
لڑنے کو جاؤ۔ اور ضرور ہے، کہ وہ تم
میں سختی دیکھیں۔ اور جانو کہ اللہ ڈرنے
والوں کے ساتھ ہے ۝ ف۲

۱۲۴- اور جب کوئی سورت (قرآنی) نازل ہوتی ہے،
تو ان میں کوئی ہے جو کہتا ہے کہ اس سورت نے
تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا۔ سو وہ جو
ایماندار ہیں۔ اُنہیں کا ایمان بڑھایا
اور وہی خوش ہوتے ہیں ۝

۱۲۵- اور جن کے دلوں میں روگ ہے

عسکری ترتیب

ف۱ آیت کا نزول سیاق جہاد میں ہوا ہے۔ اس لئے تفقہ فی الدین سے غرض عسکری ترتیب اور ٹریننگ ہے۔ یعنی جب جہاد کا اذن عام ہو جائے۔ تو سب لوگ نکل کھڑے ہوں بعض ایسے بھی رہیں جو غازیوں کی ترتیب کریں۔ اور انہیں جنگ کے رموز و اسرار سے آگاہ کریں۔ بات یہ تھی کہ جب حضورؐ جہاد کے لئے اعلان فرماتے۔ تو تمام صحابہؓ شوق شہادت میں خود وہ کے لئے تیار ہو جاتے۔ اور مدینہ طیبہ بالکل خالی ہو جاتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بعض لوگوں کو تعلیم و تربیت کے لئے پیچھے رہنا چاہئے۔ جہاد کے لئے لوگوں کو تیار کرنا یہ بھی تو جہاد ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت طلب علم کے لئے ہجرت کی اجازت ہے۔ لیکن سیاق و سباق سے کوئی تعلق نہیں جس کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جن کا مشغلہ کتاب و سنت کی خدمت ہو۔ جو دین سیکھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔ یعنی دونوں گروہ خدمات تقسیم کر لیں۔ کچھ سیاسیات کے لئے وقف رہیں۔ اور کچھ علمی مشغلوں کے لئے۔

ف۲

اس آیت میں اصول جہاد کی تشریح کی گئی ہے کہ سب سے پہلے جو قریب کے دشمن ہیں۔ ان سے جنگ کی جائے پھر ان لوگوں سے جو پہلوں سے نسبتاً قریب ہوں۔ یعنی الاقرب فالاقرب کو اصول نظر رکھا جائے۔ اس طریق سے طاقت و قوت میں باقاعدہ ترقی ہوتی رہتی ہے۔ حضورؐ نے اس طریق جہاد پر عمل فرمایا۔ سب سے پہلے مکے والوں سے معرکے ہوئے۔ اس کے بعد تمام اہل عرب سے۔ پھر اہل کتاب سے یعنی بنی قریظہ و بنی نضیر سے۔ اس کے بعد خیبر و فدک میں جنگ رہی۔ صحابہؓ نے بھی اسی آئین کو ملحوظ رکھا۔ روم، شام، عراق و عجم تمام جگہوں میں اسی ترتیب کو مسلسل جاری رکھا۔

(باقی بر صفحہ ۴۹۳)

مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى
رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ
كَافِرُونَ ○
١٢٦- أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي
كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ
ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ
يَذَّكَّرُونَ ○
١٢٧- وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ
بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ ۚ هَلْ
يَرَاكُمْ مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا ۚ
صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَفْقَهُونَ ○
١٢٨- لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ

اُن کی ناپاکی میں ناپاکی اور
زیادہ کردی۔ اور وُہ کافر ہی
مرے ○
١٢٦- کیا وُہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال ایک دفعہ
یا دو دفعہ آزمائے جاتے ہیں (قحط یا بیماری آتی
ہے) پھر بھی نہ توبہ کرتے ہیں، اور نہ
نصیحت پذیر ہوتے ہیں ○
١٢٧- اور جب کوئی سُورت نازل ہوتی ہے تو
ایک دُوسرے کی طرف دیکھتا ہے کہ کوئی
تمہیں دیکھتا ہے یا نہیں۔ پھر پھر جاتے ہیں۔
اللہ نے اُن کے دل پھیر دیئے۔ اس لئے کہ
وُہ بے سمجھ لوگ ہیں ○
١٢٨- تمہارے درمیان سے تمہارے پاس رسُول

بقیہ حاشیہ

وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً کے
معنی یہ ہیں کہ مسلمان کو دشمن کے مقابلہ
میں پُر ہیبت اور پُر جلال ہونا چاہیئے
کافر مسلمان کے کسی ایسے کو دیکھے
تو لرزہ براندام ہو جائے۔ جس سے کہ
اسلام مکمل ہوتا ہے۔
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ
الْمُتَّقِينَ۔ میں اس بات کی جانب
صریح اشارہ ہے کہ صحیح التقد
ہیبت وجلال کا نام ہے۔ خشونت و
ناروائی کا نہیں۔ سچے معنوں میں متقی وُہ
ہے جو کفر کے بدن پر کپکپی طاری کر
دے اور جسے دیکھ کر کفر سہم جائے۔

حلِ لغات

نَظَرَ۔ تکنا گھورنا۔
غِلْظَةً۔ سختی، تُندی۔
رِجْسًا۔ غلاظت کفر و نفاق۔

اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

١٢٩- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (١٠٩) رُكُوْعَاتُهَا (١١)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

١- الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝

٢- اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ

آیا۔ تمہارا دکھ اس پر شاق ہے وہ تمہارے نفع کا حریص ہے۔ ایمانداروں کا شفیق مہربان ہے ۝ ف۱

١٢٩- پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا۔ اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے ۝

سورۃ یونس

مکی ـــ آیتیں ١٠٩ ـــ رکوع ١١

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

١- الٓرٰ۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۝

٢- کیا لوگوں کو تعجب ہوا، کہ ہم نے ان میں سے ایک آدمی پر وحی نازل کی، کہ لوگوں کو

مقام محمدی

ف رسول کی عظیم الشان تعظیم کے لئے ہے۔ یعنی تمہارے پاس اللہ نے ذی وقار پیغمبر بھیجا ہے۔ جو تم ہی میں سے ہے۔ لوازم بشری کا حامل ہے۔ انسان ہے۔ انسانوں کی سی ضرورتیں اور حاجتیں رکھتا ہے۔ بالکل تمہاری طرح اللہ کا ایک بندہ ہے مگر رتبہ و مقام کا یہ عالم ہے۔ کہ تم میں سے بڑے سے بڑا انسان اس کی خاک پا کی برابری نہیں کر سکتا۔ وہ انسان ہے۔ مگر انسانیت کو اس بے نظیر ہستی پر فخر ہے۔

حضرت ابن عباس اسی آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے یعنی اَنْفَسِكُمْ سین کے زبر کے ساتھ۔ یعنی تم سے بہترین، اعلیٰ و ارفع انسان کو بھیجا ہے۔ یعنی تقاضائے رسالت ہے کہ جو پیغمبر ہو کر آئے۔ وہ تمام انسانوں سے دل و دماغ۔ جسم و روح اور قابلیت و استعداد کے لحاظ سے بلند ترین مقام پر فائز ہو۔

حضور کی تین خصوصیات بھی گنائی ہیں۔

(١) امت کے غمگسار ہیں۔

(٢) قوم کی ہدایت کے لئے بے حد مشتاق۔

(٣) مسلمانوں کے لئے رؤف و رحیم۔

امت کی غمگساری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کہ تم قلت کے لئے ہلکان کیوں ہوئے جاتے ہو۔ ہدایت کے لئے حرص و شوق کا یہ عالم ہے کہ وقت کا اکثر حصہ تبلیغ میں صرف ہو رہا ہے۔

آپ کی رحمتیں اور نوازشیں۔ جن کی وجہ سے آپ کو رؤف و رحیم کے پرشکوہ لقب سے نوازا گیا ہے۔ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کے ضبط کے لئے دفتروں کی ضرورت ہے۔ فرض یہ ہے کہ مسلمان مقام رسالت اور مرتبہ رسول کو پہچانیں اور سرگرم اطاعت ہوں۔ اور فخر کریں کہ ہمیں اللہ نے اتنا بہتر ہادی و راہنما عنایت فرمایا ہے۔ جسے ہم سے زیادہ ہماری فکر ہے۔

حل لغات ۔ عَنِتُّمْ۔ عنت سے ہے۔ جس کے معنے تکلیف اور دکھ کے ہیں۔

النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ
لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ
قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
مُّبِيْنٌ ۝

۳- اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا
مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

۴- اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ
اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

ڈرا۔ اور ایمانداروں کو بشارت دے کہ خدا
کے پاس اُن کے لئے بڑا رتبہ ہے۔
کافروں نے کہا، کہ یہ شخص (محمدؐ) صریح جادوگر
ہے ۝ ف۱

۳- تمہارا رب وہ اللہ ہے، جس نے
آسمان و زمین چھ دن میں ف۲ بنائے،
پھر عرش پر قائم ہُوا۔ سب کاموں کا
بندوبست کرتا ہے۔ کوئی شفیع نہیں، مگر
بعد اُس کے اذن کے۔ یہ اللہ ہے تمہارا رب
سو اُسی کی عبادت کرو، کیا تم دھیان نہیں کرتے ۝

۴- تم سب اُسی کی طرف جاؤ گے۔ اللہ کا سچا
وعدہ ہے۔ وُہی اوّلاً پیدا کرتا ہے۔ پھر
وُہی اُسے دُہرائے گا۔ تاکہ ایمانداروں کو

جادو اثری

ف۱ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ۔ کے معنے یہ ہیں کہ منکرین کو بھی حضورؐ کی قوت تاثیر اور طاقت جذب و کشش کا اندازہ تھا۔ وُہ جانتے تھے کہ یہ شخص اپنے اندر ایک خاص نوع کا مقناطیسی اثر رکھتا ہے۔ جو اس کی باتیں سُنے گا وہ ضرور متاثر ہوگا۔ اور حضورؐ کی جانب کھینچا ہوا چلا آئے گا۔

چنانچہ کتب سیر میں بے شمار ایسے واقعات موجود ہیں کہ لوگوں نے انتہائی دُشمنی کے باوجود بالآخر حضورؐ کے قدموں میں آجانے کی سعادت حاصل کی۔

کائنات کا دل

ف۲ ایّام سے غرض مُدّت ہائے دراز ہیں، کیونکہ یوم کے لفظ میں باعتبار لغت و ادب بہ نسبت عام لفظ کے

جس کے معنوں کے ہیں۔ زیادہ وُسعت ہے۔
اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ سے غرض علوقت الٰہی کا کائنات کی جانب متوجہ ہونا ہے۔ عرش تدبیر الٰہی کا مقام و مرکز ہے۔ جس طرح دل انسان کے لئے تمام اعضاء کا مدار و محور ہے۔ اسی طرح عرش کائنات مادی کا دل ہے۔ یا فہم اعلیٰ سمجھ لیجئے۔ تجلیات تدبیری عرش کی وساطت سے نافذ ہوتی ہیں۔ یعنی اللہ کے تمام احکام یہیں سے صادر ہوتے ہیں تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

حلِّ لغات

اَلْاَمْر۔ وہ حقیقت عامہ جو ساری کائنات کو شامل ہے۔

وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ
حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْفُرُوْنَ ۝
۵ - هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً
وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ
لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ
يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
۶ - اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝
۷ - اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

نیک کردار ہیں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے
اور جو کافر ہیں اُن کو کھولتا پانی پینا پڑے گا
اور اُن کے کفر کے سبب اُن کو دُکھ کا
عذاب ہوگا ۝ ف ۱
۵ - وُہی ہے جس نے سُورج کو روشنی
اور چاند کو اُجالا بنایا۔ اور اُس کی منزلیں مقرر
کیں۔ تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب جانو
خُدا نے یہ سب تدبیر کے ساتھ بنایا ہے
وہ اہل علم کے لئے پتے کھولتا ہے ۝
۶ - رات اور دن کے اختلاف میں، اور جو
چیزیں خُدا نے آسمانوں اور زمین میں پیدا
کی ہیں۔ ان میں ڈرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں ف ۲ ۝
۷ - جن کو ہم سے ملنے کی اُمید نہیں

ف ۱

اس آیت میں حشر و نشر کا ثبوت دیا گیا ہے۔ قرآن چونکہ مدلل کتاب ہے اس لئے کوئی دعویٰ تشنۂ برہان نہیں رہنے دیا! امکان حشر کے متعلق فرمایا۔ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ۔ کہ وہ اس وقت کائنات کو وجود میں لاتا ہے۔ جب کہ وہ کہیں موجود نہیں ہوتی۔ بلکہ خود وجود اس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس لئے جب کہ تمام کی کیفیت فنا ہو جائے گی۔ تو اس وقت بھی اُسے دوبارہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جزائے عمل ایک امر ممکن ہے۔ ضرورت یہ کیوں حاصل ہو ضرورت حشر کے متعلق ارشاد فرمایا۔ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ۔ یعنی تاکہ مسلم۔ اور پاکباز لوگوں کو اجر سے بہرہ ور کیا جائے۔ اس دُنیا میں مکافاتِ عمل کا پورا سامان و انتظام نہیں ہو سکتا ہے۔ ایک شخص ڈاکو ہو چور ہو، اور قوم و عدالت کی نگاہوں میں معزز ہو۔ یہ بھی ممکن ہے ایک شخص نیک اور پاکباز ہو۔ مگر عوام میں وہ بدچلنی کا مشہور ہو، اس لئے ضرورت ہے۔ ایک ایسے عالم کے فرض کرنے کی جہاں عدل و ظلم میں حد فاصل موجود ہو۔ جہاں نیک و بد میں امتیاز ہو، جہاں کی عدالتیں جرم سے اغماض نہ کر سکیں۔ اور ایک پاکباز انسان کو ایک ذرہ کی پوری پوری قیمت مل سکے۔ یہی عالم آخرت ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے ؏

لَاٰيٰتٍ

ف ۲ قرآن حکیم کا یہ عجیب طرز استدلال ہے کہ وہ زیر بحث مطالب کی کائنات کے مظاہر پیش کر کے آسمان سے ثابت کر دیتا ہے۔ لَاٰيٰتٍ کہہ دینے سے تمام دعاوی کی جانب ذہن خود بخود منتقل ہو جاتا ہے ؏

توحید و وجود باری، بعثت، رسالت اور دیگر قسم کے تمام دعاوی اس مظاہر قدرت سے عیاں ہیں۔ غور فرمائیے! وراء ذات کا تحقق۔ اور کائنات کی دوسری خوبیاں جو ہر قدم میں جاری و ساری ہیں۔ کیا بغیر خدا کے ممکن ہیں۔ کائنات کا نظم و نسق اور ایک مخصوص وحدت کے جلوے (باقی بر صفحہ [illegible])

وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا
بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا
غٰفِلُوْنَ ۝
۸ - اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝
۹ - اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ
النَّعِيْمِ ۝
۱۰ - دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ
وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ
دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور وہ حیاتِ دُنیا پر راضی اور مطمئن ہو گئے
ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں سے غافل
ہیں ۝
۸ - اُن کا ٹھکانا آگ ہے، اُن کے کاموں
کے سبب ۝
۹ - جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیئے،
اُن کا رب اُن کے ایمان کے باعث اُن کی
رہنمائی کرے گا۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں،
نعمتوں کے باغوں میں ۝
۱۰ - وہاں اُن کی دُعا سُبحانک اللّٰھم اور باہم
ملاقات کی دُعا خیر سلام ہے۔ اور آخری
دُعا اُن کی الحمد للہ رب العلمین
ہے ۝ ف۱

ع

(بقیۂ حاشیہ)

کیا توحید کی جانب ذہنِ انسان کو متوجہ نہیں کرتے۔ کیا یہ سب کچھ بے غرض و غایت ہے۔ آسمان کی بلندیاں اور زمین کی پستیاں بے مطلب ہیں؟ کیا یہ بعثت و حشر کی طرف صاف اشارہ نہیں۔ مادی نظام کی تکمیل کے بعد کیا رُوحانی نظام کی تکمیل غیر ضروری ہے۔ کیا عقل یہ تسلیم کر سکتی ہے کہ انسان کو اور کارگاہِ حیات کو یونہی بے فائدہ اور بے غرض پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بلئے کوئی پروگرام اور کوئی نصب العین نہیں؟ کیا یہ احتیاج روحانی بجائے نبوت کی دلیل نہیں؟ یہ سب مطالب لاَیَات کہہ کر بیان کر دیئے ہیں۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ یعنی صالحین کی آخرت کی زندگی اس درجہ کامل، خوشگوار اور راحت افزا ہوگی۔ کہ وہ بالآخر

حمد و ستائش کرنے لگیں گے۔ حمد کرنے لگیں گے۔ کہ اللہ یہ تیری ربوبیت کا کرشمہ ہے۔ ورنہ انسان کہاں۔ اور یہ رتبۂ عالی کہاں؟

حلِ لُغت

(صفحہ ۲۹۶ و ۲۹۷)

حَمِيْمٍ۔ گرم پانی۔
تَحِيَّتُهُمْ۔ تحفہ ملاقات، سلام۔

۱۱- وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ
اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ
أَجَلُهُمْ ۚ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ
لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○
۱۲- وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ۚ
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ
كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ
مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○
۱۳- وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ

۱۱- اور اگر خدا آدمیوں کو جلد برائی پہنچائے
جیسے کہ وہ جلد بھلائی چاہتے ہیں تو ان کی
اجل پوری کی جائے سو ہم ان کو جو ہماری ملاقات کا امید
نہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی گمراہی میں سرگردان بھٹکتے رہیں ○ ف۱
۱۲- اور جب آدمی پر تکلیف آتی ہے تو کروٹ
پڑا ہوا یا بیٹھا ہوا یا کھڑا ہمیں پکارتا ہے پھر
جب ہم اس سے اس کا رنج دور کر دیتے ہیں تو
چلا جاتا ہے گویا اس نے پہنچے ہوئے دکھ میں ہمیں
پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکلنے والوں کے
لئے ان کے اعمال مزین کئے گئے ہیں ○ ف۲
۱۳- اور ہم نے تم سے پہلے امتوں کو ہلاک کیا
جب وہ ظالم ہوئے۔ اور ان کے رسول ان کے
پاس نشانیاں لے کر گئے اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے

ف۱

یعنی اللہ میں حلم و علم ہے۔ وہ تمہاری بددعاؤں اور بُرے مطالبوں کو سنتا ہے مگر قبول اس لئے نہیں کرتا۔ کہ تمہارا اسی میں بھلا ہے۔

ف۲

اس آیت میں انسان کی اس نفسی خو کو بیان کیا ہے۔ کہ مصیبت کے وقت اس کا دل بیکل ہوتا ہے۔ اور اس وقت وہ اللہ کی ضرورت کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کرتا ہے۔ مگر جب تکلیف کا وقت گزر جاتا ہے۔ دل پر بدستور غفلت کا حجاب پڑ جاتا ہے۔ اور فطرت کی آواز دب جاتی ہے۔

سچا مومن وہ ہے۔ جو دولت و عافیت کے نشوں میں بھی فطرت پر نظر رکھتا ہے۔ اور جب وقت کی ضروریات کو کسی حالت میں بھی فراموش نہیں کرتا۔

حلِ لغات

أَجَلُهُمْ - مدت۔
الْقُرُونَ - جمع قرن۔ بمعنے زمانہ والے طبقے۔ یعنی اہل زمانہ۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝
۱۴- ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي
الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ
تَعْمَلُوْنَ ۝
۱۵- وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ
قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ
قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ
تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا
يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ
عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝
۱۶- قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ
وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ

یوں ہی ہم مجرموں کو سزا دیتے ہیں ۝
۱۴ - پھر ہم نے اُن کے بعد تمہیں زمین میں
نائب کیا۔ تاکہ دیکھیں، کہ تم کیا
کرتے ہو ۝
۱۵ - اور جب ہماری صاف آیتیں اُن کے سامنے
پڑھی جاتی ہیں تو جو ہماری ملاقات سے نااُمید
ہیں یوں کہتے ہیں کہ اس قرآن کے سوا کوئی اور
قرآن لا۔ یا اسی کو بدل ڈال تو کہہ یہ میرا کام نہیں کہ
میں اپنی طرف سے اسے بدلوں میں اسی کے تابع ہوں جو
مجھے حکم آتا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی
کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے ۝ ف۱
۱۶ - تو کہہ اگر خدا چاہتا، تو میں تم پر قرآن نہ پڑھتا
اور نہ وہ تمہیں اس کی خبر ہی دیتا۔ کیونکہ میں تو

ف

بعض لوگوں کی سب سے بڑی بدبختی یہ تھی کہ آخر وقت تک اُنھوں نے حضورؐ کے منصب کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کا یہ مطالبہ کہ قرآن میں حسب حال خواہ تبدیلیاں کردو۔ اس دعویٰ پر دلیل ہے۔ بھلا کیا انبیاء علیہم السلام اپنی مرضی سے تعلیمات الٰہیہ میں اصلاح و ترمیم کرسکتے ہیں؟ انبیاء کے تو معنے ہی یہ ہیں کہ وہ اللہ و الٰہی کے ترجمان ہیں اپنی جانب سے وہ کچھ نہیں کہتے۔ ان کی ہر بات منشاء الٰہی کے مطابق ہوتی ہے۔ انبیاء کا نفس بشری اپنی تمام خواہشوں اور تقاضوں کو منصب نبوت کے تابع کر لیتا ہے۔ اس لئے اپنی جانب سے تبدیلی اور اصلاح کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اگر نبی اپنے دعوے سے ذرا بھر ہٹ جائے اور قوم کے جذبات و خیالات کے ماتحت ہو جائے تو پھر اس میں اور ایک عام انسان میں کیا فرق ہے؟

انبیاء کی باتیں حکم اور الہام ہوتی ہیں۔ جو خدا کی جانب سے ہیں۔ اس میں انسانی دخل سراسر بے جا اور بے منزلت ہے۔

اس آیت میں اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

حلِ لغات

خلٰٓئف - قائم مقام، پس آیندگان۔

فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ۝
۱۷- فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ
لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝
۱۸- وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ
هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ
قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
۱۹- وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً
فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

اس سے پہلے تم میں ایک عمر تک رہ چکا ہوں
کیا تم نہیں سمجھتے ۝ ف ۱
۱۷- سو اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو
خدا پر جھوٹ باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے
بے شک مجرموں کا بھلا نہیں ہوتا ۝
۱۸- اور وہ لوگ اللہ کے سوا اُن کی پرستش
کرتے ہیں جو ان کا نہ نقصان ہی کر سکتے اور نہ نفع۔ اور کہتے
ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہیں تو کہہ
کیا تم خدا کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اس کو نہ
آسمان میں معلوم ہیں اور نہ زمین میں ہیں وہ
اُن کے شرک سے پاک اور بلند ہے ۝ ف ۲
۱۹- اور سب لوگ پہلے ایک ہی دین پر تھے
پھر پیچھے مختلف ہو گئے۔ اور اگر تیرے رب کی

معیارِ رسالت

ف ۱ کفار والوں نے جب قرآن کی تبدیلی کا مطالبہ کیا تو جواب دیا گیا کہ یہ ناممکن ہے۔ انبیاء کو اپنی جانب سے تعلیمات الٰہیہ میں کمی بیشی کرنے کا مطلق اختیار نہیں ہوتا۔ وہ محض منشاء کے مطیع و اطاعت شعار ہوتے ہیں۔ منصب نبوت کا مقصد ہی یہ ہے کہ نفس کی ترجمانی نہ ہو۔ منشاء الٰہی کی تعمیل ہو۔ پھر انبیاء سے یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ پیغام خداوندی کو بدل دیں۔

ان آیات میں ایک اور طریق سے جواب دیا گیا ہے حضور دعویٰ نبوت سے قبل چالیس برس تک ان لوگوں میں رہے۔ آپ کی چالیس سالہ زندگی کفار مکہ کے سامنے تھی۔ آپ سے کہا گیا ہے کہ ان سے پوچھیں کیا تم نے کبھی کوئی بات چالیس سال کے طویل عرصے میں ایسی دیکھی ہے جو قابل اعتراض ہو۔ حضور کا بچپن سب نے دیکھا۔ جوانی دیکھی۔ اور جوانی کے پاکیزہ مشاغل دیکھے۔ اور اب جبکہ آفتاب شباب نصف النہار سے آگے گزر چکا ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نفس کی خواہشات کا شکار ہو چکا ہے۔ اور محض جاہ و حشمت کے لئے نبوت کا مدعی ہے۔ یہ بات کبھی عقل تسلیم کر سکتی ہے۔ کہ جو شخص چالیس برس تک پاکباز رہا ہے، صادق و امین کہلائے، جس کا خیال و عمل معصیت کی آلودگیوں سے پاک رہے، یعنی جو مدتوں نگسار ہو۔ اور شاندار سیرت کا مالک ہو۔ یکایک اس کی سیرت بدل جائے۔ اور وہ خدا پر جھوٹ بولنے لگے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ کیونکر ایک پاکباز انسان اتنے بڑے جھوٹ کی جرأت کر سکتا ہے؟

عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ سے غرض شاندار اور نیر سیرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ کسی شخص کے متعلق کسی برائی کا علم نہ ہونا اور چیز ہے اور اس شخص کا نیک ہونا۔ اور اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی زندگی کے واقعات زندگی لوگوں کو معلوم ہوں۔ اور ان میں وہ نیکی اور صفت کے لحاظ سے شہرت رکھتا ہو۔ ورنہ ہر شخص جس کے حالات سے آپ پوری طرح آگاہ نہیں، (باقی بر صفحہ ۵۰۱)

مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ
يَخْتَلِفُونَ ○
٢٠- وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ
مِّن رَّبِّهِ ج فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ
فَانتَظِرُوا ۚ إِنِّي مَعَكُم مِّنَ
الْمُنتَظِرِينَ ○
٢١- وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّن
بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ
فِي آيَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ
إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ○
٢٢- هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَ
الْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ ○
وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَ

طرف سے ایک بات پہلے سے مقرر نہ ہوئی تو
اُن کی اختلافی باتوں کا فیصلہ ہو جاتا ○
٢٠- اور کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کے پاس
سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہ ہوا سو تو کہہ غیب کی بات
اللہ جانے تم منتظر رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ
منتظر ہوں ○ ف۱
٢١- اور جب ہم لوگوں کو بعد تکلیف کے جو انہیں
پہنچی ہو کچھ رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو فوراً ہی
وہ ہماری نشانیوں میں حیلے نکالتے ہیں تو کہہ اللہ تدبیر
میں بہت تیز ہے ہمارے رسول تمہارے مکر لکھتے ہیں ○
٢٢- وہی ہے جو تمہیں جنگل اور دریا میں پھراتا ہے
یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہو۔ اور
وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے لے چلیں، اور

قسم قرآن کی آیت نہیں ○

حلِّ لُغات

شُفَعَآؤُنَا۔ جمع شفیع۔ سفارش کرنے والا
اُمَّةً۔ مشترک العقیدہ جماعت۔ روایت
سے ظاہر نہیں۔ ہر گروہ جو کسی مقصد میں متفق ہو
اُمت کہلائے گا۔ مگر یہاں صحیح العقیدہ لوگ
مراد ہیں۔ کیونکہ فَاخْتَلَفُوْا کا قرینہ اس پر
دلالت کر رہا ہے ○

(بقیہ حاشیہ)
کہہ سکتا ہے کہ میری پہلی زندگی میں کوئی
عیب دکھاؤ ○

ف۲

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ سے غرض
یہ نہیں کہ ایسے معبودان باطل بھی کائنات میں
موجود ہیں۔ جن کو خدا نہیں جانتا۔ بلکہ غرض یہ
ہے کہ اللہ کا علم چونکہ نہایت کامل اور حاوی
ہے۔ اس لئے جب اس کے علم میں اس کا
کوئی ساجھی نہیں۔ تو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس
کے سوا دوسروں کو بھی خدا گردانتے ہو ○

حاشیہ صفحہ ہٰذا
ف۱ آیۃ سے مراد مطلوبہ معجزات ہیں۔

وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ
وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ
وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا
اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ
أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ
الشَّاكِرِينَ ○
۲۳- فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي
الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ ۖ مَتَاعَ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ
فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○
۲۴- إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ
أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ

وہ اُسی ہوا سے خوش ہوں، ناگاہ کشتیوں پر
طوفانی ہوا آئے اور ہر طرف کا اُن پر موج چلے
اور سمجھیں کہ اب ہم گھر گئے تو صاف دل سے
اللہ کو خالص اُسی کی بندگی کرکے یوں پکارنے لگیں
اگر تو ہمیں اس آفت سے بچا لے تو ہم تیرے
شکر گزار رہیں گے ○ ف۱
۲۳- پھر جب اس نے بچا دیا، اُسی وقت زمین میں
ناحق شرارت شروع کرتے ہیں۔ لوگو! تمہاری
شرارت تمہاری جانوں پر ہے۔ حیاتِ دُنیا
کی پونجی برت لو، پھر تمہیں ہماری طرف آنا ہے
سو ہم تمہیں تمہارے کاموں سے آگاہ کریں گے ○
۲۴- حیاتِ دُنیا کی مثال اس پانی کی ہے، جو
ہم نے آسمان سے برسایا۔ پھر اس میں زمین کا

ف۱

فطرت کے لحاظ سے ہر شخص کو پاکیزہ پیدا کیا گیا ہے
ہر قلب میں اللہ کی توحید کے چشمے بہتے ہیں۔ ہر آنکھ
جلوہ ہائے طور و سینا کا تماشہ کر سکتی ہے۔ مگر جونہی
جبکہ زندگی کی کثافتوں میں فطرت کی پاکیزگی ضائع
ہو جاتی ہے۔ خیالات فاسدہ کی وجہ سے دل بے نور
ہو جاتا ہے۔ اور جہالت و تعصب کی وجہ سے بصیرت
بھی باقی نہیں رہتی۔ عیش و تنعم کی زندگی میں انسان اللہ
کو بھول جاتا ہے ۔
مگر جونہی کوئی حادثہ سے آنکھیں کھلتی ہیں، اصلی
اصلی فطرت بیدار نظر آتی ہے۔ دل کے تمام حجاب
ایک ایک کرکے اُٹھ جاتے ہیں۔ اور قعرِ قلب سے توحید
کی آوازیں سنائی دیتی ہیں ۔
ان آیات میں انسان کی اسی فطرت مستور کا حال
بیان کیا ہے۔ کہ مصیبت کے وقت یہ ہمیں پکارتے

ہیں۔ اور جہاں ہم نے اس کی مشکل حل کی، پھر وہی تمرد و
معصیت، پھر وہی گناہوں کا ارتکاب اور جذبۂ عیش
و تنعم پورے جوش پر ہونے لگتا ہے ۔
قرآن چونکہ علیمٌ بذات الصدور خدا کی کتاب ہے
اس لئے اس میں یہ تمام الجھنیں سلجھا دی گئی ہیں۔ جو
دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتے
ہیں کہ انسان کس کس راہ سے فریب کھاتا ہے۔ اس
لئے ان واردات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے ۔
يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سے غرض یہ بھی ہے
کہ انسان کے تجربوں کی دُنیا وسیع ہونی چاہئے۔ اور دل
پھر اسے دیکھنا چاہئے، کہ کائنات میں کیا ہو
رہا ہے ۔

حلِّ لغات

عَاصِفٌ - تیز اور سخت ہوا ۔

نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ
وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ
زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ
اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا
لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا
كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝
۲۵ - وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝
۲۶ - لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ
زِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ
قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ

سبزہ مل نکلا۔ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں۔
یہاں تک کہ جب زمین (اپنی خوبصورتی اور اپنی)
چمک پر آگئی، اور آراستہ ہوگئی۔ اور زمیندار سمجھے کہ
ہم اُس پر قادر ہو گئے۔ تو اُس پر رات کو یا دن کو
ہمارا حکم آیا۔ پھر ہم نے اُسے کٹا ہوا ڈھیر کر دیا۔
گویا کل وہاں کچھ نہ تھا۔ یُوں ہم فکر کرنے
والوں کے لئے پتے کھولتے ہیں ۝
۲۵ - اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بُلاتا ہے
اور جسے چاہتا ہے، سیدھی راہ دکھاتا
ہے ۝ ف۱
۲۶ - جو نیکی کرتے ہیں۔ اُن کے لیے
بھلائی اور زیادتی ہے۔ اور اُن کے
چہروں پر سیاہی اور ذلّت نہ چھائے گی۔ وہ

دُنیا کی ایک مثال

ف۱

دُنیائے دُوں بظاہر لباس فاخرہ پہن کر جلوہ گر ہو۔ مومن سے اس کے عیب پنہاں نہیں رہ سکتے۔ وہ بالغ النظر ہوتا ہے۔ اس کی نظریں حُسن ظاہری سے گزر کر تہ و باطن تک پہنچ جاتی ہیں۔ مگر وہ لوگ جو صرف ظاہر پرست ہیں۔ اس کے جلووں سے آنکھیں مسحور کر لیتے ہیں۔

اس آیت میں آرائش عالم کی کیفیت کو واضح طور میں پیش کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ دُنیا کا جو حصّہ تمہیں نظر آتا ہے۔ وہ حسین نہیں۔ غور سے دیکھو اس کے چہرہ پر سرخ و سپید پوڈر اور موت کی کس قدر خوفناک جھریاں پڑی ہوئی ہیں۔

آج جہاں دولت ہے۔ کل افلاس ہے جس جگہ قصر و محل تھے۔ وہاں جھونپڑیاں نظر آرہی ہیں۔ جنہیں محل و باغات پر قدم رکھنا مشکل تھا۔ جو نازو نعم کے آغوش میں پروان چڑھے۔ آج آغوش لحد میں چھپے ہوئے ہیں۔

قرآن حکیم کی یہ مثال دُنیا عبرت کے لئے بہترین مثال ہے۔ دُنیا ایک کھیت ہے ایک باغ ہے جو پانی برس جانے سے لہلہا اٹھتا ہے۔ اور سرسبز و شاداب نظر آنے لگتا ہے۔ پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ مالک سمجھتا ہے، کہ اب خوش بختی و خوش حالی میں کون میرا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کہ ناگہاں کو اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اور وہ ہرا بھرا باغ اُجڑ جاتا ہے۔ دُنیا کی یہ کس قدر صحیح مثال ہے مگر دیدۂ عبرت کہاں جو تماشا کرے۔

حلِ لغات

لَمْ تَغْنَ۔ غَنِیَ یَغْنٰی۔ اس کے معنی باقی رہنے اور مقیم

أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ۝
٢٧ - وَ الَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ
سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ
مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ
كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ
قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝
٢٨ - وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ
نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ
اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا
بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا
كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝

بہشتی ہیں - وہاں ہمیشہ رہیں
گے ۝ ف۱
۲۷ - اور جنھوں نے بدی کمائی - بدی کا بدلہ
اُس کے برابر ہے - اور ان پر ذلت چھا جائیگی
اور اللہ سے بچانے والا انھیں کوئی نہیں،
گویا کالی رات کا ایک ٹکڑا اُن کے مُنہوں
پر ڈھانک دیا گیا ہے - وہ دوزخی
ہیں - وہاں ہمیشہ رہیں گے ۝
۲۸ - اور جس دن ہم اُن سب کو جمع کریں گے پھر ہم
مُشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک
اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو پھر ہم اُن میں اور ان کے
بُتوں میں جدائی کر دیں گے - اور ان کے شریک اُن سے کہیں گے
کہ تم ہماری تو عبادت نہ کرتے تھے ۝

ف۱

جب کہ دُنیا کا یہ حشر ہے تو
پھر ہمارے بچاؤ کہاں ہے؟ وہ کون
ہے جس کی وجہ سے صحت و سلامتی
کی راہیں کھلتی ہیں - اس آیت میں
اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ
اگر فنا و موت کے بعد نجات
حاصل کرنا چاہتے - اور دائمی خوش
زندگی کے خواہشمند ہو تو اللہ
سے اچھا تعلق پیدا کرو - وہ حی
و قیوم ہے - انہی کی ذات کو
ثبات و قرار ہے - وہ سلامتی
کی دعوت دیتا ہے - کامیاب ہیں
وہ لوگ جو اس کی دعوت پر
لبیک کہتے ہیں ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ وَ
لِمَنْ سَعٰى فِيْهِ -

۲۹ - فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ○
۳۰ - هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ
اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ
الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ○
۳۱ - قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ
مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ
الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ
فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

۲۹ - سو ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے
کہ ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے ○
۳۰ - اسی موقعہ پر ہر کوئی جو اس نے آگے بھیجا اُسے
جانچ لے گا۔ اور وہ سب اپنے سچے مالک اللہ
کی طرف پھیرے جائیں گے اور سب جھوٹ جو وہ
باندھتے تھے ان سے گم ہو جائیں گے ○
۳۱ - تُو پوچھ کون تمہیں آسمان و زمین سے
رزق پہنچاتا ہے یا کون کانوں اور آنکھوں کا
مالک ہے اور کون مُردہ میں سے زندہ
اور زندہ میں سے مُردہ نکالتا ہے؟
اور کون ہے جو کام کی تدبیر کرتا ہے؟
سو وہ جواب دیں گے۔ کہ اللہ۔ تو
تُو کہہ۔ پھر کیا تم نہیں ڈرتے ○ ف۱

دعوتِ توحید

ف۱

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے توحید کی جانب انسانوں کو دعوت دی ہے۔ ان سے پُوچھا ہے کہ تمہیں رزق کون دیتا ہے۔ کون تمہارے لئے کھانے پینے کا سامان مہیا کرتا ہے۔ وہ کون ہے۔ جس نے کان عطا کئے۔ کس نے آنکھیں بخشیں۔ زندگی کو موت سے۔ اور موت کو زندگی کے خوشگوار لمحات میں تبدیل کرنے والا کون ہے؟ کائنات کا نظم و نسق کس کے اشارہ چشم کا محتاج ہے۔ ظاہر ہے ان باتوں کا فطرتِ انسانی کی جانب سے

یہی جواب ملے گا۔ کہ اللہ قرآن حکیم میں پُوچھتا ہے۔ کہ جب اللہ ہی اس کو نگاہ حیات کو چلا رہا ہے۔ تو پھر تم میں کیوں توحید کے جذبات پیدا نہیں ہوتے، تمہیں کیا ہو گیا ہے، کہ ایسے حکیم و قدیر خدا کو چھوڑ کر دوسروں کے آستانوں پر بھٹکتے ہو۔ یہ کھلی گمراہی اور شرک ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ عفو نہیں ہے جب موت و حیات اس کے اختیار میں ہے۔ اور سب کے لئے فنا و موت لازم و لابد ہے۔ تو یہ سُفہاء کیونکر الوہیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے، کہ یہ ایک قسم کی محرومی ہے۔ ورنہ فطرتاً انسان توحید کی جانب مائل ہے۔ دل کی

(باقی بر صفحہ ۵۰۶)

۳۲ - فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ
فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ
فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○
۳۳ - كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ○
۳۴ - قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ
مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ
قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○
۳۵ - قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ
يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ
يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ

۳۲ - سو یہی اللہ ہے جو تمہارا سچا رب ہے
اب سچ کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا باقی ہے
پھر کدھر جاتے ہو ○
۳۳ - یوں تیرے رب کی بات ان فاسقوں پر
درست آئی۔ کہ وہ ایمان نہ لائیں
گے ○
۳۴ - اُن سے پوچھ تمہارے شریکوں میں کوئی ہے
کہ پہلے پیدا کرے پھر اسے لوٹائے، تو
کہہ اللہ ہی پہلے پیدا کرتا ہے۔ پھر لوٹائے
گا۔ سو کہاں اُلٹے جاتے ہو ○
۳۵ - تُو پوچھ تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو
سچی راہ بتائے، تُو کہہ۔ اللہ راہِ حق
بتاتا ہے۔ سو بھلا جو راہِ حق

(بقیۂ حاشیہ)
گمراہیوں میں توحید
کے چشمے اُبل رہے
ہیں۔ فطرت کی آواز
ہے کہ توحید کے سوا
کوئی عقیدہ تسلی بخش
نہیں۔ توحید کے بغیر
کسی عقیدے میں تسکین
قلب کا سامان موجود
نہیں۔ مگر یہ نہیں۔ کہ
منافق کو جھٹلاتے ہیں
اور اللہ سے نہیں
ڈرتے ۔

حلِّ لغات

فَسَقُوْا ۔ جنہوں نے
حدودِ فطرت سے تجاوز
کیا۔ فسق کے حقیقی معنے
فطری حدود سے
تجاوز کرنے کے ہیں،
اور راہِ راست سے
بھٹک جانے کے ۔

اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ
لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ
فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○
۳۶ - وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ
الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـــًٔا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○
۳۷ - وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ
يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ
فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
۳۸ - اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا

بتائے۔ وہ پیروی کے زیادہ لائق ہے یا وہ
شخص کہ آپ ہی نہیں راہ پاتا۔ مگر یہ کہ راہ بتایا جائے؟
تمہیں کیا ہوا۔ کیسا انصاف کرتے ہو ○
۳۶ - اور اکثر اُن میں صرف گمان کے پیرو ہیں۔ بیشک
حق میں گمان کچھ کام نہیں آتا۔ خدا
جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ○
۳۷ - اور یہ قرآن اللہ کے سوا کسی کا بنایا
ہُوا نہیں ہے۔ لیکن وہ کتب سابقہ
کا مصدق اور جہان کے ربّ سے
کتاب کی تفصیل ہے۔ جس میں
شُبہ نہیں ○ ف ۱
۳۸ - کیا وہ کہتے ہیں کہ محمدؐ نے یہ جھوٹ بنا لیا ہے؟ کہہ
تم اس کی مانند ایک سورت لے آؤ۔ اور اللہ

کتاب الٰہی

ف ۱

قرآن حکیم کا تعارف ہے۔ کہ یہ کتاب معانی الشرائع نہیں۔ عقل و دانش انسان کی ذہنی منت نہیں۔ اس کا تعلق عالم غیب سے ہے۔ یہ صحیفۂ آسمانی خدا کی جانب سے ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ اس کا تعلق تمام سابقہ کتب سے ہے۔ یہ تمام صداقتوں اور سچائیوں کی تصدیق کرتی ہے جو پہلے گزریں کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اور اس میں اور دنیا کی تمام کتابوں میں ایک ربط موجود ہے پھر یہ بھی کہ ضروریات انسانی کی اس میں تکمیل ہے۔ تمام معاشی و اخلاقی الجھنوں کو سلجھایا گیا ہے۔ زندگی کا ڈھنگ عمل اور پروگرام اس میں موجود ہے۔ قلب و روح کے تمام تقاضوں کی اس میں تکمیل ہے اور غیر مشکوک کلام ہے۔ اسے تسلیم کر لینے میں کوئی منطقی اشکال نہیں۔ کوئی معاشی الجھن نہیں۔ فطرت کا پیغام ہے۔ اور فطرت کی طرح سادہ اور حسین ٭

حلِّ لُغات

اَلظَّنّ۔ یہاں مراد وہم و تخمین ہے ٭

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
۳۹ - بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ
وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الظّٰلِمِيْنَ ○
۴۰ - وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ
مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ
أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○
۴۱ - وَإِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ
عَمَلُكُمْ ۚ أَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ أَعْمَلُ وَ
أَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

کے سوا جسے بُلا سکتے ہو، بُلاؤ -
اگر سچے ہو ○
۳۹ - بلکہ اُنہوں نے اس کو جس کا علم انہیں حاصل نہیں
ہوا، اور نہ ابھی اس کی حقیقت اُن پر کھلی جھٹلا دیا
اسی طرح اُن سے اگلوں نے جھٹلایا تھا
سو دیکھ ظالموں کا انجام کیا
ہُوا ○ ف
۴۰ - اور اہل مکہ میں کوئی تو ایسے (قرآن) کو
مانے گا۔ اور کوئی نہ مانے گا۔ اور اللہ مفسدوں
کو جانتا ہے ○
۴۱ - اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو کہہ میرا عمل میرے لئے
اور تمہارا عمل تمہارے لئے۔ تم میرے عمل سے بیزار ہو
میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں ○ ف۲

ف۱

یہ قرآن حکیم کا وہ مطالبہ ہے کہ جس نے چودہ سو سال سے دُنیا کفر و عناد میں تہلکہ بپا کر رکھا ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ تمہیں اگر میرے منزل من اللہ ہونے میں شبہ ہے تو تم پوری قوت و استعداد کے ساتھ مقابلہ پر آجاؤ۔ فصاحت و بلاغت کے ساز و سامان کے ساتھ مسلح و آراستہ ہو کر آؤ۔ تم میں یہ ہرگز جرأت پیدا نہیں ہو سکے گی۔ کہ تم ایک سُورت بھی قرآن کے مقابلہ تصنیف کر سکو۔ یہ چیلنج کن لوگوں کو دیا گیا۔ جن کا بچہ بچہ شاعر تھا۔ فصاحت و بلاغت جن کی بے دام کنیز تھی۔ جن کی گلی گلی میں حلقہ سخن بپا تھا۔ مگر کسی کی ہمت نے قرآن کے اعلانِ مقابلہ کو قبول نہیں کیا۔ یہ چیلنج آج بھی موجود ہے۔ دُنیا ترقی کی بلند ترین منزلیں طے کر چکی ہے۔ عرب کی قید نہیں۔ وقت و مکان کی شرط نہیں کوئی قوم کسی وقت ایسا کلام پیش کرے۔ جس میں قرآن کی سی اثر اور حقائق ہوں۔ قرآن کی سی جامعیت ہو۔ جو قرآن کی طرح زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو۔ اور پھر فصاحت و بلاغت کا بھی یہ درجہ ہو کہ لوگ سنیں اور آویزہ گوش بنائیں۔ مگر کفر بیں قوم گم ہے۔ اور قرآن کو وہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ قرآن آج بھی دعوت مقابلہ ہے۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اس لئے انسانی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اس کے ہم پایہ کتاب لکھ سکے۔ اس لئے جن لوگوں کو قدرت نے سوچنے کا مادہ عطا فرمایا ہے انہیں اس حقیقت پر غور کرنا چاہئے۔ اور قرآن کی برکات سے مستفید ہونا چاہئے۔

کُفر سے بیزاری

ف۲

اس نوع کی آیات سے غرض کفر سے اظہار بیزاری ہے۔ یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ اسلام کو کفر کے ساتھ کوئی تعلق خاطر نہیں۔ اور اسلام کے نزدیک اتفاق (بقیہ صفحہ ۵۰۹ پر)

٤٢ - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ○

٤٣ - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ○

٤٤ - اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

٤٥ - وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○

٤٢ - اور اُن میں کوئی ایسا ہے کہ تیری طرف کان لگاتا ہے سو کیا تُو بہروں کو سُناتا ہے۔ اگرچہ وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں ○

٤٣ - اور کوئی اُن میں سے ہے جو تیری طرف دیکھتا ہے سو کیا تُو اندھوں کو راہ دکھائے گا اور گرچہ وہ نہ دیکھیں ○

٤٤ - خدا آدمیوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا۔ لیکن آدمی اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں ○

٤٥ - اور جس دن اللہ اُن کو جمع کرے گا ایسے ہو جائیں گے گویا دن کا ایک گھنٹہ دنیا میں رہے تھے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے خراب ہوئے وہ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اور وہ راہ پر نہ آئے ○ ف۱

(بقیہ حاشیہ)

کفر کے اعمال وعقائد ہمیشہ نفرت انگیز ہیں۔ بعض لوگوں نے جو اس قسم کی آیات کو رواداری اور مسالمت سے تعبیر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ آیات جہاد کے بعد منسوخ ہو چکی ہیں۔ غلط ہے ○

اَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ

کے الفاظ صاف کہہ رہے ہیں۔ کہ تم سے کامل بیزاری اور نفرت ہے ○

ف۱ تعارف سے مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ جب آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو ملامت کریں گے، یہ ذلت و تحقیر کا تعارف ہوگا۔ مرید شیخ سے کہے گا۔ کہ آپ نے ہمیں کیوں گمراہ کیا۔ اور شیخ اپنے مریدوں کو بُرے دوستوں اور راہنماؤں کا دامن پکڑے گا ○

حلِّ لُغات

يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۔ یعنی بظاہر سنتے ہیں ○

الصُّمُّ ۔ جمع اصم۔ بمعنے بہرہ ○

الْعُمْيُ ۔ جمع اعمٰی۔ بمعنے اندھا ○

٤٦ - وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا
يَفْعَلُوْنَ ○
٤٧ - وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ
رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○
٤٨ - وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
٤٩ - قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ
اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ
سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○

٤٦ - اور جو وعدہ (عذاب) ہم نے اہل مکہ سے کیا ہے
اگر اُن میں سے کوئی ہم تیری حیات میں، تجھے دکھلا دیں گے
یا ہم تیری موت بھیجیں گے تو انہیں ہماری طرف آنا ہے پھر
اللہ ان کے کاموں کا گواہ ہے ف١ ○
٤٧ - اور ہر اُمت کے لئے ایک رسول ہے پھر جب
اُن کا رسول آتا ہے تو انصاف کے ساتھ اُن کے درمیان
فیصلہ ہوتا ہے اور اُن پر ظلم نہیں ہوتا ○
٤٨ - اور کہتے ہیں کہ یہ عذاب کا وعدہ کب پورا
ہوگا۔ اگر سچے ہو؟ ○
٤٩ - تُو کہہ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا مالک
نہیں مگر جو اللہ چاہے ہر اُمت کا ایک وقت ہے
جب اُن کا وقت آتا ہے تو ایک گھڑی بھی
آگے پیچھے نہیں ہوتے ○ ف٢

ف١

یعنی منکرین و معاندین کے لئے دو قسم کی سزائیں ہیں۔ ایک وہ جو دُنیا میں واقع ہوں گی۔ اور دوسری کا تعلق آخرت سے ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ مخالفین رسول دونوں قسم کی سزاؤں کے مستحق ہیں۔ دنیا میں ان کی ذلت و فضیحت آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ کہ کس طرح اللہ کا غضب ان پر نازل ہوتا ہے ٭

اِمّا میں۔ اِن حرف شرط ہے۔ ما تزئین کلام کے لئے اضافہ ہے۔ اور جواب شرط محذوف ہے ٭

فقرہ۔ یعنی ہم تمہیں اگر یہ عذاب جو ان کے لئے مقدر ہے۔ یہاں دکھائیں گے۔ تو آپ یہاں دیکھ لیں گے۔ ورنہ آخرت میں تو ان کی ذلت آشکارا ہو کر ہی رہے گی ٭

عذاب کا وقت

ف٢ کہنے والے برنائے استہزاء عذاب کے طالب تھے۔ کہتے تھے کہ جب آپ حسب وعدہ ہمیں عذاب سے ڈراتے ہیں۔ تو پھر وہ آ کیوں نہیں جاتا۔ اور کیوں ہمیں انکار و معصیت کے لئے زندہ رہنے دیا جاتا ہے۔ گویا اُن کے خیال میں اللہ جو انہیں ڈھیل دے رہا ہے۔ اور مواخذہ میں تعجیل نہیں کرتا۔ تو یہ اُن کے لئے رحمت الٰہی ہے۔ قرآن نے جواب دیا ہے کہ کسی قوم کے متعلق آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پیغمبر نفع و ضرر کا مالک نہیں۔ اللہ جب تک چاہے مجرموں کو ڈھیل دے۔ اور جب ان کے جرائم حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ تب اُن کی تباہی کا وقت آ جاتا ہے اور پھر نہ تاخیر ہوتی ہے اور نہ خرابی میں کسر کمی ملتی ہے ٭

٥٠ - قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَتَىٰكُمْ عَذَابُهُۥ
بَيَٰتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ
مِنْهُ ٱلْمُجْرِمُونَ ○
٥١ - أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ ءَامَنتُم بِهِۦٓ ءَآلْـَٰٔنَ
وَقَدْ كُنتُم بِهِۦ تَسْتَعْجِلُونَ ○
٥٢ - ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ ذُوقُوا۟
عَذَابَ ٱلْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا
بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ○
٥٣ - وَيَسْتَنۢبِـُٔونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِى
وَرَبِّىٓ إِنَّهُۥ لَحَقٌّ وَمَآ أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ○
٥٤ - وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِى
ٱلْأَرْضِ لَٱفْتَدَتْ بِهِۦ وَأَسَرُّوا۟
ٱلنَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ

٥٠ - تو اُن سے کہہ بھلا دیکھو تو اگر اُس کا عذاب
رات کو یا دن کو تم پر آجائے تو بتلاؤ کہ مجرم اُس دن
سے پہلے کیا کرلیں گے ○
٥١ - کیا جب وہ آچکے گا، تب اُس کا یقین کرو گے کہتا
کیا اب ایمان لائے اور تم اُس کو جلد طلب کرتے تھے ○
٥٢ - پھر ظالموں سے کہا جائے گا۔ دائمی
عذاب چکھو۔ یہ تمہاری کمائی ہی کا
بدلہ ہے ○ ف۱
٥٣ - اور تجھ سے پوچھتے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ تو کہہ ہاں مجھے
اپنے رب کی قسم یہ سچ ہے اور تم اللہ کو تھکا نہ سکو گے ○
٥٤ - اور اگر ہر شخص گنہگار کے پاس کل زمین کا مال
ہو۔ تو وہ ضرور اُسے فدیہ میں دے ڈالے اور جب
عذاب دیکھیں گے، جی ہی جی میں پچھتائیں گے

ف۱

یعنی انبیاء کی بعثت کے بعد یہ یقینی ہے
کہ جو لوگ معاند ہوں۔ انہیں تباہ کردیا جائے
آفتاب ہدایت کے طلوع کے بعد کفر کی
تاریکیوں کا چھٹ جانا ضروری ہے اور بدیہی
ہے ۔

مکے والے بار بار پوچھتے تھے۔ کہ کیا واقعی
عذاب آجائے گا۔ اور کیا واقعی اُن کا انجام
اچھا نہیں۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔ کہ
یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ کہ عذاب آئے گا
اور ضرور آئے گا ۔

چنانچہ ان اصرار کرنے والوں نے اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ میدان بدر میں کفر
کی طاقت وقوت ہمیشہ کے لئے گم ہوگئی
ہے۔ عذاب طلب کرنے والے عذاب میں
مبتلا ہوگئے۔ اور اللہ کی غیرت نے
اُن کا خاتمہ کردیا۔ قرآن کے الفاظ میں
اُس وقت اُن کی آنکھیں کھلیں اور حیرت و
حسرت سے اُنہوں نے دیکھا، کہ اسلامیوں کی
مٹھی بھر جماعت اُن سے جنگ آزما ہے
اور شہر میں کفر و عناد کے لئے بڑی خفت
ثابت ہو رہی ہے ۔

حلِّ لغات

بَیَاتًا۔ رات کے وقت۔ بَیَنْتَ کا لفظ
بیتوتت سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے
رات گزار نے کے ہیں ۔
اَسَرُّوا النَّدَامَةَ ۔ اسرار۔ ذوات الاضداد
سے ہے جس کے معنی چھپانے اور ظاہر کرنے

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا
يُظْلَمُونَ ۝
۵۵ - أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضِ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝
۵۶ - هُوَ يُحْيِ وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝
۵۷ - يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ
مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا
فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝
۵۸ - قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ
فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝
۵۹ - قُلْ أَرَءَيْتُمْ مَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

اور اُن میں انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور
اُن پر ظلم نہ ہوگا ۝
۵۵ - جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اللہ کا
ہے۔ سُنتا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے
لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝
۵۶ - وہی جِلاتا اور مارتا ہے اور اُسی کی طرف پھر جاؤ گے ۝
۵۷ - لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے
پاس نصیحت اور جو کچھ دلوں میں (مرض) ہے
اُس کی شفا آئی ہے۔ اور مومنین کے لیے
ہدایت اور رحمت ۝ ف
۵۸ - تُو کہہ، یہ اللہ کا فضل اور اُس کی مہر سے ہے چاہیے
کہ وہ اسی پر خوش ہوں یہ اُس سے بہتر ہے جو سمیٹتے ہیں
۵۹ - تُو کہہ بھلا دیکھو تو کہ اللہ نے جو تمہارے لیے

قرآن بہترین راہنما ہے!

ف

ایک گمراہ شخص جب ہدایت قبول کرتا ہے اور ایمان ویقین کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے تو ضرور ہے۔ کہ چار منزلوں سے ہو کر گزرے۔

اوّلاً۔ گناہوں سے آگاہ ہو۔

ثانیاً۔ شکوک وشبہات سے نجات حاصل کرے۔

ثالثاً۔ صراطِ مستقیم کو دیکھ لے۔

رابعاً۔ شاہد مقصود سے ہم کنار ہو جائے۔

قرآن حکیم کے متعلق اس آیت میں بالکل اسی ترتیب سے فوز وفلاح کا ذکر ہے۔

یہ موعظت ہے۔ اس کی برکت سے دلوں میں گناہوں کی برائیوں کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ شفا ہے۔ جس کی وجہ سے دل کی تمام بیماریاں دُور ہو جاتی ہیں۔ شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

ھُدًی۔ یعنی صراطِ مستقیم کی جانب راہنمائی رحمت ہے۔ جسے دُوسرے لفظوں میں کامیابی وکامرانی کہیے۔

گویا قرآن حقیقی معنوں میں واعظ ہے شفا ہے۔ جو گنہگاروں کو خدا کی رحمت کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور تمام منزلوں میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔

مِنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا
وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ
عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝
٦٠- وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝
٦١- وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا
مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ
عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا
اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ
عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ
فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ

رزق اُتارا۔ پھر تم نے آپ اس میں سے کچھ حلال اور کچھ حرام ٹھہرا لیا؟ تو کہہ اللہ نے تمہیں ایسا حکم دیا ہے؟ یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟ ف١ ۝

٦٠- اور جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، قیامت کے دن کو کیا گمان کرتے ہیں؟ خدا تو آدمیوں پر فضل رکھتا ہے۔ مگر اکثر آدمی ناشکرے ہیں ۝

ع

٦١- اور (اے محمد) تو جس حال میں بھی ہو اور قرآن میں سے کوئی آیت بھی پڑھے اور تم کوئی کام بھی کرو، جب کہ تم اس میں لگے ہو، ہم تمہارے پاس حاضر ہیں۔ اور کوئی چیز ذرہ بھر ہی یا اُس سے چھوٹی بڑی زمین و آسمان میں ایسی نہیں، اگر تیرے رب

ف١

یعنی حرام و حلال کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ اصول مقرر کر رکھے ہیں۔ ہر شخص کو بجائے خود اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی بعض نعمتوں کو حلال قرار دے اور بعض کے متعلق کہے کہ یہ حرام ہیں۔

حلِّ لغات

شَاْنٌ۔ اصل معنے قصد کے ہوتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں۔ مَا شَاَنْتُ شَاْنَهٗ یعنی مَا قَصَدْتُ قَصْدَهٗ۔ مصدر ہے۔ بمعنی مفعول۔ عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔

اَفَاضَ۔ اِنْدَفَعَ۔ کسی کام کو شروع کرنا۔ کسی کام کے لئے ہونا۔

وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝
۶۲- اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
۶۳- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝
۶۴- لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْاٰخِرَةِ ۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ
اللّٰهِ ۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
۶۵- وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ
الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۔ هُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ۝
۶۶- اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۔ وَمَا يَتَّبِعُ

سے پوشیدہ ہو، سب کچھ کتاب
مبین میں ہے ۝ ف۱
۶۲- سنتا ہے جو خدا کے دوست ہیں نہ انہیں
کچھ خوف ہے، اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۝
۶۳- وہ جو ایمان لائے، اور ڈرتے رہے ۝
۶۴- انہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں
بشارت ہے۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں،
یہی بڑی مراد ملنی ہے ۝ ف۲
۶۵- اور تو ان کی بات سے غم نہ کر،
تمام زور خدا کا ہے، وہ سنتا جانتا
ہے ۝ ف۳
۶۶- سنتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی
زمین میں ہے سب اللہ کا ہے اور وہ جو

ف۱

کتاب مبین سے مراد علم الٰہی ہے جسے شرع کی اصطلاح میں لوح محفوظ کہتے ہیں۔

اللہ کے دوست

ف۲

اللہ کے دوستوں کی علامت رہبانیت و جنون نہیں۔ خرقہ پوشی و فقر و افلاس نہیں۔ بلکہ بے خوفی اور کامیابی ہے، اللہ کے حبیب وہ ہیں۔ جن کے دلوں میں ماسوا اللہ کا خوف نہ ہو۔ جو کسی باطل قوت سے نہ ڈریں اور نہ دبیں۔ جن کے لئے دنیا کی تمام نعمتیں میسر ہوں، جو دین و دنیا میں رحمت ایزدی کے

آئینہ دار ہوں۔
مسلمان کو سوچنا چاہیے۔ کہ کیا آج کل اسے خدا کی دوستی کا فخر حاصل ہے؟

ف۳

صحیح عزت و اقتدار مال و دولت سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خدا کی دین ہے۔ سچے مخدوم و محترم وہ ہیں۔ جو اللہ کے دین کے خادم ہوں۔

حلِ لغات

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۔ قوانین الٰہی سے تعبیر ہے۔
اَلْعِزَّةُ ۔ غلبہ، قوت، اقتدار۔

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا
الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝
٦٧- هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ
لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّسْمَعُوْنَ ۝
٦٨- قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ
هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ
مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۭ اَتَقُوْلُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
٦٩- قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

اللہ کے سوا شریکوں کو پکارتے ہیں،
صرف وہم پر چلتے، اور اٹکلیں
دوڑاتے ہیں ۝ ف۱
٦٧- وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی
کہ اس میں آرام پاؤ، اور دن بنایا دکھانے کو!
جو سنتے ہیں ان کے لئے اس میں
نشانیاں ہیں ۝
٦٨- کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیٹا پکڑا ہے
وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے جو آسمانوں اور
زمین میں ہے اُسی کا ہے اس بحث میں
تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ کیا خدا پر وہ
باتیں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے ہو ۝ ف۲
٦٩- تو کہہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں

ف۱

شرک کے متعلق قرآن حکیم میں بار بار ارشاد فرمایا گیا ہے کہ سراسر بے ثبوت اور بے دلیل بات ہے اس کی تائید میں کوئی حجت پیش نہیں کی جا سکی۔ کیونکہ خدا کے تصور میں توحید داخل ہے۔ کسی ذات کو خدا کہہ دینا دوسرے لفظوں میں یہ اعتراف کر لینا ہے، کہ ہم کسی ذات کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں جس کا کوئی شریک سہیم نہیں، خدا کی بے نیازی، اُس کی تقدیس، اور اس کا ہمہ گیر قبضہ و ملک بتاتا ہے کہ اُسے زندگی میں ساجھی کی ضرورت نہیں۔ یہ بے علمی کی بات

اور جھوٹ ہے ۔

ف۲

آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ بُت پرست اور تثلیث کے پُجاری حقیقی کامیابی کو حاصل نہیں کر سکتے، رُوحانی ارتقاء، جو صرف موحدین کا حصہ ہے۔ اس سے یہ لوگ یکسر محروم رہتے ہیں ۔

حلِ لغات

یَخْرُصُوْنَ ۔ مادہ خرص۔ بمعنی اندازہ و تخمین ۔

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝
۷۰۔ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا
مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ
الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝
۷۱۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ
اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ
تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ
تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ
وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ
اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا
اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝

مُراد نہیں پاتے ○
۷۰۔ دنیا میں تھوڑا سا نفع اٹھالو، پھر انہیں
ہماری طرف آنا ہے پھر ہم ان کے کفر کے
بدلے انہیں سخت عذاب چکھائیں گے ○
۷۱۔ اور نوح کا حال انہیں پڑھ کر سنا، ف۱
جب اس نے اپنی قوم سے کہا "اے قوم اگر
میرا رہنا، اور خدا کی آیتوں سے نصیحت
دینا تم پر گراں ہے، تو لو، میں خدا پر
توکل کرتا ہوں۔ تم سب اور تمہارے شریک
مل کر اپنا کام مقرر کرو، پھر تم کو اپنے
کام میں شبہ نہ رہے۔ پھر مجھے فرصت نہ
دو۔ اور اپنے اُس کام کو میری نسبت پورا
کرو (یعنی مارنا چاہتے ہو تو مار دو) ○

نبأ نوح

ف۱

نوح علیہ السلام کا قصہ صبر و استقلال کا نمونہ ہے۔ یہ تقریباً ایک ہزار سال تک پیہم و مسلسل قوم میں تبلیغ کی۔ اور دن رات وعظ و نصیحت۔ مگر اس کا نتیجہ بجز عصیان و نافرمانی کچھ نہ نکلا۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ یہ لوگ حضرت نوح کے مواعظ سے دلوں میں تبدیلی پیدا کرتے۔ برائیوں سے نفرت کرتے۔ اور پاکباز و خدا پرست بننے کی سعی کرتے لیکن ہوا یہ کہ دل بغض و عناد کی غلاظتوں سے آلودہ ہو گئے اور سرکشی و انکار کی لعنتوں نے چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا۔

حضرت نوح نے جب دیکھا، کہ ہزار سالہ تبلیغی کوششوں کا صلہ دشمنی اور عداوت کی صورت میں ملا۔ تو آپ نے کمال بے خوفی سے اعلان فرما دیا۔ کہ میں صرف اپنے اللہ پر بھروسا رکھتا ہوں۔ تم مخالفت و مخاصمت میں کچھ اندھا صرف کر لو۔ متحدہ سازش سے حق کے مقابلہ پر آؤ۔ صاف اور غیر مشکوک الفاظ میں بغض و حسد کا اعلان کرو۔ اور مجھے جینے اور سنبھلنے کی قطعاً مہلت نہ دو۔ پھر دیکھو میرا اللہ میری کس طرح دستگیری کرتا ہے۔

حل لغات

اَمْرَکُمْ۔ یعنی تمام وجوہ مکر و فریب۔
غُمَّۃً۔ خفیہ۔

۷۲- فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَمَا سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ‌ؕ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ‌ۙ وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ○

۷۲- پھر اگر تم ہٹ جاؤ، تو میں نے تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگی۔ میری مزدوری اللہ پر ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں ○ ف۱

۷۳- فَكَذَّبُوۡهُ فَنَجَّيۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ فِى الۡـفُلۡكِ وَجَعَلۡنٰهُمۡ خَلٰٓـئِفَ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا‌ ۚ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ○

۷۳- پھر انہوں نے اُسے جھٹلایا، تب ہم نے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچالیا اور اُنہیں جانشین کیا، اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اُن کو غرق کردیا۔ سو دیکھ کہ ڈرائے ہوؤں کا کیا انجام ہوا ○ ف۲

۷۴- ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا بِمَا كَذَّبُوۡا بِهٖ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ

۷۴- پھر نوح کے بعد ہم نے کتنے ہی رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے، وہ کھلے نشان لے کر اُن کے پاس آئے سو جو بات وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اُسے نہ مانے پھر بھی ہرگز وہ

ف۱

انبیاء بے خوف اس لئے ہوتے ہیں، کہ اُن کی روزی لوگوں سے وابستہ نہیں ہوتی۔ وہ تبلیغ کے گرانقدر فرض بھی ادا کرتے ہیں، اور اپنا آذوقۂ حیات بھی بہم پہنچاتے ہیں۔

جو لوگ قوم کے صدقات پر پلتے ہیں، اُن سے حق گوئی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ انبیاء کا اسوہ یہ ہے کہ اس قسم کی پیشہ ورانہ ذہنیت کا خاتمہ کردیا جائے۔

ف۲

یعنی بالآخر حق کی فتح ہوئی۔ حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کو نجات ملی۔ وہ کشتی میں بیٹھ کر محفوظ رہے۔ اور کنارے جا لگے۔ اور جو مجرم تھے، جن میں رشد و ہدایت کی کوئی استعداد باقی نہیں رہی تھی۔ بلکہ وہ تمام نسل انسانی کے لئے گمراہی کا موجب ہو سکتے تھے۔ باقی سب غرق کردیئے گئے۔ تاکہ آئندہ نسلیں ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ اور گمراہ نہ ہوں۔

عذاب سے مقصد خدا کے جاہ و جلال کا اظہار نہیں ہوتا۔ بلکہ انسانوں کی نافرمانیاں جب حد سے تجاوز کر جاتی ہیں۔ اور اُن کا وجود دوسرے انسانوں کے لئے مُضِر ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُن کا مٹا دینا ہی دوسرے انسانوں پر بہت بڑا کرم ہے۔

جب ہاتھ یا پاؤں بقیۂ جسم کے لئے خطرہ کا موجب ہو جاتے ہیں۔ تو اس وقت جسم انسانی سے اس کو الگ کردینا ہی بقائے انسانی کی بہترین تدبیر ہوتی ہے۔

اسی طرح قومیں جب ان کا بعض حصہ مسموم ہو جائے۔ اور ان کی وجہ سے اندیشہ ہو۔ کہ زہر سرایت

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

٧٥۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝

٧٦۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

٧٧۔ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝

٧٨۔ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر ہم اس طرح مُہر کر دیا کرتے ہیں ۝

٧٥۔ پھر ہم نے ان کے بعد اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اُس کی قوم کی طرف موسیٰ اور ہارون کو بھیجا۔ سو اُنہوں نے تکبّر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے ۝

٧٦۔ پس جب سچی بات ہماری طرف سے اُن کے پاس آئی، تو اُنہوں نے کہا کہ یہ صریح جادو ہے ۝

٧٧۔ موسیٰ نے کہا کیا تم سچائی کو جب تمہارے پاس آئی، یہ کہتے ہو کہ کیا یہ جادو ہے ؟ اور جادوگروں کا بھلا نہیں ہوتا ۝ ف

٧٨۔ بولے کیا تُو اس لئے ہمارے پاس آیا کہ ہمیں اُس طریق سے ہٹا دے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا اور زمین میں تم

جادوگر کامیاب نہیں ہوتے

ف سحر و جادوگری کے معنی ذلیل قسم کی کرشمہ سازی اور فن نمائی کے ہیں۔ جادوگر کے سامنے کوئی بلند نصب العین نہیں ہوتا۔ اور نہ اس میں ایسی قوت ہوتی ہے۔ کہ وہ زندگی کے اہم امور میں کامیاب ہو سکے۔ وہ چند لوگوں کو اپنی چالاکیوں سے حیرت میں ڈال سکتا ہے۔ مگر حق و صداقت کے مقابلہ میں کسی طرح کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسکا کوئی نصب العین ہے۔ مقدس اسوہ ہے۔ نہ ادھر صرف فریب و فن۔ اس لئے قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ اگر موسیٰ علیہ السّلام کو بھی تم جادوگر سمجھتے ہو۔ تو واقعات کا انتظار کرو عنقریب حضرت موسیٰ کی کامیابیاں اور کامرانیاں تم سے خراج تحسین وصول کریں گی ۔

حلِّ لُغات

لِتَلْفِتَنَا۔ مادہ لفت۔ متوجہ کرنا، پھیرنا۔

فِي الْأَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا
بِمُؤْمِنِينَ ۝
۷۹ - وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ
سٰحِرٍ عَلِيمٍ ۝
۸۰ - فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ
مُّوسٰى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُّلْقُونَ ۝
۸۱ - فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَا
جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ؕ إِنَّ اللّٰهَ
سَيُبْطِلُهُ ؕ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ
عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝
۸۲ - وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ وَلَوْ
كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝
۸۳ - فَمَا آمَنَ لِمُوسٰى إِلَّا ذُرِّيَّةٌ

دونوں کی سرداری ہو جائے، اور ہم تمہیں نہ
مانیں گے ۝
۷۹ - اور فرعون نے کہا، کہ ہر دانا جادوگر کو
میرے پاس لاؤ ۝
۸۰ - سو جب جادوگر آئے، تو موسیٰ نے ان سے
کہا، ڈالو، جو تم ڈالنا چاہتے ہو ۝
۸۱ - پھر جب انہوں نے ڈالا، تو موسیٰ نے کہا جو
تم لائے ہو یہ تو جادو ہے، اللہ اسے
شتاب باطل کرے گا۔ اللہ مفسدوں کا
کام درست نہیں رکھتا ۝ ف۱
۸۲ - اور اللہ اپنے حکم سے حق کو حق کرتا ہے
اگرچہ مجرم بیزار ہوں ۝
۸۳ - پھر موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا، مگر اس کی قوم کے

ف۱

فرعون چونکہ بصیرت سے محروم
تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰؑ کے موقف
و مقام اصلی سے آگاہ نہ ہو سکا۔
جادوگروں کو بلایا۔ اور کہا، کہ اپنے
کسب و کمال سے اس کی معجز نمائی
کا جواب دو۔
جادوگر آئے۔ اس لئے کہ اس وقت
ارض مصر میں اس قسم کی باتوں پر خوب
یقین رکھتے تھے۔ اور اپنے بس سے
انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو مسحور کرنا
چاہا۔ موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا، کہ
إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ۔ خدا حق پرستوں
کے مقابلہ میں جھوٹوں کو کبھی کامیابی
عنایت نہیں فرماتا۔ اس لئے آپ نے
بالکل بے خوف ہو کر ان کا مقابلہ کیا
اور انجام کار معجزہ کرشمہ سازی پر غالب
آیا۔ اور حق کو جھوٹ کے مقابلہ میں
فتح نصیب ہوئی۔

حلّ لغات

السَّحَرَةُ۔ جمع ساحر۔

مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰی خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ
وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ یَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ
فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ
لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝
۸۴ - وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ
بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ
مُّسْلِمِیْنَ ۝
۸۵ - فَقَالُوْا عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا
لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝
۸۶ - وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ
الْكٰفِرِیْنَ ۝
۸۷ - وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰی وَ اَخِیْهِ اَنْ
تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا

پھر ذریت ایمان لائی، سو وہ بھی اپنے سرداروں
اور فرعون سے ڈرتے ڈرتے کہ انھیں فتنہ میں ڈالیں
کیونکہ فرعون ملک پر چڑھ رہا تھا اور ظلم کیلئے
اُس نے ہاتھ بالکل چھوڑ رکھے تھے ۝ ف۱
۸۴ - اور موسیٰ نے کہا اے قوم اگر تم اللہ پر ایمان
لائے ہو، تو اُسی پر بھروسہ رکھو، اگر تم
مسلمان ہو ۝
۸۵ - تب بول اٹھے ہم نے اللہ پر توکل کیا ف۲ اے ہمارے
رب ہمیں اس ظالم قوم کا فتنہ (یعنی محل غضب) نہ کر ۝
۸۶ - اور ہمیں اپنی رحمت سے کافر لوگوں سے
چھڑا ۝
۸۷ - اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف بھی (وحی بھیجی)
کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بناؤ،

ف۱

باوجود کامیابی کے پھر بھی ابتداءً چند ہی لوگ ایمان لائے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں فرعون کا ڈر بے طرح متمکن ہو چکا تھا۔ صدیوں کی غلام قومیں جرأت و جسارت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اور اظہار حق کی قوت ان سے چھن جاتی ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ بنی اسرائیل بھی چار سو سال سے غلام چلے آرہے تھے، اس لئے فرعون کے غلبہ سے طبعی طور پر مرعوب و مغلوب تھے۔

ف۲

دین و دنیوی استقلال کے لئے پہلا زینہ جو حضرت موسیٰ نے قوم کے لئے تجویز فرمایا۔ وہ توکل ہے۔ یعنی :-

(۱) خدا پر کامل ایمان۔
(۲) کامیابی کا پورا یقین۔
(۳) وسائل و ذرائع میں دیانت و صیانت کا لحاظ۔

ظاہر ہے۔ جب قوم میں یہ تین چیزیں پیدا ہو جائیں۔ تو سمجھ لیجئے، کہ قوم بیدار ہو چکی، اور کامرانی کی راہیں اس پر کھل چکی ہیں۔

اللہ کو اگر چارہ ساز مان لیا جائے۔ تو پھر کامیابی یقینی و قطعی ہے۔

توکل کا صحیح مفہوم یہی ہے۔ آج توکل کے معنے تعطل و بےکاری کے ہیں۔ اللہ مسلمانوں کو سمجھ دے۔ آمین۔

حلِ لغات :- المسرفین۔ مسرف۔ حدود فطرت سے تجاوز کرنے والا۔ فتنۃ۔ وجہ آزمائش۔

وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
۸۸ - وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ
فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا
عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ
عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
الْاَلِيْمَ ۝
۸۹ - قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا
فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰۗنِّ سَبِيْلَ
الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
۹۰ - وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ

اور اپنا گھر قبلہ رُو بناؤ۔ اور نماز پڑھو،
اور مومنین کو بشارت دے ۝ ف۱
۸۸ - اور موسیٰ نے کہا، اے ہمارے رب تُو نے
دُنیا کی زندگی میں فرعون اور اس کی قوم کو زینت
اور بہت مال دیا ہے، اے ہمارے رب انجام
دو یہ کہ وہ تیری راہ سے لوگوں کو گمراہ کریں ہمارے
اُن کے مال برباد کر دے اور اُن کے دل سخت کر دے
کہ ایمان نہ لائیں، جب تک دُکھ کا عذاب نہ
دیکھیں ۝
۸۹ - فرمایا تم دونوں کی دُعا قبول ہوئی،
سو تم ثابت قدم رہو، اور بے علموں کی
راہ پر نہ چلو ۝
۹۰ - اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اُتارا،

ف۱

قِبْلَةً سے غرض یا تو یہ ہے۔ کہ فرعون نے جب علم کلیساؤں میں بنی اسرائیل کو عبادت سے روک دیا تو حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ کہ تم گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو۔ اور گھر اس ڈھنگ کے بناؤ کہ وہ قبلہ رُو ہوں۔ اور بیک وقت اس سے عبادت وسکونت کے دونوں کام لئے جائیں۔ اور یا یہ مقصد ہے۔ کہ رہائشی مکان باہم متقابل بناؤ۔ یعنی تمہاری ایک جگہ آبادی ہونی چاہئے۔ تاکہ آزادی سے تم ایک دوسرے کی مدد کرو کامیابی کے لئے نماز ضروری شرط ہے۔ کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے قوم میں صحیح بیداری پیدا کی جا سکتی ہے۔ یہ وحدت ملی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نماز سے قوم میں خدا پرستی، خدا ترسی اور باہمی محبت کے جذبات زندہ رہتے ہیں۔ قوم میں اجتماعی زندگی کو ابھارنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔ آج بھی کامیابی کے لئے نماز ویسی ہی ضروری ہے۔ جیسی ابتداء میں تھی۔ مسلمان اگر جرأت و استقلال کی

نعمتوں سے بہرہ ور ہونا چاہتا ہے۔ تو اُسے معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اس کا ایک جداگانہ طریق عبادت ہے جو بہ نماز ہے مسلمان کا نصب العین دوسری قوموں سے بالکل جدا ہے۔ اور اس کا طریق جدوجہد دوسری قوموں سے الگ ہے مسلمان کی فطرت میں دینداری ہے۔ یہ دین کے احیاء کے لئے زندہ ہے۔ یہ مال و دولت بھی چاہتا ہے آسائش وراحت کا بھی خواہاں ہے۔ مگر صرف اس لئے کہ اللہ کے دین کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا سکے۔ اصل مقصود اور نصب العین حصول دین اور دین کی اشاعت ہے یعنی یہ اگر آزادی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو صرف دین کے لئے تاکہ خدا کی پرستش کے آزادانہ مواقع حاصل ہو سکیں۔ اور اس لئے کہ الحاد پھیلے ۔۔۔ وہ آزادی جو غلط اور غیر شرعی وسائل سے حاصل کی جائے گی۔ مسلمان کے لئے مفید نہیں۔

حل لغات: لِيُضِلُّوْا۔ لام نتیجہ یا عاقبت کے لئے ہے یعنی ان کی دولت و ثروت کا آخر یہ نتیجہ ہے کہ لوگ گمراہ ہوں۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّ
عَدْوًا ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ
قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ
اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝
٩١ - آٰلْــٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ
مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝
٩٢ - فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ
لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ
النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝
٩٣ - وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ
صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ
فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ

ع ٩

تو فرعون اور اُس کا لشکر بھی شرارت اور زیادتی
سے اُن کے پیچھے ہو لیا، تا آنکہ جب فرعون ڈوبنے لگا
تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ
جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں
مسلمانوں میں ہوں ○
٩١ - اب یوں بولا! اور پہلے نافرمان رہا، اور تو
مفسدوں میں تھا ○ ف۱
٩٢ - سو آج ہم تیری لاش کو بچائیں گے تاکہ تو
اپنے پچھلوں کے لئے نشان ہو، اور البتہ اکثر
بہت لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ○ ف۲
٩٣ - اور ہم نے بنی اسرائیل کو پسندیدہ جگہ ملک شام
میں جگہ دی، اور اُن کو ستھری چیزیں کھانے کو دیں
سو اُن میں اختلاف نہیں ہوا جب تک کہ اُن کو خبر نہ پہنچی

فرعون کا حال

ف۱

ایمان اُس وقت تک قبول ہے جب
تک جسم میں جان ہو۔ موت کے یقینی
علامات و آثار کا ظہور نہ ہوا ہو۔ کیونکہ
مقصد عمل ہے۔ اور جب عمل کی تمام
اُمیدیں ہی منقطع ہو جائیں۔ تو پھر ایمان کی
کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے ●

فرعون عمر بھر تو خدا کی گستاخی میں
مشغول رہا۔ اور جب قلزم میں غرق ہونے
لگا۔ موت سامنے دکھائی دینے لگی۔ اس
وقت تضرع و زاری کرنے لگا ●

اللہ نے فرمایا اُس وقت جب کہ یاس و
قنوط کے بادل تمہارے متعلق دل پر چھا جائے
ہوں۔ ایمان وقت پر مقبول نہیں ●

ف۲

فرعون کو ڈبا کر مار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ
نے مزید رسوائی اور عبرت کے لئے اُسے
پانی سے باہر نکال پھینکا۔ تاکہ بنی اسرائیل
اُس پرشکوہ انسان کی لاش کو اپنی آنکھوں
سے دیکھیں۔ جو اس سے قبل کبر و غرور
کے فرش پر متمکن تھا۔ آج وہ عذاب الٰہی
کی وجہ سے بے حس و حرکت پڑا ہوا
ہے ●

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○
۹۴- فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنْزَلْنَآ
إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ
الْمُمْتَرِينَ ○
۹۵- وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ○
۹۶- إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
لَا يُؤْمِنُونَ ○
۹۷- وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا
الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ○

اُن کی اختلافی باتوں کا فیصلہ قیامت کے
دن تیرا رب کرے گا ○
۹۴ - سو اے محمدؐ! جو کچھ ہم نے تیری طرف
نازل کیا، اگر تجھے اُس میں شک ہے تو اُن
سے پوچھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے تھے
بیشک تیرے رب کی طرف سے تیری طرف حق آ چکا ہے
تو تُو ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہو ○ ف ۱
۹۵ - اور اُن میں نہ ہو جو اللہ کی آیتیں جھٹلاتے
ہیں، ورنہ تُو زیاں کاروں میں ہو گا ○
۹۶ - جن پر تیرے رب کی بات ٹھیک آ گئی وہ
ایمان نہ لائیں گے ○
۹۷ - اگرچہ اُن کے پاس سارے معجزات کیوں نہ آئیں
یہاں تک کہ وہ دُکھ کا عذاب دیکھیں ○

ف ۱

قرآن حکیم کا انداز بیان ہے کہ مخاطب
حضورؐ کو کیا جاتا ہے۔ اور مقصود دوسرے
ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ ترجمان وحی ہیں
اور انسانیت کے وکیل بھی۔ اس لئے
اللہ تعالیٰ بالعموم انہیں سے تخاطب
فرماتے ہیں۔ ورنہ آنحضرتؐ شک و ریب
سے پاک ہیں۔ وہ سراسر یقین و
ایمان ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ، سعید
بن جبیرؓ، قتادہ اور حسن بصری سے روایت
ہے کہ لَمْ يَشُكَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی
حضورؐ کو کبھی شک نہیں پیدا ہوا۔ اور
خود فرمایا ہے۔ جو دوسروں کو ایمان و یقین
کی نعمتیں بانٹ رہا ہے۔ جو دلوں کو نور
معرفت سے اجاگر کر رہا ہے۔ کیا وہ خود
مشتبہ ہو سکتا ہے۔
غرض یہ ہے کہ قرآن سابقہ کتب کا
مؤید ہے۔ تورات و انجیل میں صدہا
پیش گوئیاں موجود ہیں۔ جو قرآن کی
صداقت پر دال ہیں۔

حَلِّ لُغَات

حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ۔ یعنی
جن کی فطرت کے متعلق پہلے سے علم
ہے۔ کہ وہ حق کی طرف رجوع نہیں کریں گے
وہ کیونکر ایمان کی دولت سے بہرہ ور
ہو سکتے ہیں۔

۹۸ - فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا
اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ
اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى
حِيْنٍ ○
۹۹ - وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي
الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ
تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○
۱۰۰ - وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى
الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ○
۱۰۱ - قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ

۹۸ - پھر کیوں نہ ہوئی کوئی اور بستی کہ جو عذاب دیکھ کر
ایمان لائی ہو اور اس کے ایمان نے اس کو نفع دیا ہو مگر
قوم یونس (کا یہ حال ہوا) کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے
حیات دنیا کی رسوائی کا عذاب ان سے ہٹا دیا، اور ایک
وقت تک انہیں فائدہ پہنچایا ○ ف۱
۹۹ - اور اگر تیرا رب چاہتا، تو سب لوگ جو زمین میں
ہیں اکٹھے ایمان لے آتے۔ پس کیا تو آدمیوں
پر جبر کرتا ہے کہ وہ مومن ہو جائیں ○
۱۰۰ - اور کسی سے ہو نہیں سکتا کہ بغیر اذن خدا کے
ایمان لائے اور وہ ان پر ناپاکی ڈالتا ہے
جو نہیں سمجھتے ○ ف۲
۱۰۱ - تو کہہ، دیکھو تو آسمان اور زمین میں کیا کچھ ہے
مگر نشانیاں اور ڈرانے والے ان کے کچھ کام نہیں

قوم یونس۴

ف۱ لولا تحضیض ہے۔ فہلا کے معنوں میں
جیسا کہ حضرت ابی اور عبداللہ بن مسعود کے مصحف
میں تصریح ہے۔

غرض یہ ہے کہ تباہ شدہ قوموں نے آخری وقت
ایمان و توبہ کا اظہار نہیں کیا۔ آیت میں اظہار
حسرت ہے۔ کہ کیوں ان قوموں کو توفیق نہ ہوئی
اور کیوں عذاب الٰہی سے نہ بچ گئے۔

الا قوم یونس میں الا منقطع ہے۔ غرض
یہ ہے کہ صرف یونس کی قوم ایسی ہے جس نے عذاب
کے علامات و آثار دیکھ کر خالص توبہ کی۔ اور ان پر سے
اللہ نے عذاب دور کر دیا۔

یہ غلط فہمی رہے کہ قرآن نے کسی عذاب کی پیشگوئی
کو دور نہیں فرمایا۔ ارشاد صرف یہ ہے کہ قوم یونس کی
نافرمانی کی وجہ سے عذاب کے علائم و آثار ظہور
پذیر ہوئے۔ مگر وہ سنبھل گئے۔ چونکہ مقصد عذاب میں
مبتلا کرنے کا نہ تھا۔ اس لئے معاف کر دیئے گئے۔
سابقہ پیشگوئی کا تقاضا یہ تھا۔ کہ وہ بہر حال
پوری ہو کر رہتی۔ کیونکہ پیشگوئی کے معنے یہ ہیں
کہ اللہ کو خوب معلوم ہے۔ کہ وہ آخر تک ایمان
کی نعمت سے محروم رہیں گے۔ لہذا خلف
وعید کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ف۲

مشیت و اذن الٰہی کے دو معنے ہیں، ایک کا
تعلق تکوین سے ہے۔ ایک کا تشریع سے۔ اللہ
کے نزدیک پسندیدہ تو یہی ہے، کہ سب لوگ ایمان
لے آئیں۔ مگر تکوین میں اس نے اختلاف رائے کو
باقی رکھا ہے۔ تاکہ حق و باطل میں امتیاز قائم رہے

(باقی بر صفحہ ۵۲۵)

عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○
١٠٢ - فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ
فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
الْمُنْتَظِرِيْنَ ○
١٠٣ - ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
١٠٤ - قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ
شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚۖ وَ
اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
١٠٥ - وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

آتے، جو نہیں مانتے ○
١٠٢ - سو وہ اور کیا انتظار کرتے ہیں مگر یہی کہ
پہلے مرسلوں کے سے دن آئیں تو کہہ،
تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ
منتظر ہوں ○
١٠٣ - پھر ہم اپنے رسولوں اور مومنین کو بچا لیتے ہیں
اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ ہم مومنین کو بچالیں ○
١٠٤ - کہہ! اگر تم میرے دین کی نسبت شک میں
ہو، تو میں اُن کو جنہیں تم خدا کے سوا پوجتے
ہو نہیں پوجتا۔ لیکن اُس اللہ کو پوجتا
ہوں، جو تمہیں وفات دیتا ہے، اور مجھے
حکم ملا ہے، کہ میں ایمانداروں میں ہوں ○
١٠٥ - اور یہ حکم ملا کہ اپنا مُنہ دین کے لئے یکطرفہ

ع ١٠

اسی طرح اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ سے
مقصود یہ ہے، کہ ایمان کے لئے
جہاں تک آسانیوں اور توفیق و
تسہیل کا تعلق ہے۔ وُہ اللہ کی
تکوین کا نتیجہ ہے۔ اس لئے
وُہ شخص جو ان وسائل ہدایت سے
محروم ہے۔ ہدایت قبول نہیں
کرسکتا۔ غرض یہ ہے، کہ آپ
ان لوگوں کی گمراہی پر غم نہ کریں
اختلاف رائے مشیت ایزدی
ہے۔ یہ باقی رہے گا۔ البتہ

تلقین و دعوت کا دامن ہاتھ
سے نہ چھوٹے ۔

حلِّ لغات

كَشَفْنَا ۔ کھول دیا۔ یعنی عذاب کے
بعض دواعی و علائم سے دوچار
ہو چکے تھے ۔
مِثْلَ اَيَّامِ ۔ عذاب کے
دن ۔

حَنِيفًا ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝
١٠٦ - وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا
يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ
فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝
١٠٧ - وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا
كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِدْكَ
بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ
بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝
١٠٨ - قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ
الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدَىٰ
فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ
ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا

ہوکر قائم رکھ، اور مشرکوں میں نہ ہو ۝
١٠٦ - اور اللہ کے سوا انہیں جو تیرا بھلا برا
نہ کریں، مت پکار۔ پھر اگر تو ایسا کرے گا،
تو تو بھی اس وقت ظالموں میں ہو جائے گا ۝ ف١
١٠٧ - اور جو اللہ تجھے کچھ مصیبت پہنچائے تو اس
کے سوا کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور جو
تیرے ساتھ بھلائی کرنا چاہے تو کوئی اس کے فضل کا
روکنے والا نہیں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اپنا
فضل پہنچائے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ ف٢
١٠٨ - تو کہہ، لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ
سے کلام حق آیا۔ اب جو کوئی راہ پر آگئے، تو
وہ (اپنی) جان کے لئے راہ پر آتا ہے اور جو
گمراہ ہو، تو وہ اپنی جان پر گمراہ ہوتا ہے اور

اعلانِ توحید!

ف١ کہنے والے چاہتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ہم نوا ہو کر بت پرستی اور شرک کی تائید کریں۔ ان آیات کے بموجب حضورؐ نے کھلے لفظوں میں ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ مجھ سے تمہیں اس قسم کی توقع نہ رکھنی چاہئے۔ میں تمہارے بتوں کے سامنے نہیں جھک سکتا۔ میری پیشانی تو اس خدا کے سامنے جھکے گی۔ جس کے قبضہ قدرت میں میری اور تمہاری جان ہے۔ مجھے اللہ کی جانب سے یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ ہر آن مومن رہوں۔ اور خلوص کے ساتھ توحید سے وابستہ رہوں۔ میں ان خداؤں کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ جن کے ہاتھ میں نفع و ضرر کی کنجیاں نہیں۔ جو خود سراپا احتیاج ہیں۔ جو نہ نفع پہنچا سکیں۔ اور نہ ضرر سے بچا سکیں۔ کیونکہ یہ انسانی عقل و دانش، انسانی شرافت و عظمت اور انسانی عزت و حرمت پر ظلم ہے۔ کہ ایک فضائل انسان کو بے جان اور غیر متحرک بتوں کے سامنے جھکایا جائے۔ وہ انسان جو اس لئے پیدا ہوا ہے، کہ کائنات میں حکومت کرے، اور اللہ کا نائب و خلیفہ ثابت ہو۔ وہ اگر دنیا کی حقیر اور بے حقیقت چیزوں کے سامنے جبین عقیدت خم کردے۔ تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے؟

ف٢

مضرت اور نفع رسانی کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے مختص ہے۔ کوئی شخص انسانی مشکلات میں چارہ سازی کا اہل نہیں۔ تنہا اور حقیقی کارساز وہی خدا ہے جس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ اور جو سب کو مناسب طور پر رزق دیتا ہے۔

حل لغات۔ حنیفا۔ اخلاص و توحید کا حامل۔

اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝

۱۰۹- وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ
وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۱۲۳) رُكُوْعَاتُهَا (۱۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ
ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ
خَبِيْرٍ ۝

۲- اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ
لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝

۳- وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

میں تمہارا وکیل نہیں ہوں ۝ ف۱

۱۰۹- اور تو اسی پر چل جو تجھ پر وحی کی جاتی ہے
اور ثابت قدم رہ، یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے
اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۝ ع ۱۱

سُوْرَۃُ ھُوْد

مکی — آیتیں ۱۲۳ — رکوع ۱۰

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- الٓر۔ یہ کتاب جس کے دلائل و آیات مضبوط
ہیں پھر تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں حکمت والے
خبردار کی طرف سے ہے ۝ ف۲

۲- کہ تم اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو میں تمہارے تئیں
اس کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ۝

۳- اور کہ تم اپنے رب سے مغفرت چاہو، پھر

ف۱

غرض یہ ہے، کہ اسلام ایک صداقت ہے
اللہ کی نعمت ہے۔ اب جو اسے قبول کرتا ہے
اپنی عاقبت سنوارتا ہے۔ اللہ اس کے قبول
پر کوئی احسان نہیں کرتا۔ اور جو گمراہ ہے، منکر ہے
اس کا نتیجہ بد اور نقصان بھی وہی اٹھائے گا
نبی یا پیغمبر اس کا ذمہ دار نہیں ۔

ف۲

قرآن حکیم کی دو خصوصیتیں بیان فرمائی ہیں،
ایک احکام، دوسری تفصیل ۔
احکام سے غرض یہ ہے، کہ قرآن حکیم نظم و
ترتیب کے لحاظ سے اس انداز کا حامل ہے کہ
انسانی دخل کا اس میں امکان نہیں۔ نہایت محکم
اور عجیب طرز بیان ہے ۔
تفصیل سے مراد فواصل آیات کا بیان ہے
اور یا ضروریات دین کا موقع موقع اظہار ۔
یعنی آیات کے فواصل و کلمات قرآن حکیم میں
نہایت دلکش وزن اور عجیب طرز کے ساتھ
واقع ہوئے ہیں۔ جن کے ادا کرنے میں ایک
خاص قسم کے ترنم اور سامعہ نوازی کا سامان
موجود ہے۔ اور یا یہ غرض ہے، کہ جس قدر دینی
دنیوی ضروریات ہیں۔ قرآن ان سب پر
حاوی ہے ۔

حلِّ لغات

وکیل۔ ذمہ دار ۔

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا
حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ
كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۚ وَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝
٤ ۔ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝
٥ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ
لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۚ اَلَا حِيْنَ
يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا
يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ۝

اُس کی طرف توبہ کرو۔ کہ مقررہ وقت تک وہ
تمہیں اچھا فائدہ دے گا۔ اور ہر بزرگی والے
کو اس کی بزرگی بخشے گا۔ اور جو تم پھر جاؤ گے
تو میں تمہاری نسبت بڑے دن کے
عذاب سے ڈرتا ہوں ۝ ف۱
۴ ۔ تمہیں اللہ کی طرف جانا ہے اور وہ
ہر شے پر قادر ہے ۝
۵ ۔ سنتا ہے، یہ کافر خدا سے چھپنے کے
لئے اپنے سینے لپیٹتے ہیں۔ سنتا ہے،
جب وہ اپنے کپڑے لپیٹتے ہیں،
خدا اُن کی خفیہ و ظاہری باتوں سے
خبردار ہے۔ وہ دلوں کی بات
جانتا ہے ۝ ف۲

ف۱

توحید کے بعد اسلامی تعلیمات میں توبہ و استغفار کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے، جو یہاں توبہ و استغفار کو توحید کے بالکل بعد بیان فرمایا ہے۔

غرض یہ ہے، کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر وقت اپنے گناہوں کا جائزہ لیتا ہے۔ اور اس مرکز قدس سے اکتساب خیر میں معروف رہے۔ کیونکہ گناہوں کا احساس ہی نیکی کی طرف پہلا قدم ہے۔ جو شخص گناہوں کو محسوس نہیں کرتا۔ وہ نیکی کی جانب کبھی منقلب نہیں ہو سکتا۔

ف۲

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ گناہوں کو اللہ سے چھپا سکتے ہیں۔ اس آیت میں اس خیال کی تردید ہے۔ وہ دل کے بھیدوں سے آگاہ ہے۔ اس لئے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔

حلِّ لغات

يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ۔ اعراض سے کنایہ ہے۔ یعنی منافقین کلام الٰہی کو عمداً نہیں سننا چاہتے۔ حضورؐ کو دیکھ پاتے ہیں، تو منہ پھیر لیتے ہیں۔ کہ کہیں کلمۂ حق کان تک نہ پہنچ جائے۔

۶ - وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ
إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ
مُّبِينٍ ۝

۶ - اور زمین میں کوئی چلنے والا نہیں ہے مگر اُس کا رزق خدا کے ذمہ ہے اور وہ اُس کا مسکن اور ٹھکانا جانتا ہے۔ سب کھلی کتاب میں ہے ۝ ف۱

۷ - وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ
عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ
أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِن قُلْتَ إِنَّكُم
مَّبْعُوثُونَ مِن بَعْدِ الْمَوْتِ
لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ
هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

۷ - اور وُہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ اور اُس کا تخت پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون عمل میں اچھا ہے۔ اور جو تُو کہے کہ تم مرنے کے بعد پھر اٹھو گے۔ تو البتہ کافر کہیں گے۔ کہ یہ بات تو صاف جادو ہے ۝ ف۲

۸ - وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ
إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ

۸ - اور اگر ہم ایک مُدت مقررہ تک اُن سے عذاب روکتے ہیں تو ٹھٹھے سے کہتے ہیں

رزق خدا کے ہاتھ میں ہے!

ف۱

اگر لوگ اس حقیقت کو جان لیں کہ رزق کی کشائش اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے۔ تو بہت سے گناہوں سے بچ جائیں۔ طمع اور بے جا حرص کی تمام آلودگیاں۔ فتنہ و فساد کی بیشتر صورتیں اس فلسفہ سے ناآشنائی کا نتیجہ ہیں۔ اللہ کا مائدہ فضل و رحمت اس درجہ وسیع ہے۔ کہ اس میں کافر و مومن کی کوئی تمیز نہیں۔ وہ سب کو یکساں دیتا ہے ے

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خور داری!

بلکہ اس عموم کو اس درجہ وسعت ہے کہ ہر جاندار جو صفحۂ ارض پر موجود، اس کی رزاقیت سے بہرہ ور ہے۔ ے

چناں پہن خوان کرم گسترد
کہ سیمرغ در قاف روزی خورد

ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ تاریکی اور ظلمتوں میں دیتا ہے۔ بچپن میں جب منہ میں دانت نہیں ہوتے۔ ہاتھ پاؤں جد و جہد حیات کے قابل نہیں ہوتے۔ ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کر دیتا ہے۔ اندھوں کو دیتا ہے، اپاہج اس کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہیں۔ پتھر میں جو کیڑا ہے، اس کی غذا بھی اس کو پہنچاتا ہے۔ ان حقائق و واقعات کی روشنی میں انسان کے لئے کتنا بڑا یقین اور ایمان کا سامان موجود ہے۔

خدا کو رازق ماننے کے معنی یہ نہیں کہ ہم دنیا میں روٹی کے لئے کسی شخصیت اور دولت کے محتاج نہیں ہم صرف اللہ کے مشکور و شاکر رہیں گے۔ اور رزق الٰہی کو ذریعہ نہیں، کہ وہ ہمیں بھولی ہوئی ہے۔ کیونکہ ہمیں مراد علم کی لوح محفوظ ہے۔

ف۲

یعنی کائنات کی ابتدا پانی سے ہے۔ (باقی بر صفحہ)

مَا يَحْبِسُهُ ۚ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ
لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ
بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○
۸ - وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً
ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ
كَفُورٌ ○
۹ - وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ
لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ
إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ○
۱۰ - إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ○
۱۱ - فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ

کہ کس چیز نے اُسے روک رکھا ہے جونہی کہ اُنھیں آئے
جس دن اُن پر عذاب آئے گا وہ اُن کی طرف سے موڑا نہ جائیگا
اور جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے وہی انہیں گھیر لے گی ○
۸ - اور ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت چکھائیں
پھر اُس رحمت کو اُس سے چھین لیں تو وہ ناامید
ناشکرا ہوتا ہے ○
۹ - اور اگر ہم اُسے تکلیف کے بعد جو اُسے پہنچے
نعمتیں چکھائیں تو کہتا ہے کہ میری سختیاں چلی گئیں
تو وہ خوشی کرنے والا شیخی خورا ہے ○
۱۰ - مگر جو ثابت قدم اور نیک اعمال ہیں
اُنھیں کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب
ہے ○
۱۱ - سو اے محمدؐ کہیں تم وحی کی باتیں جو تجھ پر نازل

کیا گیا ہے۔ تاکہ بہترین اعمال
سے زمین کو رشک فردوس بنا دو۔

حلِ لُغات

دَآبَّة - ہر جاندار زمین پر چلنے
والا۔
مُسْتَقَرّ - جائے قرار۔
مُسْتَوْدَع - جہاں سونپا جائے،
امانت گاہ۔
أُمَّة - مدت، زمانہ۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ
حَيٍّ۔ علم الحیات کے ماہرین بے شمار
تجارب اور افکار کے بعد اس نتیجے
پر پہنچے ہیں۔ کہ زندگی کی ابتداء اُن حیوانات
سے ہوتی ہے۔ جو مسکن آب۔ قرآن
نے نہایت بہتر الفاظ میں علم الحیات
کے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ کہ خدا
کا عرش بھی حکومت ابتداءً پانی سے
وابستہ تھا۔
لِيَبْلُوَكُمْ میں مقصد حیات کی طرف
اشارہ ہے۔ یعنی تمہیں اس لئے پیدا

إِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ أَنْ
يَقُولُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ
جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَآ أَنتَ نَذِيرٌ ۚ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيلٌ ۝
۱۳- أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا
بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ
وَّادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ
اللّٰهِ إِن كُنتُمْ صٰدِقِينَ ۝
۱۴- فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوٓا أَنَّمَآ
أُنزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَن لَّآ إِلٰهَ إِلَّا
هُوَ ۚ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝
۱۵- مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ

تو کہیں چھوڑ بیٹھے گا۔ اور تیرا دل اس سے تنگ
ہو جائیگا اس خیال سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس پر خزانہ کیوں
نہ نازل ہوا۔ یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔ تو تو
ڈر سنانے والا ہے اور اللہ ہر شے پر وکیل ہے ○ ف۱
۱۳ - کیا کہتے ہیں کہ اس نے جھوٹ اٹھا لیا ہے۔ تو کہہ
ایسی جھوٹ بنائی ہوئی تم دس ہی سورتیں لے آؤ
اور خدا کے سوا جسے پکار سکتے ہو، پکار لو
اگر سچے ہو ○ ف۲
۱۴ - پھر اگر تمہاری بات نہ کریں تو جانو کہ یہ اللہ کے
علم سے نازل ہوا ہے اور یہ کہ اس کے سوا
اور کوئی معبود نہیں پس اب تم حکم مانتے ہو؟ ○
۱۵ - جو کوئی حیات دنیا اور اس کی زینت کا طالب
ہے ہم اسے دنیا میں اس کے اعمال کا بدلہ دیں گے

خزائن رحمت کی فراوانی

ف۱

حضورؐ شفقت و رحمت کے پیکر تھے تمام تکالیف جو دعوت تبلیغ کی راہ میں پیش آتیں، بخندہ پیشانی برداشت کرتے، قوم کی مخالفت کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرتے، گالیاں، پھبتیاں اور طعن کو سنتے اور صبر کرتے۔ دن رات قوم کی اصلاح کے درپے رہتے مگر جب خدا اور صحیح مذہب کے ساتھ دشمنی دیکھتے، تو بمقتضائے فطرت آپ کو تکلیف محسوس ہوتی۔ اور اس وقت آپ باوجود تحمل و برداشت کے گھبرا اٹھتے۔ کیونکہ قوم جب تک بے علم رہے جاہل اور ناآشنا ہو تو مرشد کامل کا فرض ہے کہ اسے سمجھائے مگر جب جان بوجھ کر بار بار مخالفت معاندت کی جائے اس وقت ایک مخلص راہنما کو طبعاً دکھ ہوتا ہے۔ اور یہ دکھ نتیجہ ہوتا ہے انتہائی خلوص و ہمدردی کا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین تھے کبھی کبھی ان لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے بے چین ہو جاتے۔ اور بالخصوص جب کہ وہ اس قسم کے طعنے سنتے کہ یہ کیسا رسول ہے۔ جس کے پاس مال و دولت کے خزائن نہیں، جو خود فرشتہ ہے۔ اور نہ جس کے پاس فرشتے دکھائی دیتے ہیں، آپ زیادہ اذیت محسوس کرتے، کیونکہ اس مطالبہ میں ہدایت و سعادت کا کوئی جذبہ نہیں۔ جو کا مقصد ہر مقصد محض حضورؐ کو ستانا اور چھیڑنا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا۔ آپ کے پاس ہر وقت برکات و فیوض کے خزائن تھے اور فرشتے آپ کے جلو میں رہتے۔ حضورؐ کے پاس دولت ایمان کی اس قدر فراوانی تھی کہ تشنہ عالم سیر ہو جائے اور ختم نہ ہوتی۔ بزرگی و حشمت کے اس درجہ آپ مالک تھے کہ فرشتے آپ کے حضور میں آنا موجب افتخار سمجھیں۔

ف۲

نبی کی نبوت پر زندہ دلیل وہ کلام ہے جس کو اس نے دنیا کے سامنے پیش کیا جس کے شوشے شوشے میں حکمت و معرفت کے دریا موجزن تھے جس میں (باقی بر صفحہ ۵۳۲)

فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ○
١٦- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي
الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا
صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ○
١٧- أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ
وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ
كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ
يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ
مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ
فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ
الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ○

اور اس میں اُنہیں نقصان نہ ہوگا ○
١٦ - یہ وُہی ہیں جن کا حصہ آخرت میں سوائے
آگ کے اَور کچھ نہیں۔ اور ان کے
اعمال آخرت میں ضائع و باطل
ہیں ○
١٧ - بھلا ایک شخص جو اپنے رب کی کھلی دلیل پر ہے
اور اس کے ساتھ ساتھ ایک گواہ بھی اللہ کی طرف سے
ہے اور اس کے آگے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت
ہے وہی اُس پر ایمان لاتے ہیں اور جو بھی فرقوں
میں سے قرآن کا منکر ہے سو اُس کے وعدہ کی جگہ آگ
ہے۔ پس تُو اے محمدؐ، قرآن کی نسبت شک میں نہ
رہ، وُہ تیرے رب سے حق ہے۔ لیکن بہت
لوگ ایمان نہیں لاتے ○ ف١

(بقیہ حاشیہ)

فصاحت و بلاغت کے سمندر موجزن ہیں۔ جس کی ہر آیت زندگی کا ایک عنوان ہے۔ کائنات کی تشریح ہے۔ جس کے نظام میں زندگی اور زندگی کا پروگرام ہے۔

ان آیات میں تمام دُنیائے علم کو دعوت مقابلہ دی گئی کہ لو قرآن جیسی دس آیتیں پیش کرے۔ جن میں قرآن کی سی خوبیاں ہوں۔ قرآن کی سی فصاحت و بلاغت ہو۔ قرآن کی سی جامعیت ہو۔ قرآن کی سی معنویت ہو۔ چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ قرآن کا اب بھی یہ دعویٰ موجود ہے۔ مگر کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک شخص نے بھی معاندین میں سے قرآن کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کی۔ قرآن کا جواب انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قرآن اس خدا کا کلام ہے جو اپنی صفتوں میں لا شریک ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس کے کلام کا مقابلہ کیا جا سکے۔

قرآن خود دلیل ہے اپنی صداقت کی!

ف١

حضورؐ نے جو دین پیش کیا۔ وہ دلائل و براہین کا دین ہے اس میں کوئی بات ایسی نہیں، جو محض تقلید کا نتیجہ ہو۔ سابقہ کتب میں اس دین کی تصدیق موجود ہے۔ یا یوں کہئے کہ تمام سابقہ دین اسلام کے لئے بمنزلہ تمہید کے ہیں۔ اسلام اُس نقطۂ اعتدال و توازن کا نام ہے۔ جو افراط و تفریط کے ناہموار خطوط کے درمیان واقع ہے۔

وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ قرآن کی ایک خصوصی صفت پر دال ہے۔ یعنی قرآن کی صداقت پرکھنے کے لئے بیرونی شہادتوں اور گواہیوں کی ضرورت نہیں۔ قرآن کا لفظ لفظ نقطہ نقطہ، اور حرف حرف خود دلائل و براہین کا مجموعہ ہے۔ اگر دیدۂ بصیرت ہو، فطرت سعید ہو، اور عربی کا صحیح ذوق ہو تو محض قرآن کی تلاوت ہی کافی ہے۔ یہ خود سراپا سچائی ہے اور سچائی کی دلیل۔

حل لغات:- شَاهِدٌ۔ گواہ، دلیل، شہادت۔

۱۸ - وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ
عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ
هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝
۱۹ - الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝
۲۰ - اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى
الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ
الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ
السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝

۱۸ - اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر
جھوٹ باندھے۔ وہ لوگ اپنے رب کے سامنے
پیش ہوں گے۔ اور گواہ کہیں گے۔ یہی
ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا
تھا۔ سُنتا ہے ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ۝ ف۱
۱۹ - جو اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے، اور
اُس میں کجی تلاش کرتے ہیں۔ اور وہ
آخرت کے منکر ہیں ۝
۲۰ - وہ ملک میں (بھاگ کر) تھکا نہ سکیں
گے۔ اور اللہ کے سوا اُن کا کوئی
دوست نہ ہوگا۔ اُن کو دُونا عذاب
ملے گا۔ اس لئے کہ وہ دیکھتے
نہ تھے ۝ ف۲

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

ف۱

قرآن حکیم افترا علی اللہ کو بدترین ظلم ٹھہراتا
ہے۔ اس کے نزدیک خدا پر جھوٹ باندھنا
نہایت مذموم فعل ہے۔ اس لئے وہ شخص
جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان موجود ہے،
نبوت کا ذب کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ وہ جھوٹا
مدعی مجنون ہوگا۔ خلل دماغ کی وجہ سے ایسی باتیں
کرتا ہے۔ یا انتہا درجے کا بدمعاش ہوگا جس
کے دل میں بالکل خوف خدا نہ ہو۔ جو مذہب کو
محض فریب جانتا ہو۔ یہ ضرور نہیں کہ ایسا شخص
بظاہر بھی برا معلوم ہو۔ البتہ اگر آپ نقاب اٹھا
دیں۔ اور اصل چہرے کو دیکھنے کی کوشش کریں
تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ چہرہ جھوٹے
اور فریبی انسان کا ہے۔ جسے صوفی تقدس کے
نقاب نے چھپا رکھا تھا۔

ف۲

دُوہرے عذاب سے یہ غرض نہیں کہ ان کو
استحقاق سے زائد عذاب میں مبتلا کیا
جائے گا۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ ان کا جرم
چونکہ دوہرا ہے۔ یعنی وہ منکر بھی تھے، اور
خدا کی راہ سے دوسروں کو روکتے بھی تھے،
اس لئے انہیں عذاب بھی دُگنا دیا
جائے گا۔

۲۱- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ
وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○
۲۲- لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ
الْأَخْسَرُونَ ○
۲۳- إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ
فِيهَا خَالِدُونَ ○
۲۴- مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَ
الْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ
يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○
۲۵- وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ
إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○

۲۱- یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو نقصان
میں ڈالا، اور جھوٹ جو باندھا تھا اُن سے گم ہو گیا ○
۲۲- بے شک وہ آخرت میں سب سے زیادہ
زیاں کار رہیں ○ ف۱
۲۳- جو ایمان لائے، اور نیک کام کئے،
اور رب کے سامنے عاجزی کی
وُہی بہشتی ہیں۔ وہ اُس میں ہمیشہ
رہیں گے ○ ف۲
۲۴- دو فرقوں (مومن کافر) کی ایسی مثال ہو جیسے
اندھا اور بہرا اور دیکھتا اور سنتا۔ کیا مثال
میں دونوں برابر ہیں، کیا تم دھیان نہیں کرتے ○ ف۳
۲۵- اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔
کہ میں تمہارے لئے صریح ڈرانے والا ہوں ○

ف۱

یعنی ان کی افترا پردازی محض بے نتیجہ ہے یعنی عقبیٰ میں جب مشاہدۂ حق ہوگا۔ اور خدائے علیم کے حضور میں پہنچیں گے، تو سب طرح کی چالاکیاں بھول جائیں گی۔ اور کوئی جھوٹ کسی طرح اُن کے کام نہ آسکے گا۔

ف۲

اِخبات کے معنی خشوع و عاجزی کے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفس کو اللہ کے لئے ترک کر دیں اور پھر اس ایثار پر مطمئن بھی ہوں۔ تکلیف اور مصیبت کو خدا کی راہ میں برداشت کریں۔ اور اس کے بعد خوش بھی ہوں، یہ لوگ بہشتی ہیں، اور خدا کی رضا کو حاصل کرنے والے۔

ف۳

مسلمان بصارت اور بصیرت کا مالک ہے، کافر کی آنکھیں نہیں۔ مسلمان گوش شنوا رکھتا ہے۔ منکرین حق نیوشی اور بصیرت کی نعمت سے محروم ہیں۔ یعنی مسلمان کبھی حقائق و واقعات کا انکار نہیں کرتا۔ آنکھوں سے دیکھتا اور کانوں سے آواز سنتا ہے۔ منکروں کو تعصب کی وجہ سے صداقت میں روشنی نظر نہیں آتی۔ عناد و جہالت نے روشن ترین دلائل کو وہ نہیں دیکھتے۔ کانوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ دونوں استعداد کے لحاظ سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ مسلمان کے دل میں بصیرت کی روشنی اور چمک ہے۔ گوش حق نیوش ہے۔ مگر منکرین ان نعمتوں سے محروم ہیں۔

حل لغات

لا جرم۔ بے شک۔ اخبتوا۔ قلبی طور پر۔

۲۶ - اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۚ اِنِّیْٓ
اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ○
۲۷ - فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ
قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا
وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ
هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا
نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ
بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ○
۲۸ - قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ
عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ
رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ
عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ
لَهَا كٰرِهُوْنَ ○

۲۶ - کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ میں تمہاری
نسبت دُکھ دینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○
۲۷ - اُس کی قوم کے سردار کافروں نے کہا،
ہم تجھے اپنی ہی مانند ایک آدمی دیکھتے ہیں
اور ہم تیرے تابع اُن لوگوں کے سوا نہیں دیکھتے
جو ہملے کمینے ظاہری سمجھ کے آدمی ہیں اور ہم
تم میں اپنی نسبت کچھ فضیلت نہیں دیکھتے
بلکہ ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو ○ ف۱
۲۸ - وُہ بولا اے قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے
رب کی طرف سے حجت پر ہوں۔ اور اس نے
مجھ پر رحمت کی ہے۔ پھر یہ کیفیت تمہاری
آنکھوں سے پوشیدہ کی گئی، تو کیا ہم وہ حجت
زبردستی تمہارے سر چپیٹ دیں اور تم اسے ناپسند ہی کئے جاؤ ○

حضرت نوحؑ کی قوم کے دو اعتراض! ف۱

انبیاء کے متعلق یہ پرانا خیال ہے کہ انہیں فوق البشر ہونا چاہئے۔ علت بشریت کو منصب نبوت کے منافی قرار دینا قدیم سے شیوۂ کفر و انکار رہا ہے۔ یہ اعتراض بھی قدیم ہے، کہ ابتداءً دعوت کو لبیک کہنے والے غریب اور مفلس لوگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ نے جب قوم کو ہدایت کی جانب بلایا، اور کہا کہ مسلک توحید پر گامزن ہو جاؤ۔ صدق و حق کے حق بعد میں تم پنپ نہیں سکو گے۔ قدرت کا اٹل فیصلہ ہے کہ جو قومیں قانون فطرت کو ٹھکرائیں، انہیں زندہ رہنے کا کوئی استحقاق نہیں۔ قوم کے اکابر نے اس دعوت کو نہایت شوخ چشمی سے کہا۔ تم میں اور ہم میں امتیاز ہی کیا ہے۔ تم بھی ایک عزت مند انسان، اور ہم بھی انسان پھر تمہیں اشراف قوم نے ٹھکرا دیا ہے۔ چند نچلے لوگوں نے تمہاری اطاعت قبول نہیں کی، کیا چند ذلیل لوگوں میں شامل ہونے کے لئے ہمیں دعوت دیتے ہو۔ کیا ہم ایمان لاکر ان کی طرح ذلیل ہو جائیں؟

بعد کی آیات میں ان دونوں اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے، کہ قرآن حکیم نے قوم نوحؑ کے اعتراضات نقل کر کے حضورؐ کو گویا فرمایا ہے، کہ جس طرح انسان کی حقیقت ایک ہے۔ اسی طرح کفر بھی یکساں طور پر چلا آ رہا ہے۔ ابتداء سے لے کر اب تک کفار کی ذہنیت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ○

حلِّ لُغات

بَادِیَ الرَّاْیِ۔ اول نظر یعنی بظاہر ○
عُمِّیَتْ۔ عمایت سے ہے۔ یعنی اس معاملہ تمہارے جہل میں آیا ہے ○

۲۹ - وَ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ
اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ
اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا
رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّىْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا
تَجْهَلُوْنَ ۝
۳۰ - وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ
اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝
۳۱ - وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ
اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ
اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ
لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِىْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ
يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّىْۤ اِذًا لَّمِنَ

۲۹ - اور اے قوم! میں اس پر تم سے کچھ مال
نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ صرف اللہ پر ہے۔ اور
میں ایمانداروں کو نکالنے والا بھی نہیں۔ انہیں
اپنے رب سے ملنا ہے۔ لیکن تم مجھے (صاف)
جاہل نظر آتے ہو ۝ ف۱
۳۰ - اور اے قوم! اگر میں انہیں نکال دوں تو مجھے اللہ (کے عذاب) سے
(بچانے میں) کون میری مدد کریگا کیا تم دھیان نہیں کرتے؟ ۝
۳۱ - اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میں غیب دان
ہوں۔ اور نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں،
اور میں ان کے حق میں جنہیں تمہاری
آنکھیں بحقارت دیکھتی ہیں۔ نہیں کہتا
کہ خدا انہیں کچھ بھلائی ف۲ نہ دیگا۔ جو ان کے
دلوں میں ہے خدا خوب جانتا ہے اگر ایسا کہوں

دوسرے اعتراض کا جواب

ف۱

سب سے پہلے قرآن حکیم نے حضرت نوحؑ کی زبان سے دوسرے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ باوجود بشریت کے حضرت نوحؑ کو غیب دان سمجھتے تھے، مگر ان کے کبر و غرور کے لئے قطعاً ناقابل برداشت تھا۔ کہ وہ غرباء کم درجہ لوگوں کے دین کو قبول کریں۔ حضرت نوحؑ نے جواب ارشاد فرمایا۔ میں اپنے دعاوی میں سچا ہوں، اللہ تعالٰے نے مجھے صداقت کے دلائل عنایت فرمائے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ تمہیں حق کی راہ سوجھائی نہیں دیتی۔ میں تم سے کچھ اجر طلب نہیں کرتا ہوں۔ کہ مخلص دیندار غرباء کو اپنے پاس سے ہٹادوں۔ تم جاہل ہو۔ اس لئے افلاس و غربت کو عیب سمجھتے ہو۔ اللہ کے نزدیک دیندار مفلس، سرمایہ دار کافر سے بہتر ہے۔ البتہ اگر افلاس بُرا ہے، تو تنگدستی کا افلاس نہیں مگر اخلاق یا ایمان کا افلاس بُرا ہے۔ اللہ کے نزدیک ذلیل وہ ہے، جو اخلاق سے تہی دامن ہے۔ اور بجز ذات حق تعالٰے کے ہر کوئی مخلوق فقیر اور حاجت مند ہے۔

وَاللّٰهُ الْغَنِىُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

پہلے اعتراض کا جواب

ف۲

بشریت کے متعلق اعتراض کا جواب یہ ہے۔ کہ انبیاء نے کبھی یہ دعوٰے ہی نہیں کیا۔ کہ وہ عام انسانوں کی طرح حوائج بشری سے متصف نہیں۔ یا ان کی ضروریات انسانی ضروریات سے مختلف ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ فرماتے ہیں، گفتگو! میں نے کب یہ کہا ہے، کہ میرے پاس خزانے ہیں۔ اور میں بہت بڑی دولت کا مالک ہوں۔ میرا دعوٰی کہاں ہے کہ میں فرشتہ یا غیب دان ہوں۔ میں تو اللہ کا رسول ہوں۔ رسول اگر ملائکہ دور بھی تعارف و حکم کے خزانوں سے اس کا دل معمور ہوتا ہے وہ فطرت کے لحاظ سے فرشتہ نہیں ہوتا (باقی بر صفحہ ۵۳۷)

الظّٰلِمِيْنَ ۝
۳۲ - قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝
۳۳ - قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ
شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝
۳۴ - وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ
اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ
يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝
۳۵ - اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ
اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ
وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝

تو بیشک میں ظالموں میں ہوں گا ○
۳۲ - بولے، اے نوح تو ہم سے جھگڑا، اور بہت
جھگڑ چکا۔ اب لے آ جو تو ہم سے وعدہ کرتا ہے
اگر تو سچا ہے ○
۳۳ - بولا، اس کو اللہ ہی لائے گا، اگر وہ چاہے گا
اور تم (بھاگ کر) اسے تھکا نہ سکو گے ○
۳۴ - اور اگر اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہے گا، تو میری
نصیحت تمہیں مفید نہ ہوگی۔ اگرچہ میں تم کو نصیحت
کرنا بھی چاہوں۔ وہ تمہارا رب ہے،
اور تم اسی کی طرف جاؤ گے ○ ف۱
۳۵ - کیا وہ کہتے ہیں کہ قرآن کو بنا لایا ہے تو کہہ
اگر میں اسے بنا لایا ہوں، تو میرا گناہ مجھ پر ہے
اور جو گناہ تم کرتے ہو اس کو میں بالکل بے تعلق ہوں

(بقیہ حاشیہ)

گو فرشتے اس کی تقدیس کے معترف ہوتے ہیں وہ غیب نہیں جانتا۔ مگر اللہ کے علاوہ کے تمہے علوم میں وہ کائنات میں کسی دوسرے کو اپنا شریک وسہیم نہیں بناتا۔

غوایت سے مراد ہلاکت ہے!

ف۱

اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الخ۔ یعنی اگر اللہ کے علم میں یہ حقیقت پہلے سے موجود ہے، کہ تم بالآخر گمراہی کو ترجیح دو گے۔ اور ہدایت کو قبول نہیں کرو گے۔ تو بتاؤ، کہ تمہاری گمراہی کو ہدایت سے کون بدل سکتا ہے۔

يُغْوِيَكُمْ کے معنے ہلاکت کے بھی ہو سکتے ہیں اور ادب عربی میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

قرآن بھی ان معنوں کی تائید کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ ظاہر ہے یہاں گمراہی مراد نہیں، گمراہی کی عقوبت یا عذاب مراد ہے۔ علامہ ابن جریر فرماتے ہیں۔ معنٰی يُغْوِيَكُمْ يُهْلِكَكُمْ بِعَذَابِهٖ۔ یعنی لغت کا استعمال یہ ہے کہ مریض کو غاوی کہتے ہیں۔ جیسا کہ محاورہ ہے اَصْبَحَ فُلَانٌ غَاوِيًا۔ یعنی مریضًا۔

بہرحال یہ انداز بیان ہے۔ ورنہ مقصود یہ نہیں کہ اللہ کو گمراہی پسند ہے۔ اللہ اگر گمراہی چاہتا ہے تو پھر یہ بعثت انبیاء اور ارسال کتب کا کیا مطلب ہے؟

حلِ لغات

جَادَلْتَنَا۔ بحث و تکرار۔
اِجْرَامِیْ۔ میرا گناہ۔

۳۶- وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ
مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ
فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝
۳۷- وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ
وَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ
ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝
۳۸- وَ یَصْنَعُ الْفُلْكَ ۟ وَكُلَّمَا مَرَّ
عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا
مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا
فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝
۳۹- فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ
عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ
عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝

۳۶- اور نوحؑ کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تیری قوم میں
سے جو ایمان لا چکے ہیں اب ان کے سوا کوئی ایمان
نہیں لائے گا۔ سو تو اس پر غم نہ کھا جو وہ کرتے ہیں ۝
۳۷- اور تو ہماری وحی کے موافق اور ہماری آنکھوں
کے سامنے کشتی بنا۔ اور ہم سے ظالموں کی نسبت
نہ بول۔ کہ وہ غرق ہوں گے ۝ ف۱
۳۸- اور وہ کشتی بناتا تھا۔ اور اس کی قوم کے
سردار جب اس پر سے گزرتے، تو اس پر
ہنستے۔ نوحؑ نے کہا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو
ہم تم پر ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو ۝ ف۲
۳۹- سو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون
ہے جس پر رسوائی کا عذاب آئے گا، اور اس پر
دائمی عذاب اترے گا ۝

ف۱

نوحؑ کی قوم نے جب بہت زیادہ مخالفت کی اور
پند و موعظت کا ان پر اثر نہ ہوا، تو غضب الٰہی
بھڑکا۔ ارشاد ہوا کشتی تیار کرو، ایک عذاب
بھیجا جائے گا۔ جس سے یہ ہلاک ہوں گے۔ اور بچ
نہیں سکیں گے۔ اور جو لوگ اس قابل ہیں کہ صفحۂ
ہستی سے مٹا دیئے جائیں۔ ان کے متعلق سفارش
نہ کی جائے۔ کیونکہ منشاء ایزدی یہ ہے۔ کہ کفر کا
مکمل استیصال کر دیا جائے۔ اور انہیں بتا دیا جائے کہ
خدا کی زمین پر ایسے مجرموں کو بے غیرت اور آسائش سے
رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ زمین کو ان کے ناپاک
وجود سے پاک کرنا چاہتا ہے ۔

باعیننا ۔ سے غرض نگرانی ہے۔ یعنی ہماری
ہدایات کے مطابق یہ مجازی استعمال ہے۔ قرآن حکیم
میں اس نوع کے جس قدر الفاظ وارد ہوئے ہیں

سب میں مجازی رنگ ہے۔ ورنہ وہ تو خود آنکھیں
بخشتا ہے۔ اور آنکھوں میں نور پیدا کرتا ہے اُسے
آنکھوں کی حاجت نہیں۔ وہ بغیر آلات و جوارح
کے کامل ہے ۔

ف۲

نوح علیہ السلام نے جب کشتی بنانا شروع کیا
تو قوم مذاق اڑانے لگی۔ ان کے خیال میں یہ بیہودہ
حرکت تھی۔ حضرت نوحؑ نے نہایت استقلال
اور وثوق کے ساتھ کہا۔ اس وقت تم ہنس لو عنقریب
وقت آنے والا ہے۔ جب تمہیں اس تمسخر کی سزا
دی جائے گی ۔

اس وقت تمہاری حماقت و نادانی پر ہمیں ہنسی
آئے گی۔ اور زمین و آسمان کا قہر تمہاری
بربادی کا مضحکہ اڑائے گا ۔

حل لغات ۔ فلا تبتئس ۔ بس سے مشتق ہے

۴۰- حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ
التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ
كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ
اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ
وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ
اِلَّا قَلِيْلٌ ○
۴۱- وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ
مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○
۴۲- وَ هِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ
وَ نَادٰى نُوْحُ ِۨ ابْنَهٗ وَ كَانَ
فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا
وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ○

۴۰- یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا۔ اور تنور نے جوش مارا، تو ہم نے کہا کہ ہر قسم کے دو عدد جوڑا اور سوائے اس کے جس کی نسبت پہلے حکم ہو چکا ہے، (اور) اپنے اہل کو، اور جو ایمان لایا ہو سب کو اس کشتی میں چڑھا لو، اور اس کے ساتھ ایماندار تھوڑے ہی تھے ف۱ ○

۴۱- اور بولا۔ کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ تم اس میں چڑھو، میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ف۲ ○

۴۲- اور کشتی ان کو ایسی موجوں میں کہ پہاڑ کی مانند تھیں لئے پھرتی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے کو کہ کنارہ پر تھا (کشتی میں نہ آیا تھا) کہا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو اور کافروں کے ساتھ نہ رہو ○

تنور کے مختلف معنی!

ف۱

تنور کے کئی معنے ہیں:-

(۱) سطح ارض۔ ابن عباس، عکرمہ، زہری، اور ابن عیینہ اسی کے قائل ہیں۔

(۲) روٹی پکانے کا تنور، مجاہد، عطیہ، حسن کا مذہب ہے۔

(۳) کشتی میں پانی جمع ہو جانے کی جگہ، بعض کا خیال ہے۔

(۴) طلوع فجر سے کنایہ ہے، حضرت علی سے مروی ہے۔

(۵) مسجد کوفہ، شعبی حلف اٹھا کر کہا کرتے تھے کہ ابتداء میں پانی کوفہ کی مسجد سے پھوٹا۔

(۶) اونچی جگہیں (قتادہ کا ارشاد ہے)۔

(۷) ایک چشمہ کا نام ہے، جو ارض شام میں واقع ہے۔

(۸) ہندوستان کی کوئی جگہ ہے، جہاں حضرت حوا روٹیاں پکایا کرتی تھیں۔

پہلے معنی لغت و ادب کے زیادہ قریب ہیں، مقصد یہ ہے کہ جب اللہ کا عذاب نازل ہوا، زمین سے سوتے ابل نکلے، اور زمین شق ہو گئی۔

مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ سے غرض یہ ہے کہ ضروریات کے جانور اپنے ساتھ لے لو، تاکہ نسل باقی رہے۔ یہ عذاب مقامی تھا۔ نوح کی قوم کے لئے، ساری دنیا کے لئے قرآن میں ثبوت نہیں۔

ف۲ نوح علیہ السلام مومنین کی ایک قلیل جماعت ساتھ لے کر کشتی میں بیٹھ گئے۔ آپ نے سب کو ہدایت کر دی کہ خدا کا نام لے کر کشتی میں سوار ہو جاؤ، وہ تمہیں منزل پر پہنچا دے گا۔

۴۳- قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ
مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ
وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ
مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝

۴۳- وہ بولا، میں پہاڑ پر لگ رہوں گا، وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ کہا، اللہ کے عذاب سے آج کوئی بچا نہیں سکتا، وہی بچے گا جس پر رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی سو وہ ڈوبنے والوں میں ڈوب گیا ۝ ف۱

۴۴- وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ
وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ
وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى
الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ۝

۴۴- اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل جا، اور اے آسمان ٹھہر جا۔ اور پانی سکھا دیا گیا اور کام پورا ہوگیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی۔ اور کہا گیا ظالم دور ہوں ۝ ف۲

۴۵- وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ
ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ
الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

۴۵- اور نوح نے اپنے رب کو پکارا، اور کہا اے رب میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ۝

ف۱

وَاَهْلَكَ میں چونکہ اہل کا وعدہ تھا، اس لئے نوح علیہ السلام نے جذبہ پدری سے متاثر ہو کر بیٹے کو دعوت دی کہ کشتی میں آجائے۔ بیٹا مغرور تھا کہنے لگا۔ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ نے [illegible] کہنے سے تمہیں پہاڑ کی چوٹیاں نہیں بچا سکیں گی۔ سبحان اللہ شفقت پدری بھی کیا جذبہ ہے۔

قرآن کی بلیغ ترین آیت

ف۲

اس پانی کے طوفان میں تمام منکرین خس و خاشاک کی طرح بہ گئے۔ ان کا غرور ان کے کام نہ آسکا اور خدا کے غضب سے سب غرق ہو گئے۔ اس آیت میں قرآن حکیم نے طوفان تھم جانے کی تصویر جن الفاظ میں کھینچی ہے وہ بلاغت کا حیرت انگیز مرقع ہے۔

علماء نے اس آیت کے اسرار و نکات پر کتابیں لکھی ہیں۔ اس کی معنوی اور لفظی خوبیاں اس قدر حیران کن ہیں۔ کہ ہر پڑھا لکھا انسان اعتراف کرتا ہے علامہ ابو حیان اندلسی نے بدیع کی اکیس قسموں کو اس میں جلوہ گر دیکھا ہے۔ سید محمد بن اسمٰعیل نے اس پر ایک مخصوص رسالہ لکھا ہے۔ زمخشری جو اسرار و رموز ادب کا سب سے بڑا ماہر ہے۔ دلائل الاعجاز میں اس کے متعلق لکھ گیا ہے۔

اس آیت کے الفاظ کا نظم و نسق اتنا بہتر ہے کہ واقع کی تصویر کھینچ جاتی ہے۔ اگر تم ترنم و ترتیل کے ساتھ آیت کی تلاوت کرو، تو معلوم ہوگا، کہ باد و باراں کا ایک طوفان ہے، جو تھمتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

حل لغات: ابلعی۔ بلع یبلع۔

۴۶ - قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ
اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْئَلْنِ
مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّيْٓ
اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○
۴۷ - قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ
اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا
تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ
الْخٰسِرِيْنَ ○
۴۸ - قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ
عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ
وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ
مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
۴۹ - تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ

۴۶ - فرمایا اے نوحؑ! وہ تیرے اہل میں نہیں،
اُس کے کام بد ہیں۔ سو جس بات کا تجھے
علم نہیں اُس کی بابت ہم سے نہ پوچھ، میں
تجھے نصیحت دیتا ہوں کہ جاہلوں میں نہ ہو ○
۴۷ - کہا اے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ
جو میں نہیں جانتا، اُس کی بابت تجھ سے پوچھوں،
اور اگر تُو مجھے نہ بخشے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں
زیاں کاروں میں ہوں گا ○ ف ۱
۴۸ - حکم ہوا کہ اے نوحؑ ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے
ساتھ کشتی سے اُترو وہ برکتیں تجھ پر اور اُن اُمتوں پر بھی جو
تیرے ساتھ ہیں اور کتنی اُمتیں ہیں جنہیں ہم فائدہ دیں گے پھر
ہماری طرف سے اُنہیں دُکھ کی مار پہنچے گی ○
۴۹ - یہ غیب کی بعض خبریں ہیں جن کو ہم (اے محمدؐ)

ف ۱

حضرت نوحؑ جہاں اللہ کے پیغمبر تھے، وہاں
ایک شفیق اور مہربان باپ بھی تھے۔ اس لئے بیٹے
کو اپنی آنکھوں کے سامنے ڈوبتا ہوا نہ دیکھ سکے،
شفقت پدری جوش میں آگئی۔ الفاظ کا بہاؤ ٹھہرا
اور اللہ سے درخواست کی کہ اے رب تو نے وعدہ کیا
تھا کہ تیرے اہل کو بچاؤں گا۔ تیرا وعدہ سچا ہے میرا
لڑکا بھی تو میرے اہل میں سے ہے۔ پھر وہ کیوں
کشتی میں نہیں چڑھ سکا۔ دل میں اللہ کا ڈر بھی
موجود ہے۔ سفارش کے ساتھ یہ بھی کہے جاتے
ہیں، تو احکم الحاکمین ہے۔ تو فیصلہ فرما دے اس میں
تنقید کی گنجائش نہیں۔
اللہ نے جواب دیا۔ انبیاء کا مرتبہ صحیح اور جلیل
والا ہے۔ اہل وہ نہیں جو تیرا عزیز ہے۔ اہل وہ ہے
جو مومن ہے۔ جسے تیرے عقائد کے ساتھ لگاؤ ہے۔

بیٹے سے زیادہ کون عزیز ہو سکتا ہے۔ اور
اُس سے زیادہ کون محترم ہے؟ پھر جب نوحؑ
کی اس باب میں نہیں سُنی گئی۔ اور اُس کے حقیقی
بیٹے کو بلحاظ عمل بیٹا قرار نہیں دیا گیا۔ تو وہ لوگ
جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور محض جھوٹی نسبتوں
پر نازاں ہیں۔ کس قدر بے وقوف ہیں۔ وہ خدا کے
آئین شرف و مجد سے آگاہ نہیں۔ اللہ کے نزدیک
ایک اچھے آدمی سے تعلقات اور رشتہ داریاں
نفع رساں نہیں ہو سکتیں۔ نیک اعمال اور عقائد کی
درستی ہی سے اللہ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حلِّ لغات

اَنْبَاۗءٌ۔ جمع نبأ۔ خبر۔

اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا
قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ
اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○
۵۰ - وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
مُفْتَرُوْنَ ○
۵۱ - يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۚ
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۚ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
۵۲ - وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ
تُوْبُوْآ اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ

بذریعہ وحی تجھ تک پہنچاتے ہیں اس سے پہلے نہ تو
ان باتوں کو جانتا تھا اور نہ تیری قوم پس صبر کر
آخر کار ڈرنے والوں کا بھلا ہے ○ ف۱
۵۰ - اور ہم نے عاد کی طرف اُس کے بھائی ہُود کو بھیجا
اُس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے
لئے اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تم نرا جھوٹ
بولتے ہو ○
۵۱ - اے قوم! میں اس پر تم سے اُجرت نہیں مانگتا
میری اُجرت اُسی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا،
کیا تم نہیں سمجھتے؟ ○
۵۲ - اور اے قوم! اپنے رب سے مغفرت مانگو
پھر اُس کی طرف رجوع ہو وہ تم پر آسمان کی دھار
چھوڑ دے گا۔ اور تمہیں قوت پر قوت دے گا،

ف۱

نوح علیہ السلام کی دعوت تبلیغ، قوم
کا انکار و جحود۔ بالآخر خدا کی غیرت کا جوش
میں آنا۔ زمین کا اُبال۔ آسمان سے بے
پناہ بارش، ڈوبنے کے لئے سفارش
اور اس کی نامنظوری۔ یہ سب واقعات جو قرآن
حکیم نے تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں
کے معلوم نہیں، قرآن حکیم انہیں غیب
کی خبریں قرار دیتا ہے۔
وہ قوم جس میں تعلیم نہیں، تاریخ
اقوام کی تدوین و ترتیب کا کوئی سامان
نہیں۔ اس میں ایک اُمی شخص کھڑا
ہوتا ہے۔ اور تمام گزشتہ قوموں کے
کارناموں کو تفصیل کے ساتھ بیان
کرنا شروع کر دیتا ہے۔ بجز الہام
و تائید ربانی کیونکر ممکن ہے؟

حَلِّ لُغَات

فَطَرَنِيْ - جس نے مجھے پیدا کیا،
بنایا۔
مِدْرَارًا - وہ ابر جو خوب برسے۔

وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

۵۳- قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا
نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ
وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

۵۴- اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ
اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ
اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
تُشْرِكُوْنَ ۝

۵۵- مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ
لَا تُنْظِرُوْنِ ۝

۵۶- اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ
مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ
بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ

اور تم گنہگار ہو کر نہ بھاگو ۝ ف۱

۵۳ - بولے اے ہود! تو ہمارے پاس کچھ سند لے کر
نہیں آیا، اور ہم اپنے معبودوں کو تیرے کہنے کی
چھوڑیں گے اور تجھ پر ایمان نہ لائیں گے ۝

۵۴ - ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے
کسی نے تجھے برائی سے آسیب پہنچایا ہے۔ کہا میں
خدا کو گواہ لاتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ میں اللہ کے سوا
تمہارے شریکوں سے بیزار ہوں ۝

۵۵ - سو تم سب مل کر میرے حق میں بدی کرو پھر
مجھے مہلت نہ دو ۝

۵۶ - میں نے اللہ پر جو میرا اور تمہارا رب ہے بھروسا
کیا۔ کوئی چلنے والا نہیں ہے جس کی چوٹی اللہ
کے ہاتھ میں نہ ہو۔ ضرور میرا رب راہِ راست

دین قوت و عزت کا نام ہے

ف۱

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا کے معنی یہ ہیں کہ حضرت
ہود قوم کو دین و دنیا کی بشارتیں سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دینداری
کے معنے خستہ و اضمحلال کے نہیں، فقر و افلاس کے نہیں، محکومی
اور مظلومیت کے نہیں، بلکہ قوت و عظمت کے ہیں۔ اگر تم دیندار
ہو جاؤ، تو آسمان کے بابرکت دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے
زمین تمہارے لئے سیم و زر کے خزانے اُگلے گی۔ اللہ تمہاری
قوتوں میں اضافہ کرے گا۔ تم دنیا میں زبردست بن کر زندگی بسر
کرو گے۔ تمہارا افلاس دولتمندی سے بدل جائے گا۔ دل و دماغ
میں ایمان و یقین کی شمعیں روشن ہوں گی۔ ایمان کے ساتھ
دولت و قوت لازم ہے۔ خدا کے محبت کا نتیجہ رفعت و بلندی
ہے، یہ فلاکت اور بدبختی محرومی و بدقسمتی ہے۔ دیکھیے
ابتداء سے دین کا یہی مفہوم ہے جو انبیاء پیش کرتے چلے آئے ہیں

کہ تم مومن ہو جاؤ، اللہ کی رحمتیں تمہارے شامل حال ہو جائیں گی
یہ خدا کا اٹل اور ضروری فیصلہ ہے۔ یہ ایک محکم قانون ہے جس میں
کبھی تخلف نہیں ہو سکتا۔ جس طرح طلوعِ آفتاب کے ساتھ
روشنی اور حرارت ضروری ہے۔ جس طرح شگفتگی و تازگی موسم
بہار کا خاصہ ہے اسی طرح جب ایمان کا آفتاب دلوں میں
چمکے، تو ضروری ہے کہ تاریکیاں چھٹ جائیں۔ جب اسلام کا
عہد بہار شروع ہو، تو دل شگفتہ اور دماغ تازہ ہو جائیں بہرحال
اسلام و ایمان شرط ہے۔ اللہ کو ظاہر کے ساتھ باطن بھی پسند
ہے۔ صرف ظاہری ایمان جو صرف الفاظ تک محدود ہو اللہ
کے نزدیک کوئی وقعت نہیں۔ جب تک اس ظاہر کے ساتھ باطن
بھی شامل نہ ہو۔ جب تک ایمان زندگی کی کشش نہ ہو، دلوں میں
کوئی تبدیلی نہ پیدا کرے۔ خدا کے نزدیک صحیح معنوں میں ایمان نہیں ہے
یہ محض فریب خوردگی ہے، کہ ہم خدا کی نافرمانی کے باوجود
اپنے آپ کو نجات کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اللہ ہماری معصیتوں کو بخش دے
یہ اس کی نوازش ہوگی۔ لیکن جہاں تک ہماری جدوجہد کا تعلق

مُّسْتَقِيمٍ ○

۵۷ - فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ
بِهٖٓ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ۭ إِنَّ
رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○
۵۸ - وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ
وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○
۵۹ - وَتِلْكَ عَادٌ ڗ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا
أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ○
۶۰ - وَأُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ أَلَآ إِنَّ عَادًا كَفَرُوْا

پر ہے ○ ف۱

۵۷ - پھر اگر تم نہ مانو، تو میں جو پیغام دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا تھا، تم پاس پہنچا چکا۔ اور میرا رب تمہارے سوا دوسرے آدمی (دنیا میں) تمہارے جانشین کر دے گا ف۲ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے ○

۵۸ - اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود کو اور اس کے ایماندار ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا، اور سخت عذاب سے انہیں ہم نے نجات دی ○

۵۹ - اور یہ (سرگزشت) قوم عاد کی ہے انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی، اور ہر کسی سرکش مخالف کا حکم مانا تھا ○

۶۰ - اور ان کے پیچھے اس دنیا میں اور قیامت کے دن لعنت لگائی گئی۔ سنتا ہے، عاد نے اپنے رب کا

ف۱

اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا۔ اصل میں تمثیل ہے تمیز ملکوت کی یعنی تمام کائنات اس طرح اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جیسے طرح کسی جاندار کو سر سے پکڑ رکھا ہو۔

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ سے غرض یہ ہے کہ خدا بھی راہ کی جانب اپنے بندوں کو دعوت دیتا ہے۔ حق و صداقت کی وہی راہ ہے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ہودؑ نے جب دیکھا کہ قوم دشمنی اور نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ تو آپ نے پورے صبر اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ دعوت و تذکیر کے عمل کو جاری رکھا۔ اور کہا میں تمہاری شرارتوں سے ڈرتا نہیں۔ اللہ پر میرا بھروسہ ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو چونکہ اپنی صداقت پر یقین کامل ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی عداوت انہیں ڈرا نہیں سکتی جس قدر ان کی مخالفت کی جاتی ہے۔ ان کا جذبۂ حق پسندی ترقی پذیر ہوتا ہے۔ ان کے عزم و استقلال میں اور اضافہ ہو جاتا ہے وہ پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ خدا کے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ف۲ خدا کے اس ہمہ گیر قانون کی جانب اشارہ ہے کہ قومیں اپنے جذبۂ ایمان کی وجہ سے زندہ رہتی ہیں، کوئی قوم خدا کی محبوب نہیں۔ وہ سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کے نزدیک سب قومیں برابر بقاء و قیام کا استحقاق رکھتی ہیں۔ بقاء و فنا کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے قانون وضع کر دیا ہے۔ جو قوم اس قانون کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے گی۔ زندہ و کامیاب رہے گی۔ جو نافرمانی کرے گی۔ تباہ ہو جائے گی۔ اللہ کے دین میں قوموں کے عروج و زوال سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ جب ایک قوم دین کی حمایت سے دستبردار ہو جاتی ہے، اللہ دوسری قوم کو کھڑا کرتے ہیں۔ جو اس کے دین کے سلسلہ کو برقرار رکھتی ہے اور اس کے عکس پر عمل کرتی ہے۔

حل لغات:- جَحَدُوْا۔ انکار کے بعد اصرار کا نام ہے۔

رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝
۶۱ - وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا
فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ
اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝
۶۲ - قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا
قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا
يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ
مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝
۶۳ - قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ

انکار کیا۔ سُنتا ہے پھٹکار ہو عاد پر جو ہود کی قوم تھی ○ (ف۱)
۶۱ - اور ہم نے ثمود کی طرف اُس کا بھائی صالح بھیجا
کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو، اُس کے سوا تمہارا
کوئی معبود نہیں، اُس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا
اور اس میں تمہیں بسایا۔ سو تم اُس سے مغفرت
مانگو۔ پھر اُس کی طرف توبہ کرو۔ بے شک
میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا ○ (ف۲)
۶۲ - کہا اے صالح اس سے پہلے تو ہم میں تجھ سے امیدیں
کی جاتی تھیں کیا تو ہمیں اُن کی عبادت سے جنہیں
ہمارے باپ دادا پوجتے تھے منع کرتا ہے اور جس کی طرف
تو ہمیں بلاتا ہے (ف۳) اُس میں ہمیں ایسا شک ہے جو دل میں کھٹکتا ہے ○
۶۳ - کہا اے قوم بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی
طرف سے حجت پر ہوں، اور اس نے مجھے اپنی

ف۱
بُعد اور لعنت کا اطلاق قرآن میں بطور کمال کے نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بتانا مقصود ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ اللہ کی رحمتوں کے مستحق نہیں رہے اب وہ بخشش اور رحمت سے دُور ہیں۔

خدا قریب و مجیب ہے

ف۲ حضرت صالح قوم ثمود کی جانب مبعوث ہوئے۔ ثمود اس قوم کا نام ہے جو شام اور مدینہ کے درمیان مقام حجر میں آباد تھی۔ سب انبیاء علیہم السلام کی طرح حضرت صالح کا پیغام بھی یہی تھا۔ کہ ایک خدا کی پوجا کرو۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا اسی نے تمہیں اس زمین پر آباد کیا ہے۔ اسی سے گناہوں کی بخشش مانگو۔ اسی کے آستانہ کرم پر جھکو۔ وہ بہت قریب ہے۔ سب کی سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اُس کے دربار میں توسّل کی ضرورت نہیں۔ امانت و خلوص کوئی سفارش نہیں ہیں۔ وہ تمہارے حالات سے براہ راست باخبر اور آگاہ ہے۔ اس لئے تم نیاز مندی کے ساتھ اس کے سامنے جھکو۔ خواہشات نفس کو ترک کر دو۔ اللہ کی پوجا تمہیں اس کے قریب کر دے گی۔ تمہاری باتیں سُنی جائیں گی۔ اور تمہاری آرزوئیں مقبول ہوں گی۔ وہ قریب اور مجیب ہے۔ تمہارے نزدیک ہے تمہاری پکار اور دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

ف۳ حیف ہے آباء و اجداد کی ایسی تقلید پر کہ انہوں نے حضرت صالح کی دعوت توحید کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا۔ کہ ہم باپ دادا کے مسلک کو نہیں چھوڑ سکتے۔ چونکہ ہمارے بزرگ بت پرست تھے اور وہ بتوں کو خدا مانتے تھے۔ اس لئے اب ہمارے ماتھے خدا کے سامنے نہیں جھک سکتے۔

قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا۔ کے معنی یہ ہیں کہ تیرے اعلان توحید سے پہلے ہمیں کمال امید تھی۔ اس سے قبل ہمیں آج تک توقع تھی کہ تیری زندگی پر ہماری مخالفت پر تجھے آمادہ نہیں کرے گی۔ ہمیں تجھ سے اُمیدیں تھیں۔ مگر توحید کے وعظ نے ہمیں نا امید کر دیا۔
آباء سے مراد آباء علم بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہم نے اپنے مولوی اور علماؤں کو اسی طرح شرک کی آلودگیوں سے ملوث دیکھا ہے۔

رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ
اِنْ عَصَيْتُهٗ قف فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ
غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ○
۶۴ - وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ
اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ
اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ
عَذَابٌ قَرِيْبٌ ○
۶۵ - فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ
ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ
مَكْذُوْبٍ ○
۶۶ - فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا
وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ
مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

طرف سے رحمت بخشی تو اللہ سے کون میری مدد کرے گا
اگر میں اس کی نافرمانی کروں سو تم سوائے خسارہ کے
میرا کچھ نہیں بڑھاتے ○ ف۱
۶۴ - اور اے قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے
نشان سو تم اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں
کھاتی پھرے اور اسے برائی سے نہ چھونا ورنہ تمہیں
عذاب قریب سے پکڑ لے گا ○ ف۲
۶۵ - پھر انہوں نے اس کے پیر کاٹ ڈالے تب صالح
نے کہا، تین دن اپنے گھروں میں فائدہ اٹھا لو یہ وعدہ
جھوٹا نہ ہوگا ○
۶۶ - پھر جب ہمارا حکم آیا، تو ہم نے صالح اور
اس کے ایماندار ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا
لیا۔ اور اس دن کی رسوائی سے بھی، بیشک تیرا رب

ف۱ غرض یہ ہے کہ انبیاء کے پاس دلائل بھی ہوتے ہیں وہ لوگوں کو علی وجہ البصیرت حق کی جانب بلاتے ہیں انہیں پورا پورا یقین ہوتا ہے۔ کہ اللہ نے انہیں رشد و ہدایت کے لئے مامور فرمایا ہے۔ وہ کامل وثوق کے ساتھ اللہ کے دین کو پیش فرماتے ہیں ۔

ف۲
اونٹنی کو نشان قرار دینے کا مقصد یہ تھا کہ دیکھیں ان کے بغض و عناد کی مقدار کیا ہے، قاعدہ ہے کہ جب ایک شخص سے محبت ہو تو اس کی ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے۔ اور اگر بغض ہو، تو پھر اس کی کوئی چیز دل کو نہیں بھاتی۔ حضرت صالح نے ان کی اس محبت اور عقیدت کو جانچا۔ اور کہا، دیکھو اس اونٹنی کو نہ چھیڑنا۔ ورنہ سمجھا جائے گا۔ تمہیں ہم سے بغض عداوت ہے۔ اور تمہیں یہ بھی گوارا نہیں کہ ہماری اونٹنی زندہ رہے ۔

حلِّ لُغات

تخسیر۔ گھاٹا، خسارہ ۔
ناقۃ اللہ۔ یعنی اللہ کی پیش کردہ اونٹنی، نسبت اضافت تشریف کے لئے ہے ۔

اللّٰھم اغفر لکاتبہ
ولمن سعٰی فیہ

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝
۶۷ - وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝
۶۸ - كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ
ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا
لِّثَمُوْدَ ۝
۶۹ - وَلَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ
بِالْبُشْرٰي قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ
فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاۗءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝
۷۰ - فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ
نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ
قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى
قَوْمِ لُوْطٍ ۝

وہی زور آور غالب ہے ۝
۶۷ - اور ظالموں کو چنگھاڑ نے پکڑ لیا۔ سو وہ صبح کو
اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ۝
۶۸ - گویا وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سنتا ہے!
ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا۔ سنتا ہے لعنت
ہو ثمود پر ۝ ف۱
۶۹ - اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس
بشارت لے کر آئے، بولے سلام۔ ابراہیم نے جواب
دیا سلام۔ پھر دیر نہ کی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لے آیا ۝ ف۲
۷۰ - پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں پہنچتے
کھانے تک تو انھیں اوپری جانا اور اُن سے دل میں ڈرا
(سمجھا کہ چور ہیں)، وہ بولے مت ڈر ہم تو قوم لوط کی
طرف بھیجے گئے ہیں ۝

ف۱

قوم ثمود نے حسب دستور مخالفت کی، اور دشمنی کی
کو بھی کاٹ ڈالیں۔ اور انتہائی بغض و عناد کا ثبوت دیا
اللہ تعالیٰ نے پہلے سے آگاہ کر دیا تھا۔ کہ عذاب قریب
سر پر منڈلا رہا ہے۔ اللہ کے شعائر سے تمسخر کا
وہ نتیجہ ہلاکت ہوگا۔ یہی ہوا کہ سخت گرفت نے انہیں آ
گھیرا، اور ایسے مٹ گئے۔ کہ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا
فِيْهَا گویا کہ ان میں کبھی آباد ہی نہ تھے۔

مہمانوں سے حُسن سلوک

ف۲

یہاں سے حضرت لوط کا قصہ شروع ہوتا ہے بطور
تمہید کے حضرت ابراہیم کا ذکر بھی آگیا ہے یہی
وجہ ہے اس قصہ کا انداز بیان دوسروں سے الگ ہے
حضرت ابراہیم کے قصہ میں دو ایسی باتیں بیان
کی ہیں، جن کا تعلق آداب یا عمرانیت سے ہے
جب فرشتے حضرت اسحاق کی تولید کی خوشخبری
لے کر آئے۔ تو فوراً ہی انہوں نے السلام علیکم کہا
حضرت ابراہیم نے بھی سلام کہہ کر جواب دیا۔ جس کا
مقصد یہ ہے کہ مسلمان جب ایک دوسرے سے
ملیں۔ تو سلسلۂ گفتگو ان میں علیک سلیک سے
شروع ہو۔

حضرت ابراہیم نے اس رسمی گفتگو کے بعد
مہمانوں کے سامنے ماحضر پیش کیا۔ جس سے معلوم
ہوا۔ کہ مسلمان میں مہمان نوازی کا جذبہ بہت
بڑا ہوتا ہے۔

حلِ لغات

جٰثِمِیْنَ۔ سینہ کے بل اوندھے پڑے ہوئے
بے حس و حرکت شدگان و ہلاک شدگان۔
حَنِیْذٍ۔ بھنا ہوا۔ اَوْجَسَ۔ دل میں محسوس کیا۔

۷۱ - وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ
فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ
يَعْقُوْبَ ۝
۷۲ - قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ
وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا
لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝
۷۳ - قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ
رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ
الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
۷۴ - فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ
وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ
قَوْمِ لُوْطٍ ۝
۷۵ - اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝

۷۱ - اور اُس کی عورت کھڑی تھی - وُہ ہنسی پھر
ہم نے اُس عورت کو اسحاق کی بشارت دی - اور
اسحاق کے بعد یعقوب کی ۝ ف۱
۷۲ - بولی ، خرابی میری کیا میں جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا
ہوں - اور یہ میرا شوہر پیر مرد ہے - یہ تو تعجب
کی بات ہے ۝
۷۳ - کہا کیا تو خدا کے حکم سے تعجب کرتی ہے ف۲
اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں
ہیں - بے شک وہ سزاوار حمد اور بزرگ ہے ۝
۷۴ - پھر جب ابراہیمؑ کا خوف دُور ہوا - اور اُس کو
بشارت پہنچی ، تو ہم سے قوم لوط کے بارے
میں جھگڑنے لگا ۝
۷۵ - بے شک ابراہیمؑ بڑا بُردبار نرم دل تھا ۝

ف۱ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ سے صاف ظاہر ہے کہ مہمانوں کی عزت افزائی میں عورت بھی شریک ہوتی ہے - خاوند کی حاضری میں مہمانوں سے گفتگو کرنا جائز ہے - البتہ موجودہ تہذیب کی آزادی اور جلوت و خلوت میں اغیار سے ملاقاتیں بالکل جائز نہیں - کیونکہ اس طریق سے اخلاق کو صدمہ پہنچتا ہے - عورت کی تخلیق کا مقصد حفاظت ہے - یہی اس کا زیور ہے - اور اسی سے اس کی عزت قائم ہے - یہ نہیں تو پھر عورت میں تعلیم و تہذیب کی خوبیاں بھی عیب ہیں - اسلام چونکہ مذہب فطرت ہے - توازن و اعتدال میں سمویا ہوا ہے اس لئے اس کی ہدایات میں افراط و تفریط کا ہر پہلو موجود ہے - شریعت کو اس حد تک آزادی دی ہے - جس حد تک اُس کے لئے مفید ہے - وہ آزادی جو سراسر آوارگی ہے - اسلام میں درست نہیں ؛ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کا فرشتوں کے پاس کھڑے ہو کر باتیں سننا جواب دینا اور ہنسنا - یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خاوند کی موجودگی میں مہمانوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں شرعاً مضائقہ نہیں اس سے مہمان کی عزت افزائی ہوتی ہے جسے وہ سمجھتا ہے مجھے غیر نہیں سمجھا گیا -

سارہ کا تعجب

ف۲ حضرت سارہ نے فرشتے سے جب بچے کی خوشخبری سُنی ، تو انہیں تعجب ہوا - کہنے لگیں ، میں تو اب بوڑھی ہو چکی ، ابراہیمؑ بھی عمر رسیدہ ہیں - اس حالت میں بھلا کیونکر ماں بننے کا فخر مجھے عنایت ہوگا - فرشتے نے جواب دیا - کہ تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو ؟ تعجب انگیز نہیں ، اس کا کرم ہے ، جب چاہے نازل ہو جائے - رحمت اس کی سایہ ، تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی اور خدا لائق صد مدح و ستائش ہے ، وہ جو چاہے کرے - یعنی اللہ کی مہربانیاں ضابطہ اور قانون ہے - وہ سب کچھ کر سکتا ہے ، بڑھاپے میں اولاد کی نعمت سے نوازے - یا عین جوانی میں محروم رکھے ہر طرح ممکن اور صحیح ہوگا - اس کے افعال پر اعتراض کرنا نادانوں کا کام ہے -

حل لغات

اَهْلَ الْبَيْتِ - خاوند ، بیوی اور بچے ، اس لفظ سے بھی حضرت سارہ

۷۶ - یٰاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ○

۷۶ - اے ابراہیم! یہ جھگڑا چھوڑ۔ تیرے رب کا حکم آ چکا۔ اور اُن پر عذاب آئے گا۔ جو نہ ٹلے گا ○

۷۷ - وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ○

۷۷ - اور جب ہمارے رسول لُوطؑ کے پاس آئے وہ اُن سے ناخوش اور تنگ دل ہُوا۔ اور کہا یہ دِن بڑا سخت ہے ○

۷۸ - وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ○

۷۸ - اور اُس کی قوم کے لوگ اُس کے پاس بے اختیار دوڑے آئے۔ اور پہلے سے وہ بُرے کام کیا کرتے تھے لوطؑ بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں تمہارے لئے زیادہ پاک ہیں سو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رُسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی شائستہ آدمی نہیں؟ ○

۷۹ - قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ○

۷۹ - بولے تجھے تو معلوم ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کچھ حق نہیں اور جو ہم چاہتے ہیں تُو جانتا ہے ○

ف

حضرت لوطؑ کی قوم خلاف وضع فطرت کی عادی تھی اور گندگی اس حد تک پہنچ چکا تھا۔ کہ ہر وقت ان کی نظر انہیں شہوانی مشاغل کی جانب رہتی۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جب فرشتے بطور مہمان کے آئے، تو انہیں خوبصورت دیکھ کر خباثت نفس میں جوش پیدا ہوا۔ بھاگے آئے اور بہکتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیمؑ ان کی بدمعاشی سے ڈرے کہ کہیں یہ میرے مہمانوں کو ذلیل نہ کریں۔ چنانچہ انہیں نصیحت فرمائی کہ دیکھو! یہ عورتیں موجود ہیں۔ جو فطرت نے تسکین نفس کے لئے بنائی ہیں۔ ان کو چھوڑ کر تم فعل بد پر کیوں مرتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ آپ کی ان بیٹیوں (یعنی عورتوں) سے ہمیں رغبت نہیں اور آپ اس سے خوب آگاہ ہیں۔ ہم تو جس خاص ارادے سے آئے ہیں۔ اس کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت لوطؑ کی قوم پہلی قوم ہے جس کی وجہ سے یہ برائی دُنیا میں پھیلی۔ اور آج بھی یہ مرض تہذیب و شائستگی کے زمانے میں موجود ہے یہ مرض قوم میں اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب حسن اخلاق مُردہ ہو جائے اور قوم میں شہوانی ماحول پیدا کر دیا جائے۔

انسان بالطبع تنوع پسند ہے۔ اس لئے جب جائز تمتع کا سوال اُٹھ جائے۔ تو پھر تسکین نفس کے لئے عجیب عجیب طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس بدنفسی سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ذہنی پستی اور مردانہ جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔

حلِ لُغات

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا۔ محاورہ ہے۔ یعنی تنگ دل ہُوا۔
عَصِيْبٌ۔ دُشوار گزار، مشکل۔
يُهْرَعُوْنَ۔ بہکتے ہُوئے۔
هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ۔ اشارہ عام عورتوں کی جانب ہے۔ شفقت کے اظہار کے لئے بیٹیاں کہا ہے۔ یعنی یہ جاری عورتیں جو میری بیٹیاں ہیں۔ تمہارے طرز عمل کی شاکی ہیں۔

٨٠- قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ
اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝

٨٠ - بولا۔ کاش کہ تمہارے مقابلہ میں مجھے قوت ہوتی، یا میں کسی محکم آسرے میں جا بیٹھتا ۝ ف١

٨١- قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ
يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ
مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا
مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ
اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝

٨١ - فرشتے بول اٹھے اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہیں یہ تجھ تک پہنچ نہ سکیں گے۔ سو کچھ رات گئے تو اپنے اہل لے کر چل جا۔ اور تم میں کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری عورت کہ اس پر وہی مصیبت آئے گی جو ان پر آئے گی۔ ان کے وعدہ کا وقت صبح ہے، کیا صبح نزدیک نہیں ہے ؟ ۝ ف٢

٨٢- فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا
سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا
حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ۝

٨٢ - پھر جب ہمارا حکم آیا۔ ہم نے وہ بستی الٹ دی۔ اور ان پر کھنگر کی پتھریاں تہ بہ تہ برسائیں ۝

٨٣- مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝

٨٣ - جو کہ تیرے رب کے پاس نشان دار تھیں ف٣ اور وہ بستی ظالموں (اہل مکہ) سے کچھ دور نہیں ۝

ف١ حضرت لوط کا قوت طلب کرنا اس کے صاف صاف معنی یہ ہیں کہ اس مرض کو سختی کے ساتھ روکنے کی کوشش کرنا چاہیے، کیونکہ یہ نہایت خوفناک بد اخلاقی ہے ۔

ف٢ حضرت لوط کی عورت نے دعوت کو قبول نہ کیا اور کفر و فسق میں قوم کا ساتھ دیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ جلد اور ضرور اس کو بھی معذبین میں شامل کر لیا جائے ۔

حضرت لوط چونکہ پیغمبر تھے، انہوں نے اس برائی کے خلاف تو قوم کو بالخصوص تلقین کی، مگر ان کی دعوت و تبلیغ میں بھی تفصیلی ہدایات موجود تھیں۔ جس میں توحید سے لے کر اعمال تک تمام دوسری جزئیات شامل تھیں۔ آپ کی بیوی نے آپ کی دعوت کا انکار کیا۔ اس طرح وہ اس تمام فسق و فجور کا موجب بنی جو قوم کو تباہ کر رہا تھا۔ اور اس لئے عذاب میں اس کا شامل ضروری ٹھہرا۔ ورنہ خلاف وضع فطرت کے فعل میں کوئی عورت ساتھ نہیں دے سکتی۔ یہ اس کی اصولی فطرت کے خلاف ہے جس سے متعلق ہو سکتی ہے ۔

ناپاک اور خبیث النفس لوگ

ف٣ اس بستی کو جہاں یہ ناپاک لوگ رہتے تھے اللہ کے عذاب نے آگھیرا۔ اور اسے الٹ دیا گیا، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہٹ گئے۔ یہ کیوں ؟ اس لئے کہ جب قوم میں شہوانی خیالات اس درجہ رائج ہو جائیں کہ اٹھتے بیٹھتے انہیں سوائے اس کے اور کوئی مشغلہ ہی پسند نہ ہو، جس کا مقصد مزہ، فحش اور گندا ہو جو فطرت کے ضوابط اور مستقیم اصولوں کو پس پشت ڈال دے، جو محض خواہشوں کی باتوں کا مشغلہ ڈالے۔ جو اس درجہ ذلیل ہو جائے کہ نفس کی خواہشیں اس پر غالب آ جائیں۔ اس قوم کا ہلاک ہو جانا ہی بہتر ہے۔

بَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ مِّنْ ظَهْرِهَا

ہر پیغمبر توحید کے ساتھ کچھ مخصوص تعلیمات بھی پیش کرتا ہے جن کا تعلق قوم کے ان اخلاقی و معاشی نقائص سے ہوتا ہے جو زیادہ اُبھرے ہوئے اور نمایاں ہوتے ہیں ۔

موجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم ۔

۸۴ - وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ
وَالْمِيْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ
اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
مُّحِيْطٍ ۝
۸۵ - وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝
۸۶ - بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيْظٍ ۝
۸۷ - قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ

۸۴ - اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا
بولا اے قوم اللہ کی عبادت کرو، اُس کے سوا تمہارا
کوئی معبود نہیں، اور ماپ تول میں کمی نہ کرو،
میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے
تمہاری نسبت گھیرنے والے دن کے عذاب کا
خوف ہے ۝ ف۱
۸۵ - اور اے قوم انصاف سے ماپ تول پورا
رکھو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دو اور
زمین میں فساد کرتے نہ پھرو ۝
۸۶ - اللہ کا دیا جو بچے وہ تمہارے لئے بہتر
ہے اگر مومن ہو، اور میں تمہارا نگہبان
نہیں ۝
۸۷ - بولے اے شعیبؑ، کیا تیری نماز نے

ف۱

حضرت شعیبؑ کی قوم تجارت سے شغف رکھنے والی قوم تھی۔ مگر تولنے کی بد عادت میں مبتلا تھی۔ اس لئے حضرت شعیبؑ نے انھیں اس بُرے فعل سے روکا، اور کہا، کہ اللہ کی عبادت کے ساتھ معاملات میں بھی منصف اور عادل بننے کی کوشش کرو۔ کیونکہ مذہب کا تعلق صرف

عقائد سے نہیں، بلکہ اس کو معاملات میں بھی اصلاحی ہدایات پیش کرنا لازم ہے۔ وہ عقیدے اور عبادتیں جو برائیوں سے نہیں روکتیں، تمہیں بتاؤ، ان کی کیا قیمت ہے؟ مذہب زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے۔

تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا
مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ
الرَّشِيْدُ ۝
٨٨ - قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ
رِزْقًا حَسَـنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ
اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ
اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ
وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝
٨٩ - وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ
يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ

تجھے یہ سکھلایا، کہ ہم اُن کو چھوڑ دیں جن کو
ہمارے بڑے پوجتے تھے یا یہ کہ ہم اپنے مالوں
میں جو چاہیں نہ کریں۔ تُو تو بڑا بُردبار
نیک ہے ○ ف۱
۸۸ - کہا اے قوم دیکھو تو اگر میں اپنے رب سے
حجت پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے
نیک روزی دی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ
جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں، میں آپ کروں
میرا ارادہ تو صرف اصلاح کا ہے جہاں تک مجھ سے
ہو سکے اور میری توفیق اللہ ہی سے ہے میں نے
اسی پر بھروسا کیا، اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ○ ف۲
۸۹ - اور اے قوم میری مخالفت تمہارے حق میں اس کا
باعث نہ ہو کہ تم پر کوئی مصیبت آئے جیسی قوم

اکلِ حلال

ف۱ حضرت شعیبؑ نے جب توحید کی طرف قوم کو بلایا، خدا پرستی کی تلقین کی اور کہا کہ عقیدۂ توحید عام اعمال میں بھی نظر آنا چاہئے پورا تول کرو، اور پورا ناپ کرو۔ تو انھوں نے ازراہ بدبختی کہا۔ واہ یہ کیا توحید و عبادت ہے کہ ہم اپنے آبائی عقاید کو ترک کر دیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے کل مال و دولت میں تمہارے تصرفات کو مان لیں۔ ہم جیسا چاہیں گے کریں گے۔ اس کے بعد یہ کہہ کر حضرت شعیبؑ کی کچھ چاپلوسی کی ہے، کہ تم نہایت بردبار اور نیک ہو یہ تجارت اور نفس کے داؤں گھات ہیں، تم کیا جانو، یہ کیا ہیں۔ اسلئے ان چیزوں کی مخالفت نہ کرو۔ اور دخل در معقولات سے باز آجاؤ۔

حضرت شعیبؑ نے اکل حلال کی تلقین کی کیونکہ اکل حلال ہی سے صحیح مذہبی روح باقی رہتی ہے۔ دل میں جذبات پاکیزہ رہتے ہیں دین کے بنے رہنے میں جوش اور تثبیت رہتی ہے۔ نفس کی پاکیزگی اور اعمال کی پاکیزگی کا یہ لازمی وسیلہ ہے۔ یہی اصل روح شرعی عبادت کی جان ہے اور دین کا اساس۔ مگر قوم نے اس کی مخالفت کی۔ اور حلم کھانے کی ٹھان لی۔ اس لئے کہ اکل حلال میں مشکلات ہیں۔ گھٹنے اور ناجائز طریقوں سے مال حاصل کرنے کا موقع نہیں رہتا۔ نفسانی آسائشیں فراوانی سے میسر نہیں ہوسکتیں یہ لوگ چونکہ محنت کے عادی نہ تھے۔ راحت طلب اور ہوائے نفس کے تابع تھے۔ اس لئے شعیبؑ کی دعوت قبول کرنے سے محروم رہے۔

ف۲ قوم کے اعتراضات کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، درست ہے۔ دلائل کی بنا پر کہہ رہا ہوں۔ وہ تجارت یا یعنی دین کامیاب ہے جو صداقت اور دیانتداری پر مبنی ہو۔ میری نیکی سے تم یہ توقع نہ رکھو کہ میں ان برائیوں کو نہیں سمجھتا، اور تمہارا ان میں ساتھ دوں گا۔ میں تو اصلاح چاہتا ہوں۔ مجھے تمہاری مخالفت کی پروا نہیں، کیونکہ میرا تعلق خدائے برتر سے ہے۔

حلِ لغات: شقاقی۔ میری عداوت۔ شق سے مشتق ہے

نُوحٍ اَوْ قَوْمَ هُودٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ
وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۝
٩٠ - وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَيْهِ
اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝
٩١ - قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا
مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا
ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ
وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝
٩٢ - قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ
ظِهْرِيًّا ۚ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
مُحِيْطٌ ۝
٩٣ - وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

کو نوح یا قوم ہُود یا قوم صالح پر آئی تھی،
اور قوم لُوط تم سے کچھ دُور نہیں ○
٩٠ - اور اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف
توبہ کرو۔ بے شک میرا رب مہربان محبت والا ہے ○
٩١ - بولے اے شعیب جو تو کہتا ہے ہم اس میں
کی بہت باتیں نہیں سمجھتے اور تجھے ہم اپنے درمیان
ناتوان دیکھتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم تجھے
سنگسار کرتے اور تو ہم پر غالب نہیں ہے ف۱ ○
٩٢ - بولا اے قوم کیا میری برادری خدا کی نسبت
تمہارے نزدیک زیادہ زبردست ہے۔ اور خدا کو تم نے اپنی
پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ تمہارے کام میرے رب
کے قابو میں ہیں ○
٩٣ - اور اے قوم! تم اپنی جگہ میں کام کئے جاؤ

ف۱

جب قومیں جذبہ دینداری سے عاری ہو جائیں جب ان کا نصب العین دنیا کی ہی جاہ قرار پائے۔ جب ہوائے نفس کے بادل قلب و دماغ پر چھا جائیں۔ اور دن رات حصول زر کا خیال دامنگیر ہو، جب دُنیا مقصود ٹھہرے اور دین دوسرے درجے کی چیز رہ جائے تو اس وقت پند و نصیحت بیکار ہے۔ پھر اخلاق و عظ ان کے دلوں میں اثر انداز نہیں ہوتے۔ اور نہ طبیعتیں قبول حق کے لئے آمادہ ہوتی ہیں۔

حضرت شعیب کی قوم دُنیاداری کے ان درجات کو طے کر چکی تھی۔ زرطلبی اور ہوس زر زندگی کا شعار قرار پا چکا تھا۔ اس لئے صداقت و سچائی کی راہوں میں کامیابی انہیں مشکل نظر آتی، ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ دیانتداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیونکر تجارت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کاروبار تو جھوٹ اور فریب کے سوا چل نہیں سکتے۔ اس لئے انہوں نے صاف صاف کہہ دیا۔ یہ فلسفہ دینداری ہماری عقل سے بالا ہے۔ اور جب دیکھا کہ حضرت شعیب کی کوششیں برابر جاری ہیں۔ اور وہ سب کو پاکبازی اور عدل و انصاف کی دعوت دینے میں پیہم مصروف ہیں۔ اور مایوس نہیں ہوتے۔ تو انہوں نے دھمکی دی، کہ دیکھئے۔ آپ ہم میں کمزور ہیں۔ آپ کا مار ڈالنا ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ ہمیں ان عزیزوں کا خیال ہے۔ جو ہمارے بھی عزیز ہیں اور آپ کے بھی اور جو آپ کے ہم عقیدہ نہیں۔ ورنہ کبھی آپ کا کام تمام کر دیا ہوتا۔

حلِّ لُغات

وَدُوْدٌ۔ وُد سے مشتق ہے۔ یعنی منبع محبت۔
رَهْطٌ۔ گروہ، جماعت، مردان، واحد پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔
ظِهْرِيًّا۔ ظہر سے ماخوذ ہے۔ یعنی پس پشت ڈالا ہوا۔

إِنِّيْ عَامِلٌ ۚ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ
يَّأْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ
كَاذِبٌ ۚ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ
رَقِيْبٌ ○
۹۴ - وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا
وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
وَ اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○
۹۵ - كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَا بُعْدًا
لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ○ ع
۹۶ - وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ
سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○
۹۷ - اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا

میں اپنی جگہ کام کرتا ہوں۔ آئندہ کو تمہیں معلوم ہو جائیگا
کہ رسوائی کا عذاب کس پر آتا ہے اور کون جھوٹا ہے
اور تاکتے رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ
تاکتا ہوں ○ ف

۹۴ - اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے اپنی رحمت سے
شعیبؑ اور اس کے ایماندار ساتھیوں کو بچا لیا
اور ایک چنگھاڑ ظالموں پر آئی۔ سو صبح
کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے ○
۹۵ - گویا وہاں کبھی نہ بسے تھے۔ سنتا ہے پھٹکار پڑی
مدین پر جیسے ثمود پر پھٹکار پڑی تھی ○
۹۶ - اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں اور واضح
سند کے ساتھ ○
۹۷ - فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا سو وہ لوگ

ف

حضرت شعیبؑ نے دھمکی کو صبر و
عزیمت کے ساتھ سنا اور کہا۔ تمہیں
میرے عزیزوں کا تو خیال ہے۔ مگر اللہ
کا خیال نہیں۔ جس کی جانب سے
میں مبعوث ہو کر آیا ہوں۔ تم اس کی
آواز پر کان نہیں دھرتے۔ تمہیں اس
بات کی فکر نہیں کرو۔ تمہیں کیا کہے گا
تم جو چاہو، کرتے رہو۔ میں ہرگز تمہارے
طرز عمل سے خائف نہیں۔ تم عنقریب
جان لوگے۔ کہ جھوٹا کون ہے۔ اور
سچا کون۔ کس پر اللہ کی رحمتیں ہیں؛
اور کون ذلیل اور کون عذاب کا
مستحق ہے۔
چنانچہ اللہ کا عذاب آیا۔ اور انکا
کرنے والے صفحۂ ہستی سے ہٹ
گئے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ
وَلِمَنْ سَعٰى فِيْهِ

أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ أَمْرُ فِرْعَوْنَ
بِرَشِيدٍ ۝
۹۸ - يَقْدُمُ قَوْمَهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ
ٱلنَّارَ ۖ وَبِئْسَ ٱلْوِرْدُ ٱلْمَوْرُودُ ۝
۹۹ - وَأُتْبِعُوا۟ فِى هَـٰذِهِۦ لَعْنَةً وَيَوْمَ
ٱلْقِيَـٰمَةِ ۚ بِئْسَ ٱلرِّفْدُ ٱلْمَرْفُودُ ۝
۱۰۰ - ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْقُرَىٰ نَقُصُّهُۥ
عَلَيْكَ ۖ مِنْهَا قَآئِمٌ وَحَصِيدٌ ۝
۱۰۱ - وَمَا ظَلَمْنَـٰهُمْ وَلَـٰكِن ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ
فَمَآ أَغْنَتْ عَنْهُمْ ءَالِهَتُهُمُ ٱلَّتِى
يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مِن
شَىْءٍ لَّمَّا جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ
وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ۝

فرعون کے حکم پر چلے۔ اور فرعون کا حکم
اچھا نہ تھا ○ ف ۱
۹۸ - فرعون قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا
پھر انہیں آگ جا اتارے گا اور برا گھاٹ ہے جہاں جا اترے
۹۹ - اور اس دنیا میں اور قیامت کے دن ان کے پیچھے لعنت
لگی۔ برا انعام ہے جو ملا ○
۱۰۰ - یہ بستیوں کی بعض خبریں ہیں جو ہم تجھے سناتے ہیں
بعض بستیاں قائم ہیں اور بعض اجڑ گئیں ○
۱۰۱ - اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، لیکن وہ اپنی جانوں
پر خود ظلم کر گئے۔ سو جب تیرے رب کا حکم آیا ان کے
معبود جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے ان کے
کچھ کام نہ آئے۔ اور ان کے لئے سوائے ہلاکت
کے کچھ نہ بڑھایا ○ ف ۲

جہنم کی سرداری

ف ۱ موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کو کبر و غرور سے روکا اور ارکان حکومت کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھنے کی تلقین کی اور سمجھایا۔ کہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کرو۔ انہیں آزادی و حریت کی نعمتوں سے ہمکنار ہونے دو۔ تو اس کے قیادت پسند مغرور نفس نے اس جائز اور درست مطالبے کو تسلیم نہ کیا جادوگروں کو بلایا۔ موسیٰ علیہ السلام کو ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی۔ بنی اسرائیل پر اور سختیاں شروع کر دیں۔ محض اس بنا پر کہ طبیعت میں سیادت و زعامت کا جنون تھا۔ مزاج کو کبر و غرور کے بام بلند سے نیچے آنا گوارا نہ تھا۔ یہ کسی طرح پسند نہ تھا کہ بنی اسرائیل اور فرعون ایک دین کے حلقہ بگوش ہو جائیں، ایک قبطی اور اسرائیلی دونوں ایک صف میں کھڑے ہو جائیں اس طرح سے اس کے جذبہ قیادت و سیادت کو صدمہ پہنچتا تھا اللہ تعالیٰ نے جو حسن تعبیر کی۔ وہ اس کی نفسیات کے بعینہٖ مطابق ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ یعنی قیامت کے دن بھی اس کی شان قیادت کی لاج رکھی جائے گی۔ اپنی قوم کو جہنم میں لے جائے گا۔ اور ان کے آگے آگے ہوگا۔ جس طرح دنیا میں اس نے قوم کو قلزم میں غرق کر دیا تھا۔ اس طرح آخرت میں بھی قوم کو جہنم میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہوگا۔

ف ۲

ان آیات میں موسیٰ کے قصہ کے درمیان بطور تفریع اللہ تعالیٰ نے چند دوسرے قصص امم کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ قوموں کی داستان گزر چکی ہے۔ جو بیان کی گئی ہے۔ ان کا تعلق امور غیب سے ہے۔ جس کی انبیاء کے سوا اور کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ ارشاد فرمایا۔ کہ ان قوموں پر جو عذاب آیا ہے۔ ان کی اپنی نافرمانی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ اللہ ظالم نہیں۔ جب عذاب آگیا۔ تو پھر ان کے خود ساختہ خدا انہیں عذاب سے نہ

(باقی بر صفحہ ۵۵۶)

١٠٢- وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ
الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ اِنَّ اَخْذَهٗٓ
اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ○
١٠٣- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ
عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمٌ
مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ
يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ○
١٠٤- وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ○
١٠٥- يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ○
١٠٦- فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ
فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ○
١٠٧- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

١٠٢ - اور تیرے رب کی ایسی ہی پکڑ ہے جب وہ
ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے۔ بے شک اُس کی
گرفت سخت دکھ دینے والی (ہوتی) ہے ○
١٠٣ - جو کوئی عذاب آخرت سے ڈرتا ہے اُس کے لیے تو
اس بات میں نشانی ہے۔ وہ ایک دن ہے
جس میں سب آدمی جمع ہوں گے اور وہ دن
ہے جس میں سب لوگ حاضر کیے جائیں گے ○
١٠٤ - اور ہم نے اُس دن کو ایک معین وقت تک کیلئے ملتوی کر رکھا ہے ○
١٠٥ - جب وہ دن آئے گا کوئی بے اذن خدا
بولے گا، سو کوئی اُن میں بدبخت ہوگا اور کوئی نیک بخت ○
١٠٦ - سو جو بدبخت ہیں آگ میں جائیں گے۔ اُن کو
وہاں چلّانا ہے اور دھاڑنا ہے ○
١٠٧ - جب تک آسمان و زمین قائم ہے اسی میں

(بقیہ حاشیہ)

بھاگ سکے۔ یہ کہا کہ یہ بات اللہ کے نظام میں داخل ہے کہ جب شہروں اور بستیوں میں کفر و معصیت پھیل جائے۔ اور وہ ظالم ہو جائیں۔ تو اس وقت خدا کا غضب حرکت میں آتا ہے۔ اور انہیں دنیا سے مٹا دیا جاتا ہے۔ نیز فرمایا کہ یہ واقعات عبرت و نصیحت کے لیے ہیں کہ طبیعتوں میں گداز اور تاثر پیدا ہو۔

حلِّ لغات

الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ۔ جو تم کو ملے

تعبیر ہے۔ بطور تہکم دوزخیوں کے ورود نار کو اعانت قرار دیا ہے۔

حَصِیْدٌ۔ کٹا ہوا۔ تباہ شدہ۔

تَتْبِیْبٌ۔ ہلاکت، تباب سے ہے۔

یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ۔ قیامت، جس دن سب خدا کے حضور میں کھڑے کیے جائیں گے۔

زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ۔ آگ میں جو آواز پیدا ہوگی۔ اس کو زفیر و شہیق سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی تانبے کی آگ جلے گی۔

وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ
اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ○
۱۰۸- وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ
وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً
غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ○
۱۰۹- فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ
مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ
مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ
غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ○
۱۱۰- وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ
فِیْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ
مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ

رہیں گے مگر جو تیرا رب چاہے بیشک
تیرا رب جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے ○
۱۰۸- اور جو نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہونگے
جب تک زمین آسمان ہے، وہاں رہیں
گے. مگر جو چاہے تیرا رب (اُس کی بے انتہا
بخشش ہے ○ ف۱
۱۰۹- تُو (اے محمدؐ) اُن کی نسبت جن کو یہ لوگ پوجتے
ہیں شک میں نہ (رہ) جیسے پہلے اُن کے باپ دادا پوجتے
چلے آئے ہیں یہی پوجتے ہیں اور ہم اُن کا حصہ بغیر
گھٹائے اُن کو پورا دیں گے ○
۱۱۰- اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اُس میں
اختلاف ہوا اور اگر ایک لفظ نہ ہوتا جو تیرے رب سے
پہلے نکل چکا ہے تو اُن کے درمیان بھی فیصلہ ہو چکا ہوتا اور

رحمتِ الٰہی کی فراوانیاں

ف دُنیا میں ہمیشہ دو گروہ رہے ہیں. ایک وہ جنہیں سعادت ازل سے بھرپور ملتا ہے اور دوسرا وہ جن کے حصہ میں محرومی شقاوت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ●

شروع سے ان گروہوں کے لئے حیات اُخروی میں اعمال کے موافق دو مقام تجویز فرمائے ہیں ●

ایک مقام غضب جس کا نام جہنم یا دوزخ ہے. اور ایک مقام رحمت و عفو، جو جنت یا فردوس کے نام سے مشہور ہے ان آیات میں اس حقیقت کی تشریح مذکور ہے ●

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ. عربی محاورہ ہے جس سے مراد دوام و تائید ہوتی ہے. جیسے مَا جَنَّ اللَّیْلُ. مَا نَاحَ الْحَمَامُ مَا سَالَ سَیْلٌ. مَا طَمَا بَحْرٌ. وغیرہ محاورات میں مقصد دوام ہوتا ہے ●

عذاب کی آیت میں اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کہنا اور اس کے بعد فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ کہنا. اور ثواب کی آیت میں استثنا کے بعد عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ کہنا یعنی غیر منقطع انعام. اس سے اشارہ کی جہ تیرا رحمت ترجیح ہوتی ہے. ظاہر ہے کہ اس کا دائرہ عفو و رحمت بہت وسیع ہے. اس کی ازلی رحمت جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کو آن میں سرد کر سکتی ہے. اس کا مقصد اصلاح و رحمت کے لئے ہے. ہمیشہ کے لئے ہرگز نہیں ●

اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کا استثنا آیت تعذیب میں وصلہ مستوجب کے لئے ہے ●

اور آیت تبشیر میں تائید حضرت و جنت کے لئے ہے جیسے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ میں یہ منشا نہیں کہ حضور علیہ السلام کو بھول سکتے ہیں. وہ عدم نسیان کی تاکید قولی ہے. یعنی فطری جذبات نسیان دوسروں کی طرح بھی پیدا ہو سکتا ہے. ورنہ نہیں. آیت بشارت میں بھی بالکل یہی الفاظ بیان ہے یعنی سعادت مند لوگ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گی. خدا سوا انکے اور کوئی قوت نہیں جو جنت کی نعمتوں سے محروم کر سکے گی ●

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝
۱۱۱- وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ
اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝
۱۱۲- فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ
مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ۝
۱۱۳- وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا
تُنْصَرُوْنَ ۝
۱۱۴- وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ
زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ
يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى

لوگوں کو اس میں (یعنی قرآن میں) ایک شبہ ہے ۝
۱۱۱- اور بیشک جب وقت آیا تیرا رب سب کو ان کے عملوں
کا پورا بدلہ دیگا، کہ وہ ان کے کاموں کی خبر رکھتا ہے ۝
۱۱۲- پس تو (اے محمدؐ) مع اپنے تائب ساتھیوں کے جیسا
حکم ہوا، سیدھا رہ، اور سرکشی نہ کرو، وہ تمہارا کام
دیکھتا ہے ۝ ف۱
۱۱۳- اور تم ظالموں کی طرف نہ جھکو، کہ تمہیں
آگ نہ پکڑے۔ اور سوائے اللہ کے کوئی
تمہارا دوست نہیں ہے۔ پھر کہیں مدد نہ
پاؤ گے ۝
۱۱۴- اور دن کی دونوں طرفوں میں ف۲ اور کچھ رات
گئے نماز پڑھا کر۔ کہ نیکیاں بدیوں کو
دور کرتی ہیں۔ یہ ذکر کرنے والوں کے لئے

ف۱

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ۔ میں تمام اسلامی تعلیم آجاتی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ فرائض دینی کو عزم و استقلال کے ساتھ ادا کرو، خدا کی منشاء کے مطابق تمہارا ہر قدم اُٹھے۔ مخالفت و عناد سے خوف و ہراس درست نہیں۔ مرد مومن وہ ہے جو حقائق کو جب عقل و دانش کے معیار پر پرکھ لے۔ تو پھر اس کے پائے ثبات میں کہیں لغزش پیدا نہ ہو۔ یہ چھوٹا سا جملہ سورۂ مجموعی جان ہے جس میں جدو جہد کا ایک عالم پنہاں ہے اسی لئے حضورؐ فرمایا کرتے تھے۔ شَيَّبَتْنِيْ هُوْد۔ کہ سورۂ ہود میں ادائے فرض کی تلقین نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ اللہ اللہ! وہ مُطاع جس کی ہر ساعت خدمت دین میں صرف ہوتی ہے۔ اُسے اپنی ذمہ داریوں کا کس قدر احساس ہے ۔

ف۲ طَرَفَيِ النَّهَارِ۔ سے غرض صبح اور شام کے اوقات ہیں۔ بات یہ تھی، کہ مجوسی عین طلوع و غروب کے وقت سورج کو قبلہ مان کر عبادت کرتے۔ اس آیت میں نماز کے اوقات ایسے بتائے ہیں۔ کہ سورج پرستی کے لئے کوئی موقع ہی نہ رہے۔ اسلام اس قدر سے زیادہ مکمل مذہب ہے۔ کہ اس میں ہر ممکن احتیاط موجود ہے تاکہ نظام دینی میں کہیں شائبہ شرک نہیں ۔

حضرت حسن فرماتے ہیں۔ طرفین سے فجر و عصر مراد ہے حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک صبح و مغرب۔ علامہ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ کے مسلک کی تائید فرمائی ہے ۔

علامہ رازی نے حضرت حسنؓ کے قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ میں مغرب و عشاء دونوں داخل ہیں ۔

اس کے بعد فرمایا ہے کہ نماز میں حصول تقویٰ کی بہترین صورتیں ہیں۔ اس لئے اگر کوئی شخص نماز کو قائم کرے گا۔ اور روح صلوٰۃ کو سمجھنے کی کوشش کریگا۔ تو نماز اس کے دل میں پاکیزگی کے جذبات پیدا کر دے گی۔ اسے نیک بنا دے گی۔ اور وہ گناہ، جو اس نے جہالت کی وجہ سے کئے ہیں، نیکیوں کے تلے دب جائیں گے ۔

نماز بہترین وظیفۂ طہارت ہے۔ اور نماز کی بہترین روحانی زندگی۔ اس لئے گناہوں کا جوش کم ہو جانا طبعی بات ہے ۔

حل لغات: [illegible]

لِلذّٰكِرِيْنَ ۚ	نصیحت ہے ○
۱۱۵ - وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○	۱۱۵ - اور صبر کر، اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ○
۱۱۶ - فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○	۱۱۶ - تو جو امتیں پہلے ہو گزری ہیں ان میں ایسے صاحبِ شعور کیوں نہ ہوئے کہ زمین میں فساد کرنے سے لوگوں کو منع کرتے، مگر تھوڑے تھے جنہیں ہم نے ان میں سے بچا لیا۔ اور ظالموں نے اسی (سامانِ عیش) کی پیروی کی جس میں آسودگی پائی، اور وہ گنہگار تھے ○
۱۱۷ - وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ○	۱۱۷ - اور تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کرے اور وہاں کے لوگ نیک ہوں ○
۱۱۸ - وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ○	۱۱۸ - اور اگر تیرا رب چاہتا، تو سب لوگوں کو ایک راہ پر کر دیتا۔ اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے ف ○
۱۱۹ - اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ	۱۱۹ - مگر جس پر تیرے رب کا رحم ہوا اور خدا نے

قانونِ اختلافِ طبائع

ف یعنی اختلافِ رائے ناگزیر ہے۔ جب تک دل و دماغ دنیا میں رہیں گے۔ اختلاف باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیتِ تکوینی نے کچھ ایسا سامان پیدا کر دیا ہے۔ کہ اختلافِ رائے سے کلی احتراز مشکل ہے۔ اس آیت میں اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ حضور ان اختلافات سے گھبرا نہ جائیں اور آپ کا جی تھوڑا نہ ہو۔ بتانا یہ ہے کہ ایمان و کفر میں امتیاز قدرتی بات ہے۔ آپ استقلال و ہمت کے ساتھ اپنا فرض ادا کرتے رہیں۔

آیت کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ نے بعض لوگوں کو محض جہنم کے لئے پیدا کیا ہے۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ اللہ کی مشیتِ تکوینی میں جیسے ہدایت کے لئے سامان بہم پہنچائے گئے ہیں۔ اسی طرح گمراہی کے لئے بھی آسانیاں موجود ہیں۔ اور اس میں انسانوں اور جنوں میں کوئی تفریق نہیں۔ دونوں میں ایسے لوگ موجود رہیں گے جو جہنم کے مستحق قرار پائیں گے۔

کلمۃ اللہ سے مراد ہے۔ اللہ کا ہمہ گیر قانونِ اختلافِ طبائع۔ آیت میں اس قسم کے واضح قرائن موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا مقصد یہ نہیں کہ لوگ گمراہی اور ضلالت کو قبول کریں۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ لوگ گمراہی قبول کریں گے۔

مثلاً اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ (مگر جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے) ایک قرینہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو ظلِ رحمت میں آجائیں۔ اللہ ان سے خوش ہے۔

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ۔ دوسرا قرینہ ہے۔ حضرت مجاہد و عکرمہ و قتادہ کہتے ہیں کہ ذٰلک کا مشار الیہ رحمت ہے یعنی اللہ نے لوگوں کو پیدا رحمت کے لئے کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ شقاوت کو اپنے لئے پسند کریں۔ پھر غور طلب یہ حقیقت ہے کہ اگر آیت کا یہی مفہوم ہو جو اصحابِ الحاد سمجھتے ہیں۔ تو پھر رحمت و جنت ہی اس سے بے سود ہے۔ جب یہ طے ہے کہ لوگ جہنم میں جائیں تو پھر کیوں رسول بھیجے گئے۔ کیوں کتابیں نازل کی گئیں۔ معرفتِ قرآن کی کیا ضرورت تھی

خَلَقَهُمْ ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ ○
۱۲۰- وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ
الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۚ
وَجَآءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ
وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ○
۱۲۱- وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا
عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ ۖ إِنَّا عَامِلُونَ ○
۱۲۲- وَانتَظِرُوا ۖ إِنَّا مُنتَظِرُونَ ○
۱۲۳- وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُۥ فَاعْبُدْهُ
وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ

انہیں اسی لئے پیدا کیا ہے، ان کا اختلاف کریں ف اور تیرے رب
کی بات پوری ہوئی کہ البتہ میں سب جن اور
آدمیوں سے دوزخ کو بھر دوں گا ○
۱۲۰- اور رسولوں کی خبروں میں سے ہم سب باتیں جن سے
تیرے دل کو قائم کریں، ہم تجھے سناتے ہیں اور
اس (سورۂ ہود) میں تیرے پاس حق بات آئی ہے
اور مومنین کے لئے نصیحت اور یاد دہانی ہے ○
۱۲۱- اور نہ ماننے والوں سے کہہ دے کہ اپنی جگہ میں کام
کرتے رہو، ہم بھی کام کرتے ہیں ○
۱۲۲- اور راہ تکتے رہو، ہم بھی راہ تکتے ہیں ف ○
۱۲۳- اور زمین اور آسمانوں کی پوشیدہ بات خدا کے
پاس ہے اور سارا کام اسی کی طرف جاتا ہے تو اس کی
عبادت کر اور اس پر بھروسا رکھ۔ اور تیرا رب

ف یعنی مہلت کر کے ڈھیل دے دی
ہے۔ کہ وہ سب کچھ کر دیکھیں۔ ہر سرکشی
اور تمرد کو آزما دیکھیں۔ ایک وقت
آئیگا۔ جبکہ علم حق و صداقت
بلند ہوگا۔ اللہ کا بول بالا ہوگا اور یہ لوگ
حیران ہو کر دیکھیں گے کہ یہ کیونکر
کیسے ہوگا؟ اس کا صحیح صحیح اندازہ
صرف اللہ کو ہے۔ جس نے ہر شے کو
کے اختیار میں ہیں وہی اسرار

غیب سے آگاہ ہے۔ وہ اپنی
مصلحتوں کو خوب جانتا ہے
اس لئے شیدائے حق نوازی کا فرض ہے
کہ وہ تائید الٰہی کا صمیم قلب سے
منتظر رہے۔ اور مایوس نہ ہو کیونکہ
خدا تمام حالات کو جانتا ہے
اس سے کوئی بات پوشیدہ
نہیں ●

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۱۱۱) رُكُوْعَاتُهَا (۱۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝

۲- اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝

۳- نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ
بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ
وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ
الْغٰفِلِيْنَ ۝

۴- اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ
رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

اُن کے کاموں سے غافل نہیں ۝

سُورَۂ یُوسُف

مکی ۔۔۔۔ آیتیں ۱۱۱ ۔۔۔۔ رکوع ۱۲

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- الٓرٰ۔ یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں ۝

۲- ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے
شاید تم سمجھو ۝

۳- ہم تجھے اچھا قصہ سناتے ہیں، اس لیے
کہ ہم نے یہ قرآن تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا اور
اور بے شک اس سے پہلے تو بے خبروں
میں تھا ۝ ف

۴- جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا اے ابا
میں نے گیارہ ستاروں، اور سورج

بہترین واقعہ!

ف سورۂ یوسف کا نزول اس وقت ہوا۔ جب حضورؐ مکہ چھوڑ رہے تھے۔ اور مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ تھا، غرض یہ ہے کہ جس طرح برادرانِ یوسف نے جمالِ ظاہری کو رشک و حسد کی آنکھوں سے دیکھا۔ اور بھائی کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ اسی طرح یہ برادرانِ قوم حضورؐ کے جمالِ باطنی کی تجلیات کو برداشت نہ کر سکے۔ اور حضورؐ غارِ ثور میں پناہ گزین ہوئے۔ پھر جس طرح یوسفؑ ارضِ مصر میں حکومت سے بڑے درجہ تک پہنچے۔ اسی طرح حضورؐ کو مدینے کے لوگوں نے آنکھوں پر بٹھایا۔ اس سورہ کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی ہجرت یوسفؑ کی سی ہجرت ہے۔ انشاء اللہ آپ مدینے میں یوسفؑ کی طرح اقتدار حاصل کریں گے اور یہی برادرانِ یوسفؑ آپ سے عفو و کرم کے طالب ہوں گے۔

اس سورت میں نفسیاتِ انسانی کی بعض مخفی کیفیتیں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ حسد و عناد کا انجام۔ محبت کاذب و صادق میں امتیاز۔ حسینیت کی جانب میلانِ بشری یہ سب چیزیں نہایت عمدگی سے بیان کی ہیں۔ درمیان میں بہت سے حقائق و معارف آ گئے ہیں۔ موقع بہ موقع ان کے متعلق تشریحات کی جائیں گی۔

حلِ لغات

اَحْسَنَ الْقَصَصِ۔ بہترین واقعہ، بہترین اخبار۔ قصہ کے معنے۔ کہانی یا افسانہ کے نہیں۔ بلکہ خبر دینے یا حقیقت کے ہیں۔ کیونکہ قرآن فرضی خبریں نہیں بیان کرتا۔ اس کا مقصد تو واقعات و حقائق کو بیان کرنا ہے۔

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ
سٰجِدِیْنَ ۝
۵ - قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰٓی
اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ اِنَّ
الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝
۶ - وَكَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَیُعَلِّمُكَ
مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ
نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَعَلٰٓی اٰلِ
یَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓی اَبَوَیْكَ
مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ
اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ ع
۷ - لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ
اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝

اور چاند کو دیکھا، کہ مجھے سجدہ کرتے
ہیں ۝ ف۱
۵ - کہا بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں کے روبرو بیان
کرنا، کہ وہ تیرے لئے کوئی فریب بنائیں گے، البتہ
شیطان انسان کا صریح دشمن ہے ۝ ف۲
۶ - اور اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ کریگا اور تجھے
خواب کی تعبیر سکھلائے گا۔ اور اپنی نعمت
تجھ پر، اور اولادِ یعقوب پر پوری کرے گا
جیسے اس نے پہلے تیرے باپ دادا،
ابراہیم و اسحاق پر اُسے پورا کیا۔ بے شک
تیرا رب خبردار ہے حکمتوں والا ۝ ف۳
۷ - البتہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے ذکر میں
سائلین کے لئے نشانیاں ہیں ۝

خواب کی حقیقت!

ف۱ بعض خواب قابلِ تعبیر ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق مستقبل کے حالات سے ہوتا ہے۔ اور بعض اضغاث احلام۔ یعنی خوابہائے پریشان۔ جن کی تعبیر بوجہ اختلاف احوال معقول و غیر معقول نہیں ہے۔ خواب کیوں تعبیر طلب ہوتا ہے۔ اور کیوں اس کا تعلق آئندہ واقعات سے ہوتا ہے؟ ادراک کی رو سے اس کا کوئی جواب نہیں۔ البتہ مذہب نے اس حقیقت کو بہتر سے معلوم کر لیا ہے کہ روح انسانی لطیف ان آلودگی کا نتیجہ ہے اور روح کا تعلق عالم ارواح سے ہے۔ جب روح کو کامل تجرد اور علیحدگی کا موقع ملتا ہے، وہ عالم ارواح کی جانب پرواز کرتی ہے تو اپنے ساتھ بیش بہا معارف و معلومات لاتی ہے۔ خواب کی پوری پوری حقیقت اب تک معلوم نہیں ہو سکی۔ بہر حال آئندہ معلومات کی آئینہ داری کی کامل تنظیم ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ

کے گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ اور چاند سورج بھی جھکے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہیں تعجب ہوا۔ اور انہوں نے اپنے والد سے استفسار کیا۔

ف۲ مشفق باپ نے بتایا، کہ تعبیر اچھی ہے۔ اپنے بھائیوں سے ذکر نہ کرنا، کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ کیونکہ اس طرح ان کے دل میں حسد و رشک کی آگ جل اٹھے گی۔

اس آیت میں انسان کی اس خصلت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان بالطبع دوسروں کے عروج کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک باپ کی اولاد ہیں۔ بھائی بھائی ہیں۔ مگر یہ منظور نہیں کہ یوسف کسی بات میں سبقت لے جائے۔

ف۳ سچے خواب نبوت کا ایک حصہ ہیں۔ کیونکہ قلب جس قدر پاک اور مصفا ہوگا۔ اسی قدر صفات عالیہ کے انکشاف کی اس میں استعداد زیادہ ہوگی۔ انبیاء جو کچھ بذریعہ خواب دیکھتے ہیں۔ وہ بالکل حق اور حقیقت ہوتی ہے۔ اسی طرح ان میں سے کوئی بھی ہوتا ہے، کہ خواب کی صحیح صحیح تعبیر معلوم کرلیں۔ و باقی

۸ - اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْہُ اَحَبُّ
اِلٰٓی اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَۃٌ ؕ
اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ۨ ۝
۹ - اقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْہُ اَرْضًا
یَّخْلُ لَکُمْ وَجْہُ اَبِیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا
مِنْۢ بَعْدِہٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ۝
۱۰ - قَالَ قَآئِلٌ مِّنْہُمْ لَا تَقْتُلُوْا
یُوْسُفَ وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ
الْجُبِّ یَلْتَقِطْہُ بَعْضُ السَّیَّارَۃِ
اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝
۱۱ - قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَا لَکَ لَا تَاْمَنَّا
عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَہٗ
لَنٰصِحُوْنَ ۝

۸ - جب بولے کہ البتہ یوسف اور اس کا بھائی (بنیمین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارا ہے حالانکہ ہم زبردست جماعت ہیں، بیشک ہمارا باپ صریح خطا میں ہے ○

۹ - یوسف کو قتل کرو، یا کسی زمین میں پھینک دو تب باپ کی توجہ خالص تمہاری طرف ہو گی، اور تم اس کے بعد بھلے لوگ ہو رہنا ○

۱۰ - ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا، یوسف کو قتل نہ کرو۔ اور اگر تم کو کرنا ہی ہے تو اُسے تاریک کنوئیں میں ڈال دو، کہ کوئی راہ گیر اُسے اٹھا لے ○

۱۱ - بولے، اے باپ! تیرا کیا حال ہے کہ یوسف کی نسبت تو ہمارا اعتبار نہیں کرتا۔ اور ہم اس کے خیرخواہ ہیں ○ ف

حضرت یعقوب نے یوسف علیہ السلام کو خوشخبری دی کہ تمہیں علم التعبیر سے بہرہ ور کیا جائے گا۔ تم خواب کی اچھی تعبیر کر سکو گے۔ نیز تم پر اللہ کا فضل ہو گا۔ اور تم ابراہیم و اسحٰق کی مسند پر بیٹھو گے۔

فن تعبیر وجدان صحیح اور ذوق سلیم پر موقوف ہے، علمی طور پر اس کی جزئیات مدون نہیں۔

یوسف کیوں باپ کو پیارے تھے!

ف اب یوسف علیہ السلام کے خلاف سازشیں شروع ہوتی ہیں۔ بھائی طے کرتے ہیں، کہ یوسف کو تاریک کنوئیں میں ڈال دیا جائے، اور کہہ دیا جائے کہ اس کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے تاکہ ہم یوسف کی جگہ لے لیں، اور باپ ہم سے زیادہ محبت کرنے لگے۔

بات یہ تھی کہ حضرت یوسف کو خلعت نبوت ملنے والا تھا، یہ بچے ہونہار اور سعادت مند اور صابر لڑکے تھے، باپ کو بالطبع ان سے زیادہ اُنس تھا۔ اور یہ محبت دوسروں کو ناگوار تھی۔ قرآن حکیم سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ یہ لوگ بھی انبیاء تھے۔ بلکہ حضرت یعقوب کی بدگمانی اور ان کے دوسرے افعال سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ انبیاء نہ تھے۔ کیونکہ انبیاء کا دل اس نوع کے جذبات سے پاک ہوتا ہے۔

حلّ لُغات

سٰجِدِیْنَ۔ خواب میں چاند اور سورج چونکہ جھک گئے تھے اس لئے انہیں انسان فرض کر لیا گیا۔ اور ساجدین کہا گیا۔ ورنہ ساجدۃ ہونا چاہئے تھا۔

تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ۔ باتوں کی سمجھ بوجھ۔ لفظ عام ہے۔ مگر مراد یہاں تعبیر رؤیات ہے۔

ضَلٰلٍ۔ گمراہی، مطلوب ہونا، گم ہونا، ہلاک ہونا، ضلال کا لفظ عربی میں وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لغزش لڑکے سے لے کر گناہ کبیرہ تک سب کو ضلال کہا جاتا ہے

ہر جگہ اس سے جہاں یہ استعمال ہو یہی مطلب لینا چاہئے، اگر ان معنوں میں یہاں استعمال ہو سکتا ہے۔ یہاں مطلوب ہونے کے معنے ہیں۔ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ

۱۲ - أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ
يَلْعَبْ وَإِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝
۱۳ - قَالَ إِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ أَنْ تَذْهَبُوْا
بِهٖ وَأَخَافُ أَنْ يَّأْكُلَهُ الذِّئْبُ
وَأَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝
۱۴ - قَالُوْا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ
إِنَّآ إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝
۱۵ - فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَأَجْمَعُوْٓا أَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ
غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ
بِأَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
۱۶ - وَجَآءُوْٓ أَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝
۱۷ - قَالُوْا يٰٓأَبَانَآ إِنَّا ذَهَبْنَا
نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ

۱۲ - اُسے کل ہمارے ساتھ بھیج کہ کچھ چرائے اور
کھیلے ۔ اور ہم اُس کے محافظ ہیں ف۱ ۝
۱۳ - بولا مجھے اس سے غم ہوتا ہے کہ تم اُسے
لے جاؤ ، اور ڈرتا ہوں کہ اُسے بھیڑیا کھا جائے
اور تم اُس سے غافل رہو ۝
۱۴ - بولے ، اگر اُسے بھیڑیا کھا جائے اور
ہم قوی جماعت ہیں تو تو ہم زیاں کار ہوئے ۝
۱۵ - پھر جب اُسے لے گئے اور اس امر پر اتفاق کیا
کہ اُسے تاریک کنوئیں میں ڈال دیں ، اور ہم نے
یوسف کو وحی بھیجی کہ تو اُن کے اس کام سے اُنھیں
خبردار کرے گا ۔ اور وہ نہ جانیں گے ۝ ف۲
۱۶ - اور اندھیرے اپنے باپ کے پاس روتے آئے ۝
۱۷ - کہا اے باپ ہم آپس میں آگے نکلنے کو دوڑنے لگے اور یوسف کو اسباب

ف۱

یرتع و یلعب ۔ سے معلوم ہوا ، کہ کھیل کود منع نہیں
بلکہ جائز و مستحسن ہے ۔ کھیل وہ ممنوع ہے ۔ جس میں محض وقت
ضائع ہوتا ہے ۔ جسم انسانی و فکر انسانی کو اس سے کوئی تقویت
نہ ملے ۔ وہ کھیل اور ورزش جس سے طبیعت میں انشراح و نشاط
پیدا ہو ۔ درست ہے ۔

قرآن کا مقصد جب کسی واقعہ کو بطور عبرت پیش کرنا ہوتا
ہے تو وہ غیر ضروری تفصیلات کو جو آرائش افسانہ کے قبیل
سے ہیں ، ترک کر دیتا ہے ۔ اور صرف وہ حصہ ذکر کرتا ہے
جو اصل مقصود ہے ۔

ف۲

خدا کا قانون ہے کہ جب دنیا کی امانت کے رشتے منقطع
ہو جائیں ۔ آپس کا رشتہ ٹوٹ جائے ، اور یاس کے بادل
اُمنڈ آئیں ۔ اُس وقت وہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے جب
یوسف کے بھائیوں کا خون سفید ہو گیا ۔ اُن کے دلوں میں
شفقت و اخوت کے سوتے خشک ہو گئے ۔ اور وہ
ظالمانہ سلوک پر مستعد ہو گئے ۔ تو اس وقت اللہ کی
رحمت جوش میں آئی ۔ اس کا سوائے کرم نو جوان ہوا
اور یوسف کو تاریک کنوئیں میں سلامتی و کامیابی کی
خوشخبریاں سنائی دینے لگیں ۔ اللہ نے کہا ۔ فکر نہ کرو ،
ایک وقت آئے گا ۔ کہ تم انھیں شرمندہ کرو گے ،
اور انھیں معلوم نہیں ہوگا ۔ کہ تم یوسف ہو ۔

حلِّ لغات

یرتع ۔ آزادی سے کھانا پینا ۔

عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ
اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا
صٰدِقِيْنَ ○
۱۸ - وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ
فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ
عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ○
۱۹ - وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ
فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا
غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○
۲۰ - وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ
مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ

کے پاس یوسفؑ کو بٹھا دیا سو اسے بھیڑیا کھا گیا
اور تُو تو ہماری بات باور نہ کرے گا، اگرچہ ہم
سچے ہوں ○
۱۸ - اور اس کے کُرتے پر جھوٹا لہو لگا لائے،
یعقوبؑ بولا، ہرگز نہیں بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لئے
ایک حیلہ بنایا ہے اب صبر ہی بہتر ہے اور جو
تم کہتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں ○ ف۱
۱۹ - اور ایک قافلہ آ گیا، انہوں نے اپنا سقا (پانی کا) بھیجا
اس نے اپنا ڈول ڈالا، بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ تو
لڑکا ہے، اور اہل قافلہ نے اسے بطور پونجی چھپا لیا
اور اللہ جانتا تھا جو وہ کرتے تھے ○
۲۰ - اور انہوں نے اسے بقیمت ناقص چند گنتی
کی پاؤلیوں پر بیچ دیا۔ اور اس سے

ف جب برادران یوسفؑ رات کے وقت
دھاڑیں مارتے ہوئے لوٹے۔ تو کہنے لگے
کہ ابا! آپ ویسی یاد دلائیں۔ یوسفؑ کو
بھیڑیئے نے کھا لیا ہے۔ اور ثبوت میں
یوسفؑ کا خون میں تر بتر قمیص پیش کر دیا
جس میں جھوٹ موٹ خون لگا لیا گیا تھا۔
حضرت یعقوبؑ نے فراستِ پیغمبری
سے پہچان لیا۔ کہ یہ جھوٹ ہے اس لئے
ان سے کہہ دیا۔ کہ یہ محض فریب ہے تم نے
یہ قصہ میرے سامنے سرخرو ہونے کے
لئے بنا لیا ہے۔ اس میں کوئی صداقت
نہیں۔
اس کے بعد اس مصیبتِ عظمیٰ پر اپنے صبر کا
اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ ان مواقع پر صبر ہی
بہترین ہے۔ اللہ ہماری مدد کرے گا۔

حلِ لُغات

سَيَّارَةٌ۔ گھومنے پھرنے والے سیاح
وَارِدَهُمْ۔ وارد وہ ہوتا ہے جو قافلے
کے آگے آگے چلتا ہے۔ تاکہ پانی اور
گھاس وغیرہ کی دیکھ بھال کرے۔ اور
ٹھہرنے کے لئے اچھی جگہ تلاش
کرے۔

مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ○
۲۱- وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ
لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِیْ مَثْوٰهُ عَسٰٓی
اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ
كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ
وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ
وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
۲۲- وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ
عِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی
الْمُحْسِنِيْنَ ○
۲۳- وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ
بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ

بیزار تھے ○
۲۱ - اور جس مصری نے اُسے خریدا، اپنی عورت
سے کہا، اس کو عزت سے رکھ، شاید ہمارے
کام آئے۔ یا ہم اُسے بیٹا بنالیں، اور
اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ دی،
اور تاکہ ہم اُسے باتوں کی تاویل سکھلائیں،
اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے۔ لیکن
اکثر آدمی نہیں جانتے ○ ف
۲۲ - اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا، ہم نے اُس کو حکم
اور علم دیا۔ اور اسی طرح ہم نیکوں کو جزا دیا
کرتے ہیں ○
۲۳ - اور جس عورت کے گھر میں وہ تھا اس نے اُس کو
اُس کے نفس سے پھسلایا۔ اور دروازے بند

یُوسف مصر میں!

ف یہاں سے پھر اصل قصہ کا آغاز ہوتا ہے ۔

حضرت یوسف کو جب بھائی کنوئیں میں ڈال کر چلے گئے تو وہاں سے ایک قافلہ گزرا۔ اور پانی کی تلاش میں وہ اس کنوئیں پر ٹھہر گیا۔ کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ تو معلوم ہوا کہ اس میں ایک خوش طلعت لڑکا موجود ہے۔ وہ مارے مسرت کے چلا اُٹھے۔ کہنے لگے۔ زہے قسمت! ہمیں ایک نہایت حسین لڑکا مل گیا ہے۔ اس کے بعد یوسف کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا۔ اور مصر میں نہایت سستے داموں یعنی چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا۔ کیونکہ وہ اس کی حقیقی قدر و قیمت سے آگاہ نہ تھے ۔

خریدار عزیز مصر تھا۔ گھر لے جا کر بیوی کو تاکید کر دی کہ اسے عزت و آرام سے رکھیو۔ عجب نہیں کہ ہمیں فائدہ دے۔ یا ہم اسے بیٹا ہی بنا لیں ۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کے لئے میدان صاف کر دیا۔ اور انہیں تمکن فی الارض کے لئے موقع دیا۔ یعنی سرزمین مصر میں جگہ دی ۔

غور کیجئے قسمت اپنے کام کس درجہ منظم طریق پر انجام دیتی ہے۔ یوسف جب کنعان میں ہیں شفیق والد ہر وقت نگاہ میں رکھتے ہیں۔ ایک لمحہ آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔ ایک خواب بھائیوں کے دل میں حسد و رشک کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔ بھائی جنگل میں فوراً ایک گہرے اور تاریک کنوئیں میں پھینک دیتے ہیں تاکہ ہلاک ہو جائے۔ خدائے علیم دیکھ رہے ہیں۔ ایک قافلہ کو بھیج دیتے ہیں۔ اور انہیں عزیز مصر کے گھر پہنچا دیتا ہے ۔

کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ یوسف، خاندان نبوت کا چشم و چراغ، غلاموں کی طرح بکتا ہے۔ اور کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ یہی غلامی آقائی کی تمہید بن جاتی ہے ۔

اللہ اپنے ارادوں کی تکمیل کیلئے حیرت انگیز طریق اختیار کرتا ہے

[illegible]
دیکھئے۔ حضرت یوسف کو کن طریقوں سے مصر کی وزارت ملتی ہے ۔

الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ
قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ
مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ○
٢٤ - وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا
لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ
كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ
وَالْفَحْشَاءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا
الْمُخْلَصِينَ ○
٢٥ - وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ
قَمِيصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلْفَيَا
سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ ۚ قَالَتْ
مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ
سُوءًا إِلَّا أَن يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ

کر لئے ۔ اور کہا جلد آ ۔ یوسف بولا ،
اللہ کی پناہ ۔ وہ میرا آقا ہے ، اس نے میرا اچھا
ٹھکانا کیا ۔ البتہ ظالم لوگ بھلائی نہیں پاتے ○ ف۱
٢٤ - اور عورت نے اس کے ساتھ ارادہ کیا ۔ اور اگر
یوسف اپنے رب کی طرف کے برہان نہ دیکھتا تو وہ بھی عورت
کا ارادہ کرتا ۔ یوں ہی ہوا ۔ تاکہ ہم اس سے بری
اور بے حیائی کو ہٹائیں ، کروہ ہمارے منتخب بندوں
میں تھا ○ ف۲
٢٥ - اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے اور عورت نے
یوسف کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ دیا ، اور عورت کا شوہر
دروازے کے پاس دونوں کو مل گیا ۔ عورت بولی
جس نے تیری عورت کے ساتھ بدی کا ارادہ کیا
اس کی اور کیا سزا ہے مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کا عذاب

عفتِ نفس کی بہترین مثال!

ف۱ جب یوسف جوان ہو گئے ۔ تو عزیزِ مصر کی عورت نے اظہارِ عشق و محبت شروع کر دیا ۔ اور ایک دن موقع پا کر مکان کے دروازے بند کر دیے ۔ اور عورت وہی کہ یوسف معروفِ عشق ہوں ۔ آپ نے کمال پاکبازی سے جواب دیا ۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے ۔ عزیزِ مصر نے تو مجھ پر احسان کئے ہیں ۔ اور میں انہیں دھوکہ دوں ۔ یہ ظلم مجھ سے نہ ہو سکے گا ۔

یہ اس وقت کے تمدن کا صحیح نقشہ ہے ۔ کہ امراء کی عورتیں عام طور پر عصمت فروشی ہوتی تھیں ۔ اور شہواتِ نفسانی میں اس درجہ غلو تھا ۔ کہ اپنے غلاموں سے بھی پرہیز نہیں تھا ۔ آج کل بھی اونچے طبقوں میں یہی کیفیت ہے ۔ کیونکہ دولت کی فراوانی کے ساتھ دینی ضبط اور کنٹرول نہیں ۔ جس سے نفس کی شورشوں کو روکا جا سکے ۔

حضرت یوسف کا ضبطِ نفس دیکھئے ۔ گناہ ، پوری طاقت کیساتھ دعوتِ عمل دے رہا ہے ۔ خود جوان ہیں ۔ عزیزِ مصر کی حسین و معزز عورت بلا رہی ہے ۔ مکان بند ہیں ، پوری خلوت ہے مگر یوسف خدا سے پناہ مانگتے ہوئے صاف بچ جاتے ہیں ؛ اور زبانِ حال سے گویا ہوتے ہیں ؎

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

ف۲ هَمَّتْ بِهِ پر دراصل وقف ہے ۔ اور هَمَّ بِهَا پر نہیں ۔ مقصد یہ ہے ۔ کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے تو کھلا کھلا بدی کا ارادہ کر لیا تھا ۔ مگر یوسف متوجہ نہیں ہوئے ۔ کیونکہ وہ برہانِ عزت کو بصیرت کی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے ۔ موجودہ قرأت صحیح نہیں ۔ اور لفظی هَمَّتْ هَمَّ بِهَا کے معنی تیج ضمنی کے ہیں ۔ جو طبعی بات ہے ۔ انبیاء قوت رجولیت سے تو بہر حال دوسرے لوگوں سے زیادہ بہرہ مند ہوتے ہیں ؛ کیونکہ ان کی قوتیں بے لوث رہتی ہیں ۔ اور ضائع نہیں ہوتیں ؛ مگر اس قوت کا استعمال کبھی ناجائز طریق پر نہیں ہوتا ۔ (دوباقی ص)

الْعَلِيْمُ ○

۲۶- قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ
وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ
اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ
فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○
۲۷- وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ
فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○
۲۸- فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ
قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ
كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○
۲۹- يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۜ
وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ
كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ○

دیا جائے ○
۲۶- یوسف بولا۔ اسی نے مجھ سے یہ خواہش کی تھی کہ میں اپنے نفس کو بچا نہ رکھوں۔ اور عورت کے لوگوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر اس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور وہ جھوٹا ہے ○
۲۷- اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور وہ سچا ہے ○
۲۸- پھر جب عورت کے شوہر نے اس کا کرتہ پیچھے پھٹا دیکھا۔ تو بولا بے شک تم عورتوں کا فریب ہے۔ البتہ تمہارا فریب بڑا ہے ○ ف۱
۲۹- اے یوسف۔ اس بات سے درگزر کر۔ اور اے عورت۔ اپنے گناہ کی معافی مانگ تو ہی خطا کاروں میں ہے ○

آیت کا مقصد یہ ہوگا۔ کہ اس دعوت معصیت پر حضرت یوسف کا طبعی حدود تک متاثر ہونا لازم تھا مگر برہان نبوت نے انہیں بچالیا۔ اور حقیقت میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ نے باوجود نفسانی کشاکش کے جذبات پر فتح حاصل کرلی۔ یہی اصل عفت ہے۔ کہ تقاضائے بشری مجبور کرے اور نفس ہوی آگا روک کر کھڑا ہو جائے۔

وہ شخص جس کے دل میں گناہ کی تحریک ہی پیدا نہ ہو۔ وہ اگر بچ جائے تو کمال نہیں۔ کمال یہ ہے کہ باوجود نہایت خواہش نفس کے انسان عفیف رہے۔

ف۱

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ۔ عزیز مصر کا مقولہ ہے۔ کہ تمہارے چرتر بہت خطرناک ہیں۔ اور وہ بھی اس زمانے کی عورتوں کے لئے۔ عام عورتوں کے باب میں یہ صحیح نہیں۔ اسلام نے عورتوں کو عفیف قرار دیا ہے۔ اور ان کی عزت کی ہے۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ عورتیں عموماً مردوں سے زیادہ عفیف ہوتی ہیں۔ گناہ کی تحریک مردوں کی جانب سے ہوتی ہے۔ اگر مرد خود پاکباز رہیں۔ اور عورتوں کی بہتر تربیت کریں۔ تو پھر اس نوع کے خطرات باقی نہیں رہتے۔

حل لغات

كَيْدَكُنَّ۔ چرتر، مکر، فن۔

٣٠ - وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ
الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ
قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
٣١ - فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ
اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً
وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا
وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا
رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ
اَيْدِيَهُنَّ ۡ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ
مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ
اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ○
٣٢ - قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ

٣٠ - اور شہر کی عورتوں نے آپس میں کہا۔ عزیز کی
عورت اپنے غلام کو بدی پر پھسلاتی ہے۔ اور
اُس کی محبت میں فریفتہ ہو گئی ہے۔ ہم اُسے
صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں ○
٣١ - پھر جب عزیز کی عورت نے عورتوں کے مکر کو سنا
تو اُن کی طرف بُلاوا بھیجا اور اُن کے لئے محفل بنائی
اور اُن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دی
اور یُوسف سے کہا اُن کے سامنے نکل آ۔ پس جب
عورتوں نے اُسے دیکھا۔ تو اُسے بڑا جانا۔ اور اپنے
ہاتھ کاٹ لیے۔ اور کہا، حاشا للہ،
یہ انسان نہیں۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ
ہے ○ ف
٣٢ - عزیز کی عورت نے کہا۔ یہی ہے وہ جس کی بابت

ازدیادِ محبت

ف خوشبو اور محبت ہزار پردوں میں ہو، چھپی نہیں رہتی۔ خاتونِ مصر کے عشق کا دُور دُور چرچا ہو گیا۔ گھروں میں عورتیں طعنے دینے لگیں کہ ایسی بھی کیا محبت جو اپنے غلام سے ہو۔ اور والہانہ ہو۔ یہ صریح گمراہی اور مسلوبیت ہے ○

اصل یہ ہے کہ جب تک واردات محبت سے کوئی شخص آگاہ نہیں ہوتا۔ وہ نشاں کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ انہیں کیا معلوم یُوسف میں کیا جادو ہے۔ جو عزیزِ مصر ایسی شریف خاتون عزت و ناموس سے بے پروا ہو کر باولی ہو رہی ہے ○

جب امرأۃ العزیز کو معلوم ہوا کہ کچھ عورتیں میرے یُوسف پر طعنہ زن ہیں۔ اور میری محبت پر حرف گیر، تو اس نے ایک بڑی طعام کا انتظام کیا۔ عورتیں آ آ کر مسندوں پر بیٹھ گئیں۔ چھریاں ہاتھ میں ہیں اور کھانے پینے میں مصروف ہو گئیں۔ اور حضرت یُوسف کو حکم ہوا۔ کہ اس محفل طرب و ناز میں داخل ہوں اور اپنے

جلوۂ پاک سے انہیں مسحور کر دیں۔ انہیں جتلا دیں کہ عزیزۂ مصر کا عشق کسی معمولی شخصیت کے ساتھ نہیں ○

حضرت یوسف ہزاروں ہزار تقدس اسی مجلسِ ناز میں اچانک داخل ہوئے۔ عورتوں نے دیکھا کہ حُسنِ ظاہری کے ساتھ حُسنِ باطنی کی بھی کمی نہیں۔ اور جبینِ تقدس سے پاکبازی کی تیز کرنیں نکل رہی ہیں۔ تو بے اختیار بول اُٹھیں۔ سُبحان اللہ یہ انسان نہیں، کوئی پاک سیرت اور بزرگ فرشتہ ہے۔ ہاتھ بے خودی میں کاٹ لیے۔ نازک نازک انگلیاں زخمی ہو گئیں۔ عزیزۂ مصر کو موقع مل گیا۔ اس نے چمک کر کہا۔ یہی ہے وہ مردِ مقدس، جس پر میں سو جان سے عاشق ہوں۔ اور اسی کے بارہ میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ میں نے بہتیری کوشش کی۔ کہ کسی طرح اس کو اپنی طرف مائل کروں۔ مگر یہ بچا رہا۔ یہ درست ہے۔ اب کی میں اسے مجبور کر دوں گی۔ اور اگر یہ وہ کام نہ کریگا جو میں اس سے کہتی ہوں۔ تو جیل میں بھجوا دوں گی ○

فِيْهِ ۚ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ
نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۚ وَلَئِنْ لَّمْ
يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا
مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

تم نے مجھے ملامت کی، بیشک اُسے میں نے پھسلایا تھا کہ
اپنا نفس میرے حوالہ کرے سو اُس نے آپ کو بچایا اور البتہ
اگر میرا کہا نہ مانے گا، تو قید میں جائے گا، اور
ذلیل ہوگا ۝

٣٣- قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا
يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ
عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَ
اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

٣٣- بولا اے رب جس بات کی طرف مجھے بلاتی ہیں
اس سے قیدخانہ مجھے زیادہ پسند ہے اور اگر
تو ان کا فریب مجھ سے دفع نہ کرے تو میں ان کی طرف
مائل ہوجاؤں گا اور جاہلوں میں ہوں گا ۝

٣٤- فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ
عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ اِنَّهٗ هُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

٣٤- سو اُس کے رب نے اُس کی دعا قبول کی۔ پھر
اُس سے ان کا فریب ہٹایا۔ البتہ وہ
سنتا جانتا ہے ۝ ف١

٣٥- ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ
لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

٣٥- پھر لوگوں کو نشانیاں دیکھنے کے بعد یوں سوجھا
کہ اُسے ایک وقت تک قید رکھیں ۝

ع ١٢

ف١

حضرت یوسف نے عزیزِ مصر کو تو جواب دیا، کہ میں جیل میں جانا پسند کرتا ہوں۔ مگر یہ دعوتِ معصیت قبول نہیں؛ اور اُن عورتوں کے متعلق جو دیدہ جرأت ہیں کہ یوسف کو تھم رہی تھیں۔ اور چاہتی تھیں کہ کسی طرح ہماری کوئی ادا اُسے پسند آجائے۔ یہ دعا مانگی۔ کہ اللہ ان نازک مواقع پر تو ہی ہے جو اپنے بندوں کو گناہوں سے بچا سکتا ہے۔ جب چاروں طرف سے معصیت کے جال بچھ رہے ہیں۔ تو تو ہی ہے جو ان کی گرفت پر رحمت فرماتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مقام پر حضرت یوسف کا دعا کرنا اور بُرائی سے سخت نفرت ہونا انتہا درجے کی خدا پرستی ہے ۝

غور کرو۔ خوش جمال عورتوں کا پرا جما بیٹھا ہے۔ اور عشق و محبت کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔ آتشِ نفس کو بھڑکایا جا رہا ہے۔ مگر وہ اللہ کا بندہ پیکرِ جلالت میں دستِ بدعا ہے کہ خدایا اس مصیبت سے بچا۔ اس امتحان سے مجھے نکال۔ اور عاصمۃ اللہ کی جانب رجوع ہے۔ خدا کا خوف دل پر غالب ہے ۝

٥٦٩ و ٥٧٠

حَلِّ لُغَات

شَغَفَهَا۔ غلافِ قلب میں محبت سماگئی ۝ ابوعبیدہ: محبت نے دل پھونک دیا ۝ جوہری: داغ لگا دیا ۝ نحاس: دل کے ساتھ محبت چپک گئی ۝ دل کے پردوں کو چاک کر گئی ۝ حسین: مختلف معانی ہیں۔ غرض ایک ہے یعنی غلبۂ عشق و جنون ۝

مُتَّكَاً۔ مسند۔ بعض نے تخفیف کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔ جس کے معنے ترنج کے ہیں ۝

اَكْبَرْنَهٗ۔ مفسرین نے مختلف معانی کئے ہیں، جو مدوح رکھ سکتے ہیں، در اصل اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اُنھوں نے خلافِ توقع حضرت یوسف کو نہایت قابلِ احترام پایا ۝

٣٦ - وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ
قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ
خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ
اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ
اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
٣٧ - قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ
اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ
يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ
رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ
لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝
٣٨ - وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

٣٦ - اور اُس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان اَور بھی
گئے۔ اُن میں سے ایک بولا، میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں
کہ میں شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا
ہوں کہ اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوں اُس میں سے
پرندے کھاتے ہیں، ہم تجھے نیک آدمی دیکھتے ہیں
تو ہمیں اس کی تعبیر بتلا ۝
٣٧ - بولا، جو کھانا تمہیں ہر روز ملتا ہے کبھی وہ تمہارے
پاس آنے نہ پائے گا کہ اس کے آنے سے پہلے میں
اس کی تعبیر تمہیں بتلاؤں گا، یہ وہ علم ہے جو میرے
رب نے مجھے سکھلایا۔ میں نے اُن کا دین چھوڑ
دیا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت
کے منکر ہیں ۝ ف۱
٣٨ - اور میں اپنے باپ دادوں ابراہیم اور اسحاق

مسلمان قیدی کے فرائض دینی

ف۱

اللہ کے نیک بندے جہاں کہیں ہوں اپنے فرائض تبلیغ سے غافل نہیں رہتے۔ اور اپنے کردار و عمل کو یہ ثابت کرتے رہتے ہیں کہ ہم نیکی کے داعی اور بھلائی کے منادی ہیں ۔

حضرت یوسف جیل میں بھیجے گئے۔ کیونکہ انہوں نے عزیزۂ مصر کی محبت کو ٹھکرا دیا تھا اور ہوائے نفس کی مخالفت کی تھی۔ اُن کے ساتھ دو اور قیدی تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک شراب کو نچوڑ رہا ہے۔ اور دوسرے کے سر پر روٹیاں ہیں۔ جنہیں پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسف کو نیک و صالح سمجھ کر تعبیر خواب کی حضرت یوسف نے کہا، کہ میں ضرور تعبیر بتلاؤں گا۔ پہلے چند گزارشات سن لیجئے۔ اس کے بعد اُن کا پورا وعظ مذکور ہے۔ جس میں انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ مسئلہ توحید کو بیان کیا۔ اور ان کی اس عقیدت سے جائز فائدہ اٹھایا۔ پوچھا، کہ بتاؤ۔ تم بہت سے خداؤں کو پسند کرتے ہو۔ یا ایک مالک کو جو سب پر حاکم ہو؟ غرض یہ تھی، کہ یہ لوگ ایمان کی نعمت سے بہرہ ور ہو جائیں۔ قرآن چونکہ کامل دستور اصل ہے۔ اس لئے ضرور تھا۔ کہ وہ بتلائے کہ قیدیوں کے لئے کیا طریق کار ہو۔ وہ قید کے دن کس طرح کاٹیں ۔

اسوۂ یوسف اسیرانِ بلا کے لئے درس حکمت ہے۔ مسلم قیدی کے فرائض میں ہے، کہ وہ وہاں بھی نیک اور صالح رہے۔ اور لوگ اس کے نیک عمل سے برابر استفادہ کرتے رہیں۔ جیل کی چار دیواری میں بھی وہ اس درجہ خود دار ہو کہ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کی تلقین کرے اور ہوائے (باقی برصفحہ)

وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ۚ مَا كَانَ لَنَآ
اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ
مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى
النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

اور یعقوب کے دین کا متبع ہو گیا ہوں۔ ہمارا
کام نہیں کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں،
یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل
ہے۔ لیکن اکثر لوگ ناشکر
ہیں ۝

٣٩ ۔ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ
مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ ۝

٣٩۔ اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو، بھلا کیا
چند جدا جدا رب بہتر ہیں، یا اکیلا زبردست
اللہ بہتر ہے ۝

٤٠ ۔ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ
الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا
اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

٤٠۔ اس کے سوا جس چیز کو تم پوجتے ہو صرف چند
نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے
ہیں، اللہ نے ان کے بارہ میں کوئی سند نازل نہیں
کی، حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے اس نے فرما دیا ہے
کہ صرف اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا دین ہے

اللہ کے اور کسی سے نہ ڈرے۔
جو یہ ہے کہ کے وقت
کو انسان برداشت کر لیتا ہے مگر معصیت
و ابتلا کی آزمائش کڑی ہوتی ہے
حضرت یوسف نے قصر شاہی میں
رہ کر عفاف و عصمت کا ثبوت دیا
اور جیل کی بند کوٹھری میں بھی تبلیغ
جاری رکھی۔

حل لغات

اَسْمَآءً۔ یعنے خالی نام۔ جس میں
کوئی حقیقت نہ ہو۔
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ قائم رہنے
والا دین۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
۴۱ - يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا
فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ
فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ
قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ○
۴۲ - وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا
اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ فَاَنْسٰهُ
الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ
فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ○
۴۳ - وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ
بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ
عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ
وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○
۴۱ - اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو! تم میں سے
ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور دوسرا سُولی
پر چڑھایا جائے گا اور اس کے سر میں سے پرندے نوچ کر کھائیں گے
وہ کام فیصل ہو گیا جس میں تم دو فتویٰ چاہتے تھے ○
۴۲ - اور جس کی نسبت یوسف کو گمان تھا کہ وہ ان دونوں
میں سے بچے گا اُس سے کہا اپنے مالک پاس میرا ذکر کر
سو شیطان نے اُسے اپنے مالک کے پاس یہ ذکر کرنا
بھلا دیا۔ پھر وہ قید خانہ میں کئی برس رہا ف۱ ○
۴۳ - اور بادشاہ نے کہا میں خواب میں سات موٹی
گائیں دیکھتا ہوں۔ اُن کو سات دُبلی کھا
رہی ہیں۔ اور سات ہری بالیں ہیں،
اور دُوسری سُوکھی۔ اے درباریو!

ع ۱۵

ذریعۂ حضوری

ف۱ حضرت یوسفؑ نے دونوں خواب دیکھنے والوں کو تعبیر بتلائی۔ ایک سے کہا۔ تُو ساقی گری کے عہدہ کو سنبھالے گا۔ اور دُوسرے سے کہا۔ تُو سُولی دیا جائے گا۔ اور پرندے تیرا گوشت نوچ نوچ کے کھائیں گے۔ جس کے متعلق انہیں خیال تھا کہ یہ فرعون مصر کا ساقی ہوگا۔ اُس سے کہا کہ مجھے یاد رکھیو۔ اور موقع پا کر بادشاہ سے میرا ذکر کیجیو۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ وہ رہا ہو کر حضرت یوسفؑ کے عہد کو بھول گیا۔ اور اس طرح مُدّت تک آپ کو جیل میں رہنا پڑا۔

بعض لوگوں نے فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ کو حضرت یوسفؑ کی جانب منسوب کیا ہے یعنی یہ مقام نبوت کے منافی ہے۔ کہ آپ پیغمبر ہو کر مصائب سے گھبرا جائیں۔ اور ایک مخلوق کی اعانت کے طالب ہوں۔ اس بھول کی یہ سزا تھی۔ کہ آپ کو مدّت تک جیل میں رہنا پڑا مگر یہ صحیح نہیں۔ جیل میں رہنا کوئی محبوب شغل نہیں۔ حضرت یوسفؑ نے اگر رہائی کے لئے کوشش کی۔ تو یہ بالکل جائز اور درست بات تھی اس میں بے صبری کی کوئی بات نہیں۔

حلِّ لُغات

بَقَرٰتٍ - بیل، گائیں۔

عِجَافٌ - جمع عجفاء - دُبلی پتلی۔

اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ
لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ○

میرے خواب کی مجھے تعبیر دو، اگر تم خواب
کی تعبیر دیتے ہو ○ ف۱

۴۴ - قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ
بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ○

۴۴ - بولے - یہ تو پریشان خواب ہیں - اور ہم
اُڑتے خیالوں کی تعبیر نہیں جانتے ○

۴۵ - وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ
بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ
فَاَرْسِلُوْنِ ○

۴۵ - اور جوان دونوں میں سے بچ گیا تھا اس نے
اور اُسے مدت کے بعد یاد آیا - میں تمہیں اس کی تعبیر
بتاؤں گا مجھے جانے دو - ○

۴۶ - یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا
فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ
خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ
اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ
یَعْلَمُوْنَ ○

۴۶ - اجا کر کہا، اے یوسف اے سچے آدمی سات
موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دُبلی کھاتی ہیں
اور سات سبز بالیں ہیں، اور دوسری
سوکھی، اس بارہ میں ہمیں فتویٰ دے
کہ میں لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں شاید
اُن کو معلوم ہو ○

ف۱

اللہ کی مدد اور نصرت کے عجیب ڈھنگ
ہیں۔ ساقی کو بھول گیا۔ مگر اللہ کو اپنے بندے
کی بیچارگی یاد تھی۔ بادشاہ نے عجیب و
غریب خواب دیکھا۔ اور مصاحبین سے کہا
خواب کی تعبیر بتاؤ۔ اگر تمہیں علم ہے اُنہوں
نے کہا۔ یہ خیالات پریشان ہیں۔ اور اصل
بات یہ ہے۔ کہ ہم اس فن کے ماہر بھی
نہیں۔ اُس وقت ساقی کو یاد آیا۔ کہ جیل کی
کوٹھڑی میں ایک عالم تعبیر بند ہے اُس
کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ چنانچہ اُس نے
بادشاہ سے اجازت چاہی اور کہا، مجھے
جیل میں جانے کی اجازت مرحمت ہو،
میں انشاءاللہ تعبیر بتا سکوں گا۔ چنانچہ
اُس کو اجازت مل گئی ●

یہ یاد رہے کہ شراب ابتدا سے حرام
ہے۔ یہاں صرف ایک واقعہ کا اظہار
ہے۔ کہ بادشاہ وقت شراب کا عادی
تھا۔ حلت و حرمت سے قطعی بحث
نہیں ●

حلِ لُغات

اَضْغَاث۔ جمع ضغث۔ خشک و تر
گھاس کا ملا ہوا گٹھا۔ اَحْلَام جمع حُلم
یعنے خواب۔ پس مجموع۔ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ
یعنے خوابہائے پریشان کہ جن کی تعبیر درست
نہ ہو۔ بوجہ اختلاط احوال معقول و غیر معقول۔
اُمَّةٌ۔ جماعت، پیروان انبیاء، ملت،
امام، پیشوا ●

۴۷ - قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا ۚ فَمَا حَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ○

۴۷ - کہا تم سات برس پے در پے کھیتی کرو گے سو جس قدر تم کاٹو تو اُس کو اُس کی بالوں میں رہنے دو۔ مگر تھوڑا نکال لو۔ جو تمہارے کھانے کے کام آئے ○

۴۸ - ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ○

۴۸ - پھر اس کے بعد سات برس سختی کے آئیں گے وہ اُس سب کو کھا جائیں گے جو تم نے اُن برسوں کے لئے رکھا ہے مگر تھوڑا سا جو تم بچا رکھو ○

۴۹ - ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ○

۴۹ - پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگ بارش پائیں گے۔ اور (انگور) نچوڑیں گے ○ ف

ع ۱۴

۵۰ - وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ

۵۰ - اور بادشاہ نے کہا میرے پاس اُسے لے آؤ۔ سو جب یوسف کے پاس قاصد آیا، یوسف نے کہا اپنے مالک کے پاس چلا جا اور اُس سے

تعبیر کا ایک اصول

ف حضرت یوسفؑ نے خوابوں کی جو تعبیریں بتائی ہیں۔ ان کو اصل خواب کی ہیئت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان خوابوں کی یہی تعبیریں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً جو شراب نچوڑ رہا ہے وہ ساقی ہے۔ جس کے سر پر سے پرندے روٹیاں نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ وہ سُولی دیا جائے گا اور پرندوں کا طعمہ بنے گا۔ اسی طرح بادشاہ کا خواب جو قحط کی پیشگوئی ہے۔ کس قدر واضح ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تعبیر کا علم گو وجدانی ہے لیکن یہ مسلّم ہے کہ خواب کی کیفیت اور تعبیر میں ایک ربط ہونا چاہئے۔ یہ ربط جس قدر صحیح ہو گا۔ اسی قدر صحت کا گمان غالب ہو گا۔ یہ ایک اصول ہے جس سے فن تعبیر پر قدرے روشنی پڑتی ہے اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔ جن کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اور وہ تعبیر میں مدد دیتی ہیں۔ مثلاً خواب دیکھنے والے کے رجحانات۔ اس کا علم صحت اور عام حالات۔ کیونکہ ان چیزوں کی رعایت کے بغیر صحیح نتیجہ پر پہنچنا عقلی درست نہیں ہوتا۔

حلِ لغات

یُغَاثُ۔ غیث سے ہے جس کے معنے بادل کے ہیں۔

الرَّسُوْلُ۔ ایلچی، قاصد۔

مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ
اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ
عَلِیْمٌ ○

پوچھ کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں
نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ میرا رب اُن کے
فریب جانتا ہے ○

٥١۔ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ
یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ
حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ
مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ
الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا
رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ
الصّٰدِقِیْنَ ○

٥١۔ بادشاہ نے کہا۔ اے عورتو! تمہارا کیا
حال تھا۔ جب تم نے یوسفؑ کو پھسلایا تھا!
بولیں، حاشا للہ۔ ہمیں اُس کی کوئی
بُرائی معلوم نہیں۔ عزیز کی عورت نے
کہا۔ اب حق ظاہر ہو گیا۔ میں نے
خود اُس کے نفس کو پھسلایا تھا۔ اور وُہ
سچوں میں ہے ○ ف١

٥٢ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ
بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ
الْخَآئِنِیْنَ ○

٥٢۔ یہ اس لئے تاکہ وہ معلوم کر سکے کہ میں نے اُس کی
غیبت میں اُس کی خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ خیانت
کرنے والوں کا فریب چلنے نہیں دیتا ○

ف١ چوبدار جب رہائی کا مژدہ لے کر حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں اس طرح جیل سے باہر آنے کے لئے تیار نہیں۔ سب سے پہلے میرے جرم کی تحقیقات ہو۔ اگر میں بے قصور ثابت ہو جاؤں۔ تو پھر مجھے اس نوازش خسروانہ کے قبول کرنے میں دریغ نہ ہوگا۔ ورنہ میں یہ نہیں کہلانا چاہتا کہ مجرم ہوں۔ اور سزا کے دن پورے کر کے جیل سے رہائی حاصل کی ہے۔

بادشاہ نے عورتوں کو بلایا۔ اور پوچھا۔ بتاؤ۔ کیا تم یوسفؑ میں کوئی عیب پاتی ہو۔ اور کیا تم نے یوسفؑ کو مائل کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہر اُنہوں نے بالاتفاق اقرار کیا۔ کہ یوسفؑ بے عیب ہے۔ ہماری شرارت تھی۔ کہ ہم نے اُسے ورغلایا۔ اور اُسے ایک عام انسان سمجھ کر اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہا۔ عزیزہ مصر نے جب دیکھا۔ کہ حالات منکشف ہو گئے اور میری عصمت کا بھانڈا پھوٹ کر رہے گا۔ تو اس نے از خود اقرار کر لیا۔ کہ میں مجرم ہوں۔ اور میرا یوسفؑ بے قصور ہے۔

اس عجیب طریق سے پُورے دربار میں یوسفؑ کی پاکدامنی اور حیرت انگیز عفت کا اظہار ہو گیا۔ اور یہی حضرت یوسفؑ چاہتے تھے۔

غرض یہ ہے۔ کہ اگر نفس گناہ سے آلودہ نہ ہو تو تہمتیں اور سزائیں عارضی ہوتی ہیں۔ ایک وقت آتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو سُرخرو کر دیتے ہیں۔ اور تمام لوگ جو اس کی تذلیل میں حصہ لیتے ہیں۔ نادم ہوتے ہیں اور خود ذلیل ہوتے ہیں۔ تہمتوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اور حقیقت پوری شان وشوکت سے جلوہ گر ہوتی ہے۔

حلِّ لُغات

مَا خَطْبُكُنَّ۔ خطب کے معنے حالت و کیفیت کے ہیں۔ یعنی رفع نزاع۔